

رسالہ اوم دہلی گاجھکوت پریم انک تابت ماہ جنوری ۱۹۴۲ء

۲۱ دیکھو  
گورکھ ناتھ  
نندہ



چندہ  
سالانہ  
روپے

قیمت فی جلد - ۸/۲ روپے

نمبر شمار	نام مضمون	نام مضمون نگار	نمبر شمار
۱	منگل چرن	کوی لوک ناتھ دل	۱
۲	اغراض و مقاصد	مینجر	۲
۳	پریمت مضامین	ایڈیٹر	۳
۴	پیشو مکا	کوی لوک ناتھ دل	۴
۵	پریم کی مہا	نندت پری سنگھ جی	۵
۶	ماندیکہ اپنشد سار	سوامی گوپند آنند جی مہاراج	۶
۷	ماندیکہ سار (منظوم)	شری بھاگ مل ساسی	۷
۸	انسانی خدمت الشوری پوہیا ہے	دیوان پندیداس جی پیر	۸
۹	اوم کا حلقہ ست سنگ	سوامی شوانند پریسونی	۹
۱۰	پریم لوگ	کوی لوک ناتھ دل	۱۰
۱۱	پریمی کا جیون	جگم پندیداس مضطر	۱۱
۱۲	پریم شکتی	کوی لوک ناتھ دل	۱۲
۱۳	بھگت کا فیصلہ	مہاتما شہنشاہ جی مہاراج	۱۳
۱۴	پریم اور گیان	"	۱۴
۱۵	پریم کا ایک قدم	"	۱۵
۱۶	پریم سے جیون	ایڈیٹر	۱۶
۱۷	پریم اور	سوامی گوپند آنند جی	۱۷
۱۸	بھگت کا بھر انری پریم	سوامی اکھند آنند جی پارس	۱۸

(درآمد)

شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر پریم دہلی شری برہمنند پری پریشر نے کھنڈ تھیوریس جی پری بازا دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اور دہلی (۱۹۴۲ء) میں شری گیت دہلی سے شائع کیا۔



نمبر شمار	نام مضمون	نام مضمون نگار	نمبر شمار
۱۹	پریم پریتی (ملتان بھجن)	لالہ پرمانند جی ایم اے	۹۵
۲۰	گورو امر داس جی	سنت نرائن سنگھ جی	۹۶
۲۱	عشق کا پوچھو پیتہ (نظم)	سوامی وویکانند جی	۱۰۴
۲۲	حضرت ابراہیم ادھم	مہرشی شبوبیرت لال ایم اے	۱۰۵
۲۳	نصیب نہیں	شری مختصر ملا پوری	۱۱۲
۲۴	سری کرشن	شری وطن مراد آبادی	۱۱۲
۲۵	پریم کا اثر	شری ایم بی فدا خلیق	۱۱۳
۲۶	عشق الہی	سوامی رام نیرنگھ	۱۱۵
۲۷	پرنام نیراسو بیکار کرو	شری آنند کپور	۱۱۹
۲۸	پیارے پرکھو کے پرنوں میں	بندت و شنودت	۱۱۹
۲۹	وان ویر کرن	شری جوتی پرشاد کھیاں	۱۲۰
۳۰	سنت فلسفی داس	شری بھاگ مل ساہی	۱۲۳
۳۱	مہام آزاد دی	شری نوبت رائے شوخ	۱۲۹
۳۲	دھانی اکھشتر پریم دے	مہاتما دولت رام جی	۱۲۷
۳۳	نغمہ لالہ کان	مہاتما موہن موہنی	۱۳۱
۳۴	شری گو بند سندیش	سنت مہری سنگھ جی	۱۳۲
۳۵	پریم آدم تخت ہمت	سوامی پری پور نانند جی	۱۳۷
۳۶	شری گورو نانک دیو	سنت نرائن سنگھ جی	۱۳۸
۳۷	درجہ شری رادھا	شری جگن ناتھ کھنہ بی اے بی بی	۱۴۰
۳۸	گوگل کو جادو	شری حسرت رسالپوری	۱۴۳
۳۹	جلوہ عرفان - شراب محبت	ڈاکٹر راج بہادر ورما - کنولانتات	۱۴۵
۴۰	شری مہادیر بھگوان	شری دگیر داس جین	۱۴۷
۴۱	پریم کن	شری پرمانند ایم اے	۱۴۹
۴۲	سوامی گورانند مل	شری ملک راج فلاسفر	۱۵۰
۴۳	تت نوم اسی	سوامی پری پور نانند پورن	۱۵۲
۴۴	حضرت محمد صاحب	امید پتر	۱۵۳
۴۵	خدا سے دعا	شری روشن پٹالوی	۱۵۵
۴۶	نہرب اسلام کی قذال قدر ہستیوں کے نگاہ حضرت عبدالقادر جیلانی	شری تاجن بھٹا	۱۵۶

### تصاویر

- ۱۔ مہری ہر بھگوان و نشو
- ۲۔ ادیشو ایک روپ میں صفو
- ۳۔ کرشن سداں
- ۴۔ میراں بانی
- ۵۔ تیسوی بھرت
- ۶۔ بھرت جی کھڑادیں کے ہمیں



# بھومرکا

پیارے سمجھو! پریم انک جس کی عمر صد سے آگے ارتقا یعنی مکمل ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔  
 فی زمانہ اس پریم کے راگ کو اپنا گونام میں بے وقت ماگ ہی تصور ہو گا۔ جبکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو کہ  
 موجودہ مذاہب کے نفرت آمیز پیار سے متنفذ ہو کر الشیو کو بھی ایک بے بنیاد فرضی ہوا اور جابلانہ انسانی خیال مانتے ہیں۔  
 جس کا اعتقاد ہی الشیو سے اٹھ چکا ہے۔ وہ بھلا الشیو پریم کے راگ کو کہیں پہنچے۔ (۱) اس وقت جبکہ بڑی بڑی مسطنتیں  
 میدان جنگ کیلئے تیار کی کر رہی ہیں ایک قوم دوسری قوم کے یلیامیٹ کرنے میں منتہر ہو۔ ایک مذہب دوسرے مذہب  
 کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہو خود کو خدا پرست اور دوسرے کو کافر گردانتا ہو۔ تو ایسے وقت میں پریم پریم کی صدا کو  
 بلند کرنا بالکل بے سود ہے۔ (۲) جبکہ خانہ جنگیاں کثیر التعداد میں نظر آئیں۔ والدین اور اولاد میں جائیدادوں کے  
 جھگڑے ہوں۔ باب بیٹا۔ خاندان بوی اور بھائی بھائی مقدیر بازی برتنے ہوں۔ وہاں بھگووان رام اور بھرت کے تباہی کی  
 نشاندار کتھا کو اس گھور کامیاب کے زمانے میں کون سنے گا۔ (۳) جبکہ مذاہب کے ٹھیکیدار محض اپنی پیٹ پوچھا کے لئے غرور  
 اور بے زبان جانوروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خون کی ندیاں بہا رہے ہوں اور انسانیت سے بے صدا افعال کو مذہبی رنگ  
 دے کر بہشت کا نقشہ پیش کر رہے ہوں۔ اور اس قتل و غارت کو اس فحش پاک خدا کے نام پر قربانی جتلا رہے ہوں  
 وہاں اپنے عزیز بھائی (نفس) کو قربان کرنے کی تلقین کرنا۔ اور ہر ایک ذی شعور کے ساتھ پریم کا تسنن سکھانا نیز جیسے  
 پران اپنے آپ کو پیارے ہیں۔ ویسے ہی افسردہ ہوں کہ بھی پیارے ہیں۔ "اجنسا پر مودہرا" وغیرہ کا آپدیش کون  
 پسند کرے گا۔ جب اعلیٰ مذہب پر چاہا ہو رہا ہو کہ "جس کی لائٹھی اس کی بھینس" کو رو دینا میں نہیں رہ سکتے، بڑی پھیل  
 جھوٹی پھیل کو کھانے کے لئے ہی ہے۔ "وغیرہ وغیرہ" وہاں حضرت محمد کے شاندار آپدیش کو کون منہ دے گا۔ اے پیادہ بھٹی  
 ربی! فاطمہ کو نہ سمجھنا کہ تم میری بیٹی ہو۔ اس لئے تمہیں گناہ معاف ہیں۔ سرگز نہیں۔ قدرتی قانون اعلیٰ ہے انسان کے اعمال  
 ہی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ اور ان کا شر لائی طور پر ہر ایک کو ملے گا۔ آخرت میں کسی کا لحاظ نہیں گا وغیرہ وغیرہ  
 ان حالات کی موجودگی میں کیا سچ پریم پریم کی کوک سا نا دیرینہ (سفائندہ) ہے یا نہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا  
 یقین ہے۔ اور ذاتی یقین ہے کہ دنیا کی فابری ہی پریم اور سچائی پر انحصار رکھتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب رجوگن اور  
 نوگن کا زور ہو جاتا ہے تو ستوگن دب جاتا ہے اور ایسا بد تہیت ہوتا ہے۔ کہ گویا اس کی ہستی ہی نہیں رہی۔  
 لیکن پیارے سمجھو! یہ ناممکن بات ہے کہ سچائی خوب غلطی طرح میٹ جائے۔ کیونکہ سچ سچ ہی ہے اور جھوٹ جھوٹ  
 ہی۔ جھگوت کو دونا تک فرماتے ہیں۔ کہ گویا نا انسا اور گک سچ سچا۔ دید کہتا ہے۔ سچ سچ جیتے۔ انہی  
 دنیا کی ہنسی بشارت ہے۔ کہ جب رجوگن اور نوگن کے پریشاد  
 "सत्यमेव जयते नानृतम्"  
 لوگوں میں نفرت حسد۔ بغض۔ کینہ۔ لڑائیاں۔ فساد۔ ہنگامے۔ خون ریزیاں۔ بیجا حمایت۔ غرضیکہ تمام بد اعمال شروع  
 ہو جاتے ہیں۔ تو دنیا میں تنہا ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بد طبیعت لوگ۔ ایسے ہی لڑ بھڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد  
 نیک لوگ میدان عمل میں آتے ہیں۔ اور دنیا کو بہت مار گرا کر چلا کر شانتی امن اور پریم کا راجہ سچاپت کرتے



اس کو یا حبیب دلچ اور تم کا راجہ ہوتا ہے۔ تب سنت یعنی سبائی معدوم سی نظر آتی ہے۔ لیکن اس کا بیچ ناش کبھی بھی نہیں ہوتا۔ نیک لوگ ایسے گھر سے ہیں جہاں ایسی شکتی کے مطابق سنت، برہم و دیاکا ایدیش کر تے ہی رہتے ہیں وہ دنیا کی آرزوں کی پرواہ نہیں کرتے اور شانتی پورہ کر اس اعلیٰ اور انسانی غنفسہ کو سر انجام دیتے ہیں۔

پریم انگ، ایشوری پریم کو پرگٹ کر تے کیلئے تمام قوتوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے تمام مذاہب کے ایک پلیٹ فارم پر لانے اور سچی وحدانیت کی تعلیم کے پرچار کر کے کیلئے نیر دنیا میں شانتی اور پریم کا راجہ قائم کرنے کیلئے عہد اہل عمل میں آیا ہے جو کہ پریم کا بیج شدہ ائمہ کرن اوصاف شفا قلبی و دینی زمین میں ہی اگ سکتا ہے۔ اس لئے اس کے پہلے صفات ہیں "اونکار آیا سنا" درج کیلئے ہے۔ کیونکہ آپاسنا سے ہی ائمہ کرن یعنی قلب اکل اور دکھنیشپ و دشن دو ہو سکتے ہیں۔ اونکار آیا سنا ماند و کیر ایند کا سادہ ہے۔ جو سچ پرش اس کو دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر عمل کریں گے۔ انکے ائمہ کرن کی شدھی ہو کر بھی گیان کے قابل ہو جائیگی۔ اور وہ پریم کے مضمون کو اپنے دلیس بخوبی دھارن کر سکیں گے۔ اس پریم انگ میں کافی سے زیادہ اُن مہارتوں کی سوانح حیات درج کی گئی ہیں جن کے بارے میں انسان کا علی جیون بنتا ہے۔ غرضیکہ یہ چھٹی سی تنگ ست مارگ کے خواہشمند اصحاب کیلئے ایک مفید چیز ہے۔ اس کے تیار کرنے میں کئی قابل مصلیوں نے اپنے تجربہ کی بنا پر اور پراچین گرنیوں کے آدھار پر یکجہ تیار کرتے ہوئے حکیم سو پرستوں پر بہت اکیکا کیا ہے۔ ہم ایسی تمام تر مصلیوں کا دھندا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس شہد کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ کئی مہارتوں اور دل کے مفاد میں دیر سے پہنچنے یا گنجائش نہ ہونے کے سبب درج نہیں ہو سکے۔ اُن سے ہم نہایت پریم سے کہنا مانگتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں کہ ان کے ارسال کردہ مضامین اوم کی آئینہ اشاعت میں درج کئے جاویں گے۔ اس پوزٹریک میں مالی امداد کرنے والے سچ پرستوں کا دھندا کرتے ہیں۔ کہ جنہوں نے نہایت فراہمی سے اس دھندلک مشن کے علمبردار رسالہ اوم کی وقتاً فوقتاً امداد فرمائی۔

سنت ہی شکتی جو کہ روحانی سنت سنگ کے پودھان اور خاص نیشک پرش ہیں انہوں نے جہاں پریم انگ کے لئے ماند و کیر ایند کا شاندار نرج کیا ہے وہاں اوم کے خریدار بنانے میں بھی کافی امداد فرمائی ہے ہم انکا ہارونک دھندا کرتے ہیں۔ ہماری اپنی کو مد نظر رکھتے ہوئے جن اصحاب نے ہمیں اس موقع پر دود و خریداران کا چندہ بھیج کر ہماری مالی مشکلات کو رنج کیا ہے۔ اور جن خریداروں نے اپنی معیاد سے پہلے ہی سچ چندہ ارسال کر دیا ہے، ہم اُن اصحاب کا خاص طور پر دھندا کرتے ہیں۔ ایسے پریمی سمیوں کے اتساہ سے ہی دنیا میں دھندلک سنتھامیں قائم ہیں۔ جن پریمیوں نے ہماری دود و خریدار بنائے ایل پر ابھی تک دھیان نہیں دیا۔ اُن سے ہم دوبارہ درخواست کریں گے کہ اگر وہ رسالہ ہذا کے اعراض و مقاصد سے اتفاق رکھتے ہیں تو اُن کا فرض ہے کہ رسالہ اوم کی اشاعت کو بڑھانے میں توجہ دیں اس وقت جبکہ ملک کی فضا فرزدادہ اور مذہبی تعصبات سے بھرپور رہی ہے اور تمام محسوسات اور حشے و کاندل کی دوسری تیزی سے بے جا حرکت دینی پیچیدگیوں اور تفکرات کا شکار ہو رہی ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اُنکے سامنے انسانیت کا روحانی اندیش پیش کیا جاوے اور خود تناسی اور خدا تناسی کی تعلیم دے کر انہیں اپنے آپ میں جگایا جاوے۔ یہ تمام کام اوم کے ذریعہ پورا کر کے کی شش کی جارہا ہے۔ لیکن درست معنوں میں اس کام میں اسی حالت میں سہلتا ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کا حلقہ اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو۔ امدادی پرش ہمیں مالی امداد ہم پہنچا رہی ہے۔ اوم شانتی شانتی قافی

سب کا اتنا۔۔۔ گورکھ ناٹھ مندر



# پریم کی مہما

از  
شری لوکناٹھ دِل

- ۱- پریم کے دُش میں پریم کو ہم نے۔ بالکین کرتے آتے دیکھا  
کالی کے بھین کو لپٹ نکلوؤں سے سوئم دیتے دیکھا
- ۲- شو برنج کو جنبی پر بھڑوتا کا کچھ پار نہ پاتے دیکھا  
انہیں کو اُکھل سے بندھ کر تینوں سے تیرہ پاتے دیکھا
- ۳- ترلوکی میں جن کو ہم نے نیا سے ادھیش کرتے دیکھا  
انہیں کو برج منڈل میں دھدھی گورس نویت چراتے دیکھا
- ۴- کشیر سمدر میں کھلا کو جن کے بد کسل دیتے دیکھا  
کنٹک پتھ پر ہنگے پاؤں۔ گٹھیں انہیں چراتے دیکھا
- ۵- جن کو لوگیوں کے ہر دی میں۔ ہم نے کبھی نہ آتے دیکھا  
جنت پلن پر اُن کو سکھینوں کے سنگ راس رہاتے دیکھا
- ۶- جن کو ہم نے اکھل دُش میں دُشو بھڑ کھلانے دیکھا  
اُن کو برراج کے گواؤں کے نت جوٹھن مانگ کے کھاتے دیکھا
- ۷- جنبی مہما گاتے گاتے دیدوں کو جھک جاتے دیکھا  
اُن کو مڑی کی تانوں میں رادھ رادھ گاتے دیکھا
- ۸- جن کے چرن کسل کا مٹیوں کو نت دھیان لگاتے دیکھا  
اُن کو بھلاؤ دولاری کے چروں پر مکٹ جھکاتے دیکھا
- ۹- جن کو جگت نچاؤن کارن۔ مڑی سدا بجاتے دیکھا  
گوپیوں کو پھینچیا بھر چھاچھ یہ انہیں کو نایح نچاتے دیکھا

(۱۰)

ہم نے اے دل ابلا دھر کو لبلا عیب دکھاتے دیکھا  
اپنا مان گھٹے گھٹ جلتے بھکت کا مان بڑھاتے دیکھا

✽

بھگوت پریم آنک دو ماہ کا پرچہ تصویق کیا جائے ماہ فروری میں کوئی شیلیجہ پرچہ شائع نہ ہو گا۔





نئی دہلی

از - سنت ہری سنگھ جی

## مانڈوکیہ اپنشد سار

ॐ कारं बिन्दु संयुक्तं नित्यं ध्यायन्ति योगिनः ।

कामदम् मोक्षदम् चैव ओंकाराय नमो नमः ॥

اثر - ہندو کے بہت اور انکار کو یوگی مت ہی دھیان کرتے ہیں۔ یہ کامنڈل اور موکش کے دینے والا ہے۔ اسلئے اولکار کے پرتی نمسکار ہو۔

ویدوں کے اندر اولکار کی اپنا سنا کو اور اپنا سناؤں سے بہت دشمنیتا حاصل ہے۔ یہ اپنا سنا ویدیک اپنا سنا ہے۔ پو مانک اپنا سنا نہیں۔ پرائوں کے اندر رام۔ کرشن آدی اقداروں یا وشو آدی دیوتاؤں کی ہی اپنا سنا کا نزدیک ہے۔ مگر ویدوں میں آدنیہ پران آدی تمام اپنا سناؤں سے بڑھ چڑھ کر اولکار کی اپنا سنا ہی سب سے سرلیٹ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بھگوت ناموں کے اندر پرنو یعنی اولکار نام ہی سب سے اتم اور سرلیٹ آلمن اپنشد کا اول نے ماتا ہے۔

آلمن کے معنی آشرے کے ہیں یعنی جس کو آشرے یعنی برت بنا کر البیور اپنا سنا کی جا سکے۔ اُسے آلمن بولتے ہیں۔ اور وہ نام ہی ہے۔ یعنی نام کو ہی آلمن کہا جاتا ہے۔ اور اسی کو واجیک "یا ابھیدان" وغیرہ ناموں سے بھی گرنف کاروں نے بولا ہے۔ چونکہ نام یعنی واجیک کا نامی یعنی واجیہ سے ہمیشہ ابھید ہوتا ہے۔ اسلئے نام یعنی واجیک ہی البیور اپنا سنا میں آلمن ماتا ہے۔ ہم یہاں مثال کے طور پر اسے یوگ بیان کرتے ہیں جس سے نام اور نامی کے ایک ہونے کی ٹھیک ٹھیک نفسدلی ہو جاوے گی۔ دیکھئے "گھٹ" یہ ایک شبد یعنی نام ہے جس سے ہم کو مٹی سے بنے ہوئے ایک استھول اور گول اکار والی دستو کا گیان ہوتا ہے جسے گھٹ کہتے ہیں۔ اگر اس گھٹ دستو کو ہم گھٹ نام کے بغیر جاننا چاہیں تو نہیں جان سکتے۔ کیونکہ ایک گھٹ نام ہی ہے جس سے ہم کو استھول اور گول شکل والی گھٹ دستو کا گیان ہو سکتا ہے۔ حقوڑی دیر کے لئے مان لو کہ ہمارے پاس یہ نام موجود نہیں ہے۔ تو ہم کسی صورت سے بھی اس کی بیجان نہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہے کہ دستو عین نام مان رہی ہے اور جس طرح نام کے بنانا نامی کی بیجان محال ہے۔ ٹھیک اسی طرح نامی کے بغیر نام کی تصدیق



بھی نہیں ہو سکتی۔ جان لو۔ کہ انجان نیچے کے سامنے ایک استھول اور گول اکار والی وسنتو ہے جس کے نام سے وہ  
تب تک واقف نہ تھا۔ اب وہ اس وسنتو کو کس شبد سے دہرا کرے۔ یہ کچھ ہے۔ یہ کچھ ہے۔ اتنا مقرر تو وہ  
جان لے گا۔ لیکن اتنے سے دہرا کر کی ٹھیک سہی نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے نام سے پڑے نہ ہو۔ جتنا پڑے  
اس سے بھی قصہ لیں اس امر کی ہوتی ہے کہ نامی سے بھی نام کوئی جدا نہیں۔ اور یہ بالکل صاف ہے۔ کہ کوئی نام بھی  
بھی کسی نامی کے بغیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ کسی چیز کا ہی کوئی نام ہوتا ہے۔ بغیر چیز کے نام نہیں۔ پس اس طریقے  
سے نام سے نامی اور نامی سے نام ابھرتا ہے۔ اور جیسا کہ مثال بالا سے ہم نے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ نام اود نامی کا  
بھید نہیں۔ پس نام کی آپاسنا سے نامی کا سا کھیا نکال دیا جاتا ہے۔ اور یہ بالکل صاف ہے کہ اگر ہم کسی کو  
اس کے نام سے بلا دیں۔ تو وہ جھٹ سا مٹے آتا ہے۔ یا اگر کسی چیز کو اس کے نام سے یاد کریں۔ تو وہ ہمارے  
آنکھوں کے سامنے گھومتی پھرتی نظر آتی ہے۔ ٹھیک اسی ہی سدھانت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے شاستروں کے  
اندھ بھگوت کے کئی ناموں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اور ان میں سے کسی بھی نام کو اگر آشر یعنی آلمین بنالیا جاوے۔ تو  
اس سے بھگوت کا جس کے وہ نام ہیں۔ سا کھیا ت ہو جاتا ہے۔ اور ایسی بے شمار مثالیں ہمارے گرنفقوں میں  
بھری پڑی ہیں۔ کہ کیوں نام سے ہی نامی کے درشن ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہاں نام سے بھی کوئی خاص واسطہ نہیں ہوتا بعض  
اسے آلمین رکھ کر اس کے نامی کا ہی سا کھیا ت کا کر نام طلب ہوتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ جو بھگوت کے ناموں  
پر ہی اعتراض کرتے ہیں ہر سر پھول میں ہیں۔ اگر ایک ہی چیز کے کئی نام ہوں۔ تو سیدھ ہے۔ کہ نامی کو کسی نام سے ہی کیوں  
نہ کیا جائے وہی ملے گا مثلاً ٹھٹ کچھ گھڑا وغیرہ ذالک۔ اسی طرح بھگوت کو بھی ہمارے آجاریوں نے کئی ناموں سے  
نامی کیا ہے مثلاً پرمانا، ایشور، خدا، دابھور، رام۔ کرشن، وشنو، وشو، شکتی وغیرہ وغیرہ۔ اب خود کیا جائے تو ثابت ہوگا  
کہ کس قدر جہالت کا مقام ہے۔ اگر ان ناموں پر ہی مذہب کے لوگ جھگڑا کریں۔ جب ایک ہی سجدہ اندھ بھگوت کے  
انیک نام ہیں۔ تو سب کوئی اپنی اپنی خواہش کے مطابق کسی بھی ایک نام کو ایشور اور دھن کا ذریعہ بنا سکتا ہے کسی کو کوئی  
حق نہیں کہ وہ دوسرے کے نام پر جس پر کہ اس کا اعتقاد تھا ہوا ہو لفظ چینی کر کے اسے شردھا سے بھرتش کرے بلکہ  
بہتر ہے کہ اس کی اسی ہی نام میں اور شردھا بڑھاوے۔ اگر چہ خود کسی اور نام کے ذریعے آپاسنا کرنا ہو۔ اور یہ بیکش  
انوکھو میں آتی ہے۔ کہ ہی ایک ویکتی میں ہی پیار کے بل سے انیک نام ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر اس سے نامی میں انیک روتیا  
نہیں ہو جاتی۔ اور نامی ایک کا ہی ایک رہتا ہے۔

اگر اس پر یوں جن کو جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ چھوڑ دیا جائے۔ تو محض نام کی آپاسنا سے کچھ حاصل نہیں ہوتا  
کیونکہ نام کیلا جڑ ہے۔ اس لئے پہلے نام اور نامی کا بھید گمان لازمی طور پر واجب ہے۔ اور اتنا ہی نام کی آپاسنا سے  
مطلب ہے۔ ادھک نہیں چونکہ ان تمام ناموں سے بھی ادم نام کی مہاں مہاں ہے۔ اور اس کی آپاسنا بھی وید اور  
اپنشدوں میں جگہ جگہ دکھائی ہے۔ لفظ ہم ذیل میں چند پینٹ کی شریوں کو اس امر کی تصدیق میں دکھلاتے ہیں  
جن سے اس ادم نام کی ایشور روپ سے آپاسنا کا نیز ایشور آپاسنا میں بہتر آلمین ہونے کا پورا پورا اشارہ ملتا ہے

यद् कन्दसामृषभो विश्व रूपः । कन्दो योऽद्यमुतात्संबभूव ।  
स मेन्द्रो मेध्या सप्रणीतु । अमृतस्य देवधारणो भूया सम् ।



शरीरं मे विचक्षणम् । जिह्वा मे मधुमत्तमा । कर्णाभ्यां भूरि  
विश्रुवम् । ब्रह्मणः कीर्णो ऽसि मेघया पिहितः । ते ३५: भि: व

اگر تھ۔ جو راؤ نکاں دیدوں میں سر لٹاؤں اور پردھان ہے۔ اور سرب روپ ہے۔ نیز دید روپ امرت  
پردھان روپ سے پرگٹ ہوا ہے۔ وہ اور کار روپ سرب کا مناڈل کا دینے والا اندر مجھے میدھا سے  
پر سن کر سے ہے اور کار دیو میں امرت تو کے سادھن بھوت برہم گیان کو دھان کر کے والا ہوا ہوا  
میرا مشربا رو گیا ہو۔ میری زبان انیت بیٹھا بولنے والی ہو جائے۔ میں کانوں سے خوب شرفن کروں  
ہوا نکاں تو برہم کا کوش ہے۔ اور نوک بڑھی سے دھکا ہوا ہے۔

एतदालम्बनं श्रेष्ठमेतदालम्बनं परमम् ।  
एतदालम्बनं ज्ञात्वा ब्रह्मलोके महीयते ॥ क० ३५: १-२-३

اگر تھ۔ یہ ہی سر لٹاؤں میں ہے۔ یہ ہی برہم آلمین ہے۔ اس آلمین کو جان کر پرش برہم لوک میں مہاں کو پراپت  
ہوتا ہے۔

اور بھی جان لینا چاہیے۔ کاؤ نکاں ہر دو رنگ اور سگن یعنی نرا کا اور سا کا برہم کا آلمین ہو سکتا ہے مطلب  
یہاں یہ ہے کہ اس کو ذریعہ کر کے رنگ برہم کی اپنا سنا اور سگن برہم کی آیات و دلو کی جاتی ہیں۔ اور پھل بھی ہر دو آیات و  
کا اپنا سگ کو رنگ برہم بھاد کی پراپتی اور سگن برہم رویتا ہوتا ہے۔ یہ اپنا سگ کی اپنی خواہش پر ہے۔ کہ دو لون  
میں سے کس سر روپ میں اسے آلمین بنائے۔ جیسا کہ سگن برہم کے اپنا سگ تو اونکار میں استھت جو "ا" اور  
ما "یعنی اکار اور مکار تین ماترا ہیں۔ انہیں ششٹی جگت میں دیا طے ہر نیہ کر کے ادا دیا کرتے۔ اور ویشٹی جگت  
میں ویشٹی جیس اور پراگیا یا اسی طرح استھول سوکھش اور کارن یا انتیتی استھتی اور نے روپ جان کر اونکار کو  
سرب نے جان لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اونکار سمجھو کارن البتہ تو جیو تو اور سر شتی تو کا مجسم سر روپ اور  
پیدا ہے۔ اور سرب جگت کے دستار اس کے ہی اندر ہیں۔

اور اس در شتی سے تمام سر شتی اور اس کا کارن البتہ بھی عین اونکار کا ہی سر روپ نشی کر تا ہے۔ مگر  
اونکار کو رنگ برہم کے پتی آلمین بنا کر بھینے والا پرش تو اکار اور مکار استھانی جو دیرا طے ہر نیہ کر کے ادا دیا کرتے  
یا ویشٹی جیس اور پراگیا یا اسی طرح استھول سوکھش اور کارن یا انتیتی استھتی اور نے ہیں۔ انہیں محض مایکے وکار  
اور ویشٹی تصور کر کے سن ماترا اور جن ماتری روپ اتنا جو اونکار کی جو شتی ماترا کے استھان پر ہے یا جسے "اماترید"  
بھی آگے مانڈ گیا ہے پندرہ کی دیا کھیا میں کہیں گے۔ اور دکھش کر لیتا ہے۔ یہاں رنگ برہم اپنا سنا پر کرن میں اونکار  
سے اتنا ہی ہمارا مطلب ہے۔ کہ اپنا سگ کو اونکار کے اچارن سے میں جو اونکار شبد اور اکار اور مکار  
ماتروں کے نیاگ دینے پر قبول ایک اکھنڈ گیان سر روپ و ستو کا بھان ہوتا ہے۔ وہ تو بھو روپ و استو  
میں اونکار کا ہی سر روپ ہے۔ اور ٹھیک اسے ہی وہ پرمانا کا سر روپ نیز اپنا بھی شدھ و گرجے جان کر کر تیر  
کر تیر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر روشن ہو گا مگر یہ جان لینا چاہیے کہ اس قسم کے رنگ برہم کا اپنا سگ



بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اس اونکار کا پر یا سگن برسم کی ایسا میں ہی ودھان ہوتا ہے۔ اور سگن برسم کا  
ایسا سگ اونکار کے اچارن سے میں اکا میں برشی کی انتہی کو اکا میں اس سختی کو اور کار میں پر لئے کو جانتا ہے۔ کیونکہ  
اکا کے اچارن کال میں منہ کھلتا ہے۔ اور یہ ہی انتہی کے سمان ہے۔ اسی طرح اکا بولنے وقت کھلے ہوئے منہ میں  
جگت کی سختی کو جانتا ہے۔ اور مکار کو کہتے سے نو سنا کار پر لئے سمجھتا ہے۔ کیونکہ تب منہ بند ہو جاتا ہے اور یہ اسی  
سنا کار پر لئے ہے۔ پھر جب کئی بار اس طرح اچارن ہوتا ہے۔ تو اسے پھر نئی سرشی کی انتہی سختی اور پر لئے کا ہونا  
سمجھتا ہے۔ اس طرح سرشی کی انتہی سختی اور پر لئے یہ تمام اونکار مارتی ہیں۔ الیشور۔ جیو اور مایا۔ بھوت بھوشت  
اور ورتماں۔ رگ۔ یجو اور سام۔ استھول سوکشم اندکارن۔ سعت ریح اور تم۔ سکھ دکھ اور موہ۔ دہرم ادمرم اور  
پرما۔ جاگرت سوین اور سکھتی، درشتا۔ دریشہ اور درشن، بھوگنا۔ بھوگیہ اور بھوگ۔ کرنا کر م اور کرنا۔ آتما  
اناما اور ان کا سمبندھ اسی طرح انیک نین تین بیدارتھ یعنی تربی تمام اکا۔ اکار اور مکار روپ اونکار کے ہی  
سر روپ میں۔ اونکار کے سر روپ سے جدا کا کوئی ایسا وجود نہیں اور اس پر کار کے بعد میں ہی اونکار کی سگن  
برسم یا سنا کا اختتام ہے۔ ہم یہاں بھی کچھ اور پرشن اپنشا کی مشقیوں کو دکھلاتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوگا کہ  
اونکار سگن اور نرگن دونوں پر کار کی ایسا سنا میں پر تیک یعنی آجین ہو سکتا ہے۔

एतद्भुयेवाक्षरं ब्रह्म एतद्भुयेवाक्षरं परम् ।  
एतद्भुयेवाक्षरं ज्ञात्वा यो यदिच्छति तस्य तत् ॥ कठ ३५: १-२-२६

ارتھ۔ یہ اکشرا اونکار ہی سگن برسم ہے۔ اور یہ اکشرا اونکار ہی پر برسم ہے۔ اس اونکار روپ  
اکشرا کو سگن اکشرا نرگن روپ سے جان کر جو کچھ چاہتا ہے۔ اسے پالیتا ہے۔

तस्मै स होवाच एतद्वै सत्यकाम परं चापरं च ब्रह्म यदोङ्कारः ।  
तस्माद्विद्वाने तेनैवायतनेनैकतरमन्वेति ॥ प्र: ३५: ५-२

ارتھ۔ اُس شوی کے پتر ستید کام کے لئے وہ پر سیدھ پیدا دینی بولا۔ یہ ستید کام۔ یہ جو اونکار ہے  
یہ ہی لکھے کر کے پر یعنی نرگن اور اپر یعنی سگن برسم ہے۔ اس لئے ودوان اسی اونکار کے آشرے  
سے ان دونوں میں سے کسی ایک پر برسم کو پر اپت کر لیتا ہے۔

اگر چہ اونکار کی مہاں اور بڑائی سارے ہی ایشندیشا ستر میں بھری ہوئی ہے۔ مگر صرف اسی کو ہی لکھش  
کر کے مانند دیکھ میں جس کا کہ تر جراب آگے چل کر ہوگا۔ اس کا ویشیش ورتار ہے۔ تمام اپنشدوں کے اندر نہایت  
مختصر بلکہ مشکل قبی یہی ایشند مانی گئی ہے۔ کیونکہ اس ایشند کے محض بارہ منتر ہیں۔ جن کے اندر سارے ہی وید  
کا تورا دکھا ہوا ہے۔ بلکہ ایشند میں دکھایا ہے۔ کہ یہ ہی مول ایشند ہے۔ اقد باقی تمام اپنشدیں اسی ہی کی  
ویا کھپ سر روپ ہیں۔ اسے جاگرت اور ستھا سے آجھ کر کے آخر میں تر یا او ستھا جس میں تمام کا فنا ہے  
ختم کیا گیا ہے۔ یہ ایشند ویدانت سدھانت کے دورت یعنی مایا واد کی آخری بھومی ہے، شری شنکر اچاریہ  
کے پر م گورو بھگوان گورو پاد نے اسے تمام ویدانت فلاسفی کا مرکز اور مول منتر بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی



آپنشد کو ہی نہت کچھ کرماندو کہ کاریکا بھگوان کو یاد دلائی ہے جس میں اجات داد کا پریم سدھانت  
نروپن ہوا ہے۔ اب ہم اس آپنشد کے منتروں کو بالترتیب لکھو گئے ہیں۔

प्रोमित्येतदक्षर मिदं सर्वं तस्योप व्याख्यानं भूतं  
भवद्विष्यदिति सर्वमोङ्कार एव । यच्चान्यत्रिकालातीतं  
तदप्योङ्कार एव ॥ १ ॥

المختصر "ادم" یہ اکھشر سب کچھ ہے۔ یہ جو کچھ بھوت بھوشت اور ورتمان ہے۔ اسی کی دیا کھیا  
ہے۔ اس لئے یہ سب اولکار ہی ہے۔ اس کے سوائے تین کال اتیت جو مایا ہے۔ وہ بھی  
اولکار ہی ہے۔

کھاوار تختہ :- یہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ نام اور نامی کا ابھید ہوتا ہے۔ جینا پچرام سرولی جتنا کہ بدلتا  
سموہ ہے وہ اپنے نام یعنی داہک سے ابھن ہونے کے سبب نام مائر ہی ہے सर्वं हीदं नामानि  
یہ سب نام ہی ہے۔ اس شرتی سے سدھ ہے۔ پھر چونکہ تمام نام بھی اولکار سے جدا نہیں کیونکہ  
प्रकारो वै सर्वः वाक اس شرتی کے مطابق تمام واکیہ یعنی نام جب اکار روپ ہیں۔ جو اولکار کی پہلی مائر ہے۔  
تب سب کے سب نام اولکار کیسے نہیں ہوں گے۔ اس ریتی سے تمام جگت کی اولکار سرودیتا ہی ہے۔ اور  
بھوت بھوشت اور ورتمان ان تینوں کالوں میں جو کچھ بھی اسخصل اور سوکھشم جگت ہے۔ وہ بھی اسی نیاٹے  
کے مطابق اولکار سرودیتا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے تینوں کالوں سے پرے اپنے کار یہ ہے اسی الومان  
کی جاتے والی آدمی پر کرنی ادیا کرت مایا شکتی بھی اولکار سرودیتا ہی ہے۔

"ادم" یہ اکھشر ہی سب کچھ ہے۔ یہاں شرتی بھگوتی نے مسئلہ "نیتی نیتی" کا بھی اشارہ دیا ہے۔ چونکہ ادم  
بھی محض ایک نام ہی ہے۔ نام سے جدا کچھ نہیں۔ اور وہ ادم ہی سب کچھ ہے۔ یہ شرتی کہتی ہے۔ اس کا یہی مطلب  
ہے۔ کہ سب کچھ نام مائر ہی ہے۔ یعنی نام ارتفات شبد سے زائد کچھ نہیں اسی سدھانت کو چھاوندوگیہ  
آپنشد کے جھپے باب میں ادیا لک رہی ہے اپنے فرزند شویت کیتو کے پاس دکھلایا ہے۔ جہاں اس نے مٹی۔  
سونہ اور لوہے کی تین مثالیں دے کر ثابت کیا ہے۔ کہ جس طرح مٹی سے بنے ہوئے برتن یا سونے سے تیار کئے ہوئے  
زیوریا لوہے کے ہتھیار بالترتیب مٹی سونا اور لوہے سے کچھ جدا وجود نہیں رکھتے، محض معدومی معلوم ہیں۔ اور  
صرف مٹی سونا اور لوہہ ہی امر وجودی ہیں۔ اسی طرح مثال میں پرماتما سے رچے ہوئے جگت کے بدلتے بھی محض پرتیتی  
روپ اور نام مائر ہی ہیں۔ اور پرماتما ہی نے الواخ مست ہے۔ پرماتما سے جدا ان کی کوئی اپنی ہستی نہیں۔ اسی طرح  
یہاں یہ مانندو کی شرتی بھی تمام کو اولکار مائر کہتی ہوئی اس بات کو بھی سدھ کرتی معلوم دیتی ہے۔ کہ نام یا شبد سے  
زیادہ اس جگت کا کچھ بھی وجود نہیں کیونکہ جینیا اوپر بیان ہوا ہے۔ "ادم" بھی تو محض ایک نام ہی ہے۔ اور جب  
سب کی "ادم" مائر تاکو شرتی کہتی ہے۔ تو مطلب صاف ہے۔ کہ سب کی نام سرودیتا کا ہی بیان دیتی ہے یعنی نام  
یا شبد سے زیادہ اس جگت کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

تکلام کی پردھانتا سے "ادم" ہی یہ سب کچھ ہے۔ اس پر کار اوپر آپنشد کے پہلے منتر میں نروپن ہوا۔ چونکہ نام ادم



نامی کا اچھید ہے جسے ہم اچھی طرح واضح کر آئے ہیں۔ اس لئے اب نامی کی پردھانتا سے بھی اسی بات کو اگلے منتر دواہہ کہتے ہیں۔ کیونکہ محض نام کی ہی پردھانتا کہنے پر اور نامی کی پردھانتا سے نہ کہے ہوئے نام کو ہی پردھانتا ہوگی۔ تب نامی کو ن ہو جاوے گا۔ اور یہ سدھانت کے بالکل برخلاف ہے۔ کیونکہ نامی کر کے ہی تو نام کی مہاں ہے۔ اکیلا نام کچھ نہیں۔ اگر اوم "یہ اکھشر برہم کا پرتیک یا آئینہ نہ ہوتا تو اس کی بھی مہاں نہ تھی۔ چونکہ اوم بد پر مانا کا پرانی مذہبی ہے۔ اور ایسا وید کہتا ہے۔

ब्रह्मणा कोशोऽसि तस्य वाचकः प्रणवः  
 अर्थात् तस्य برہم کا کہنے والا یعنی واچک پر تو یعنی اوم کا رہے۔ ایسے بھگوان یتجنجی کا لوگ سندر بھی اس امر کی شہادت ہے۔ اس لئے برہم کا آئینہ ہونے کے سبب اس کا مہتوشا ستروں میں پر سدھ ہے۔ خود بخود نہیں۔ سرور پ بھوت مہاں تو نامی یعنی پر مانا کی ہی ہے۔ اس لئے جس بات کو اوم پر دالے منتر میں نام کی پردھانتا سے کہا ہے کہ "یہ سب اوم ماتر ہی ہے" اسے نامی کی پردھانتا سے "یہ سب برہم ہی ہے" ایسے اگلی شرتی بیان کرتی ہے

सर्वं ह्येतद्ब्रह्मायमात्मा ब्रह्म सोऽयमात्मा चतुष्पात् ॥ २ ॥

اثرقت۔ یہ سب ہی برہم ہے، یہ اترا بھی برہم ہے۔ اور وہ اترا چار یا دوں یعنی انشوں والا ہے۔  
 بھاتا اثرقت۔ یہ سب ہی برہم ہے۔ ارفقات یہ سب جو اوم پر نیلے منتر میں اوم کا ماتر کہا گیا ہے۔ وہ سب ہی برہم ہے۔ یہ سکھ برہم اپنا سنا سوتر ہے۔ اسی کو اوم اور اد جگہ پر دکھش گیان کے نام سے بھی نامزد کیا گیا ہے۔ اور کئی اسے وداٹے اپنا سنا کے نام سے بولتے ہیں۔ مگر اسے کچھ ہی نام کیوں نہ دیا جائے۔ یہ اپنا سنا جیت کی شدھی اور بھگوت کر یا کی برہم سوچک ہے۔ سرب جگت میں برہم بھادونا پر گٹ ہونے پر جیت راگ دونیش ہرش شوک آدمی دندوں سے نکت ہوتا ہوا ابرو دکھش گیان کے جیسے دیدار حق بھی بولتے ہیں۔ لائن ہو جاتا ہے۔ اور مہا واکید یعنی اسیم اعظم کی سماعت کا ادھکار یقین جاتا ہے اور جب تک اس قسم کی بھادونا من میں نہیں جاگتی۔ قلب صداٹ نہیں سمجھا جاتا۔ اور نہ ہی اتم ساکھیات کار کے قابل ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ شرتی سکھ برہم کی اپنا سنا کو ہی دکھاتی ہے۔

بچھلے منتر میں نام کی پردھانتا سے سب جگت کو اوم کا روپ شرتی نے کہا اور اس منتر میں نامی کی پردھانتا سے سب کو برہم روپ کہا۔ اس میں شرتی بھگوتی کا یہ ہی شے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے نام اوم نامی کی ایکتا کو اوبھو کر کے پیچھے واکیک وادیدہ دونوں کو جو اس میں متضاد ہیں چھوڑ کر یعنی لین کر کے ان سے ویکھش من اور بانی سے پرے اتم برہم کو پراپیت کیا جائے۔ اور چونکہ نے انقدرا وادیدہ میں پرورش یا نا مشکل ہے۔ اس لئے اپنا سنا کے طور پر شرتی نے پہلے اوم کا یعنی نام کی اپنا سنا کو کہا۔ اور پیچھے تو برہم یعنی نامی کی اپنا سنا کو بتلایا۔ مطلب شرتی کا یہ ہے کہ بعد میں ان ہرد کو چھوڑ کر پرے سے پرے سوکھش سے سوکھش تراپادھک اوم زد و شیش اتم تو کو پراپیت کیا جائے۔ چنانچہ اس کا اشارہ آگے ملے گا۔ جب سرب پادھبوں سے اریٹ نرگن برہم کا نروپن ساتویں منتر میں ہوگا۔ یا جہاں ماتر اریٹ اوم کا کو اسی آپند کے آخری منتر میں دکھلا دیں گے۔

اب جس برہم کو اوم پر ویکھش روپ سے بتلایا ہے۔ اسی کو ابرو دکھش اور پر ویکھش دکھلانے کے لئے "اینگ اتم برہم" یہ شرتی ہے۔ چونکہ اتم سب کے پر ویکھش ہے۔ اور برہم تو سرور سے ہی پر ویکھش اور گیت ہے اگر ان دونوں



کی ایکتا کی جائے گی۔ تو سرُوپ ہے پر دکش پریم کا بھی اپر دکش ہوگا۔ اور ٹھیک ہے۔ کہ آتم رُوپ سے ہی جانا پڑا  
پریم سا کھیتا ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں اور یہ ہی وید کا مہاداکہ ہے جس کو اردو دان اس م اعظم بولتے ہیں۔ ایسے  
ویدوں میں چار مہاداکہ ہیں۔ ان کی بڑائی اور بزرگی بھی اسی سبب مانی ہے۔ کہ یہ جیوا پریم کی ایکتا کو کہتے ہیں۔ جو  
کہ ایک مہان دگیتا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اس سدھانت پر کافی اختلاف رکھا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جیو پریم  
سرُوپ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر نگاہ غور سے دیکھا جائے تو جیو پریم ہی ہے۔ کیونکہ پریم اپنے سبھاؤ اور نیر سے ہی اپنے میں  
اشش انشی بھاؤ جسے فرق جزو کل بھی بولتے ہیں۔ نہیں رکھتا۔ اب جبکہ اسے حصوں میں منقسم نہیں کیا جاسکتا۔  
پریم سے جدا کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حصوں میں اسی چیز کو تقسیم کر سکتے ہیں جس کے اجزائے ہوں۔ اور جس کی شکل  
وصورت ہو۔ مگر پریم جو نہ راکا اور نہ دیو ہے۔ جیو اس کا انش نہیں ہو سکتا۔ تو بھی اسے اگر انش کہا گیا ہے۔ جیسے  
ममैव प्रा-शो जीवलोके یعنی لوگ میں جیو میرا انش ہے ایسے بھگوت گیتا کہتی ہے۔ تو یہاں بھی اسی طرح  
ہی انش سمجھنا چاہیے۔ جس طرح گھٹ کا خلا راکاش (ہاں راکاش سے جدا ہوا جاتا ہے۔ اور ایسا کہنے مانر ہے  
کیونکہ راکاش نرو دیو پیدا رکھتا ہے۔ اس کے اجزا نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ یہ چاروں داکہ ایک اولک اندر بڑے سدھانت  
کو کہتے ہیں جو عام نہم نہیں ہے۔ انہیں مہاداکہ کہا جاتا ہے۔

اس کے آگے پریم آتما کی سرب رُوپیتا کو کہنے کیلئے "سوہ آتما چار پاد والا ہے" اس پر گریا کو اٹھاتے ہیں۔ یہاں  
بھی آتما کے چار پاد اس طرح کہیں سمجھنے چاہئیں جس طرح گٹھ کے چار پاد ہوتے ہیں۔ بلکہ اس طرح ہی اس کے چار  
پاد ہیں۔ جس پر کا رُوپ میں چار چوٹی یا سیر میں چار پاد ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ رُوپ سے چوٹی یا سیر سے  
پاد کوئی تمجدا وجود والے نہیں۔ اسی طرح جن چار پادوں کی آتما میں آگے کلپنا ہوگی۔ وہ آتما سے الگ نہیں۔ بلکہ یہ  
مثال بھی بالکل مکمل نہیں۔ کیونکہ مثال میں رُوپ یا سیر (ولن) پھر بھی شکل اور صورت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان  
میں بھی تقسیم جائز ہو سکتی ہے۔ مگر مثال میں آتما میں کوئی شکل و صورت نہیں۔ کیونکہ وہ بے چوں و چرا ہے۔ اس لئے  
اس میں چار پادوں کی کلپنا اسی طرح ہی سمجھنی چاہیے جس طرح چمکے ہوئے دیگ میں آب یا آکاش میں نیلتا  
دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نہ دیگ میں پانی ہے۔ اور نہ ہی خلا میں نیل رنگ ہے۔ اسی طرح آتما میں وشو۔  
نیچس۔ برائیکہ اور تری یہ چار پاد بھی محض فرضی اور ادھیا رُوپ مانر ہی ہیں۔ مگر شرعی بھگوتی پھر بھی آتما کی سرب رُوپیتا  
کے کہنے کے لئے اس کے پاد بیان کرتی ہے۔ پر تخم پاد نروپن

— सूरवः एकोनविंशतिः समाह्वः बहिष्प्रज्ञः स्थानो जागरितस्थानो  
स्थूल भुवैश्वानरः प्रथमः पादः ॥ ३ ॥

ارٹھ۔ جاگرت اوستھا جس کا استھان ہے۔ جو باہر بیدار حصوں کو پرکاش کرنے والا ہے جس کے ثبات  
انگ اور انیس مٹھ ہیں جو استھول وشیوں کا بھونکا ہے۔ وشنو انر شہدہ پہلا پاد ہے۔  
بھاؤ ارٹھ۔ اس پاد کے نروپن میں شریتی نے جو اسے جاگرت استھان والا کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جاگرت  
میں ہی اس کا ابھمان ہے۔ یعنی جاگرت اوستھا کے اندر جو اس کے ثبات انگ اور انیس مٹھ ہیں۔ ان کے اندر ہی اس  
کا مٹھ اور میرا ہے۔ اور وہ سات انگ اور انیس مٹھ اس کے یہ ہیں۔ سو رنگ سر ہے۔ سو رچ آنکھ ہے ہوا



پران ہے۔ آکاش جسم کا درمیان حصہ ہے۔ جل موتر استھان ہے۔ پر حقوی پاؤں ہیں۔ اور آگ ہی منہ ہے۔ یہ تو سات انگ ہیں۔ اسی طرح پانچ کرم اندریاں۔ پانچ گیان اندریاں۔ پانچ پران۔ من۔ بدھی۔ جیت اور ہنگامہ۔ یہ انیس منہ ہیں۔ یہ منہ اس لئے کہلاتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ یہ وحشیوں کو بھوگتا ہے۔ چونکہ اس کے بھوگنے کی برتی استھول ہے۔ اس لئے یہ باہر بیدار قشوں کے پرکاش کرنے والا ہے۔ اور اسی لئے یہ استھول کا بھوگتا مانا گیا ہے۔ اگرچہ سات انگ جو اوپر کہے ہیں۔ وہ جزوی آتما و شوائی و شوانر کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ تو کلی آتما وراث کے ہی انگ ہیں۔ تو بھی مشرقی بھگوتی جزوی آتما اور کلی آتما کے اندر کوئی تفاوت کا تصور نہ رکھتی ہوئی وراث کے ہی ان سات انگوں کو و شوانر کے سات انگ کہتی ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہم اوپر اچھی طرح پر واضح کر آئے ہیں۔ کہ آتما بے جون و چرا ہے۔ اور اس میں کوئی دست و پایا عضو یا شکل نہیں ہے۔ اور یہ جزوی اور کلی کے تمام تعینات اس پر مثل سراب کے ہیں۔ چونکہ کلپنا کے اندر پہلے و شوانر کا ہی ذکر ہوا ہے۔ اس لئے یہ آتما کا پہلا پاد ہے۔

دوسرا پادروپ

स्वप्नस्थानो ऽतः प्रज्ञः सप्ताङ्ग एकोन विंशति मुखः -  
प्रविविक्त भूतैजसो द्वितीयः पादः ॥ ४ ॥

ارتھ - خواب ہی جس کا استھان ہے۔ جو اندر کے بیدار قشوں کو پرکاش کرنے والا ہے۔ جس کے سات انگ اور انیس منہ ہیں۔ جو سوکھشم و شیوں کا بھوگتا ہے۔ وہ نیچس ہے۔ اور وہ دوسرا پاد ہے۔  
بھاء و ارتھ - اس پاد کے پرنگ میں مشرقی نے جو اسے سوپن اور ستھا والا کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جاگرت اور ستھا کے سنسکاںوں سے پیدا ہوا اور جو خواب اور اس کے بیدار قش ہیں۔ ان میں ہی اس کا ابھمان یعنی خودی کا تصور ہے۔ اور حضات خواب کے اندر جو اس کے منو کلیت سات انگ اور انیس منہ ہیں۔ ان میں ہی اس کا "میں میرا" پڑا ہوا ہے۔ یہاں سات انگ اور انیس منہ جو اوپر و شتو کے کہے ہیں۔ وہ ہی یہاں بھی جان لینے، محض دہاں وہ سب استھول ہیں۔ اور یہاں سوکھشم اور منو می ہیں۔ اتنا ہی بھید ہے۔ چونکہ یہ کیول من کے ہی رہے ہوئے وحشیوں کا بھوگتا ہے۔ اس لئے مشرقی اس کو سوکھشم بیدار قشوں کا بھوگتا ہے۔ ایسا نام دیتی ہے۔ اور کلپنا یا ادھیاردپ کے اندر اس کا تذکرہ چونکہ دوسری جگہ پر ہے۔ اس لئے یہ آتما کا دوسرا پاد ہے۔

تیسرے پاد کا ندروپ

यत्र सुप्तो न कञ्च कामं कामयते न कञ्चन स्वप्ने पश्यति  
तत्सुषुप्तम् सुषुप्तस्थान एकी भूतः प्रज्ञानघन एवानन्द-यो-  
ह्यानन्द भुक् चेतो मुखः प्राज्ञस्तृतीयः पादः ॥ ५ ॥

ارتھ - جس اور ستھا میں سوپا ہوا کسی بھوگ کی خواہش نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کوئی خواب دیکھتا ہے۔ اسے سکھتی کہتے ہیں۔ وہ تشکھتی گہری نیند یا جس کا استھان ہے۔ جو ایک بھوت۔ پر گیان گھن



آندے۔ آندہ کا بھوگنا اور جیو مکھ ہے۔ وہ پراگہ ہے۔ اور تیسرا یاد ہے۔

بھاؤ اور کھ۔ تیسرے یاد کے زودین کرنے سے پہلے شرٹی بھگوتی پراگہ نام والے جیو کی اوستھا کو بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جس حالت میں سویا ہوا یہ آتما کسی بھی خواب کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی کچھ خواہش کرتا ہے۔ وہ وہی سکھیتی اوستھا یعنی کمری ٹیڈ ہے۔ یہاں خواب کا تشیدہ صاف طور پر موجود ہی ہے۔ اور جہاں کچھ بھی خواہش نہیں کرتا۔ ان بندوں سے جاگرت یعنی بیداری کا ہی تشیدہ شرٹی کرتی ہے۔ یہی جان لینا۔ گویا شرٹی اس جاگرت اور سوین یعنی عالم بیداری اور عالم مثال سے جیداری غرق ٹیڈ کو کہتی ہے۔ اس اوستھا میں ہی ابھمان ہونے کے سبب اس کو سکھیتی سقان والا کہا گیا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں جیو کا قصد خودی یعنی ابھمان جس طرح کہ جاگرت اور سوین میں صاف اور تر مکھش ہوتا ہے۔ یہاں اس حالت میں نہیں ہے۔ تاہم بعد ٹیڈ میں الگائی تھا۔ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس قسم کا جہل کے ساتھ لفرق جیو آتما کا ظاہری ہے۔ اگر جیل کے ساتھ آتما کا لفرق ہونا نہیں مانا جائے گا۔ تو میں نے تب کچھ نہ جانا۔ اسے کیونکہ ثابت کریں گے۔ لہذا یہ ماننا ہی پڑے گا۔ کہ سکھیتی کی حالت میں جہل میں ہی اس آتما کی خودی ہوتی ہے۔ اور اس سبب شرٹی بھگوتی بھی اسے سکھیتی حالت والا بیان کرتی ہے جس طرح ذات کے اندھیرے میں پدارتھ چھپ جاتے ہیں۔ اسی طرح سکھیتی کی حالت میں جاگرت اور سوین کے تمام استھول اور سوجھ مکھم بھاؤ بیدار کھ اگیان میں دھک جاتے ہیں۔ اس لئے شرٹی بھگوتی اسے الگ بھوت نام سے پکارتی ہے۔ اس طرح جس سکھیتی کی حالت میں جاگرت اور سوین کے تمام برتی گیان برف کی طرح کھن ہو جاتے ہیں۔ اور جس سبب کہ یہ اوستھا او ویک ٹروپ ہی ہے۔ اس لئے شرٹی بھگوتی اسے پریگیان کھن نام دیتی ہے۔ پھر چونکہ اس سکھیتی کی حالت میں غیریت بالکل نہیں۔ جو کہ دیکھ اور مصیبت کا موجب ہو۔ نیز اس لئے بھی کہ اس حالت میں من کا پھرنا نہیں ہونا جو باعث تکلیف ہو شرٹی بھگوتی اسے آندے نام سے پکارتی ہے۔ جہاں آندے سے آندہ کی زیادتی ہی جانی، یہ اوستھا آندہ ٹروپ نہیں۔ کیونکہ کئے اور جانی والی ہونے کے سبب یہ بھی منہیا اور راست ہے۔ اس میں مثال اس آدمی کی جان لو جس کو کھڑی دیر کے لئے بوجھ اترنے سے آرام پہنچتا ہے۔ اب یقین ہے کہ اسے اس وقت کے لئے اگرچہ آرام اور سکھ ہوتا ہے۔ مگر وہ مکمل آرام اور سکھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ بوجھ تو اس کا جیوں کا تیوں موجود ہے۔ ٹھیک ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک ویسی ہی حالت ہے جس میں یہ سکھ کو نویا تا ہے۔ مگر وہ پرم سکھ نہیں۔ اس لئے تب وہ سکھ ٹروپ نہیں ہوتا۔ تاہم یہ جیو کی پرم آرام کی جگہ ہے جس میں جاگرت تمام کھ کا وٹ کو دیکھئے ہوئے فوہ نو اور تازہ ہوا پھر جاگرت اوستھا میں اترتا ہے۔ اسی سبب برہدازنیک اپنڈ پراگہ کی اس اوستھا کو پرم آندہ کہتی ہے۔

॥ तपो ऽस्य परम प्राप्नोति ॥

سوین اور جاگرت کے پھرنے کے پرتی اس اوستھا کو دوار ٹروپ ہونے کے سبب شرٹی بھگوتی اسے جینی مکھ نام سے یاد کرتی ہے۔ پھر چونکہ بھوت بھوشت اور وزمان کا نیز تمام استھول اور سوکھم زینج کا گیتا نایہ ہی ہے۔ شرٹی بھگوتی اسے پراگہ کہتی ہے۔ آتما کے یاد زودین پر کرن میں تیسری جگہ پر اس کا دھار ہوا ہے۔ لہذا یہ تیسرا یاد ہے۔



اس کے بعد اس پر اگیہ کی ہی سرب کارنتا اور ایشور سرو پتا کو بیان کرنے کے لئے چھٹے منتر کو کہتے ہیں

एष सर्वेश्वर एष सर्वज्ञः एषोऽन्तर्याम्येष योनिः सर्वस्य  
प्रभवाप्ययौ हि भूतानाम् ॥ ६ ॥

الافتحہ۔ یہ سب کا ایشور ہے، سرور گاہ ہے۔ یہ انتریا می ہے۔ اور سمپورن جیو دس کی انتہی اور پرے کا ستھان ہونے کے کارن یہ سب کا آدی کارن بھی ہے۔

بھاؤ ارتھ۔ یہاں یہ لہجہ نہ کرنا چاہیئے کہ جیو کی اسحقاوشیش یعنی شکھتی میں خودی کا تصور رکھنے والے جتنی پر اگیہ کی ایشور سرو پتا کو شردتی کیوں اور کس لئے بیان کرتی ہے۔ کیونکہ پر اگیہ اور ایشور دو نہیں جن گنوں اور لکھشوں سے شرتی نے یہاں پر اگیہ نام دے جیو کو کہا ہے۔ وہی گن اور لکھش ایشور کی تشریف میں آئے ہیں۔ اور غور کی نگاہ سے دیکھا بھی جائے تو پر اگیہ کی عین ایشور سرو پتا ہے۔ دیکھئے جس طرح ایشور تمام دنیا کا کارن یعنی علت ہے۔ اسی طرح جڑی جاگرت اور سوین کا مبدلے پر اگیہ ہے۔ پھر جس طرح ایشور میں کوئی دکھ نہیں اسی طرح پر اگیہ بھی سکھ روپ ہی ہے۔ ایشور جس پر کار ایک ہے۔ پر اگیہ بھی ایک ہے۔ یہاں یہ سوال نہ کرنا چاہیئے کہ جس طرح جاگرت اور سوین کے اچھانی ویشوا اور تیشس جیو متعدد ہیں۔ اسی طرح شکھتی میں خودی کا تصور رکھنے والے پر اگیہ بھی متعدد ہوں گے۔ بیداری اور خواب میں تعین انیک ہونے کے سبب جیو انیک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر عالم جیل یعنی شکھتی میں بھید رک دھرم کوئی نہ رہنے کے سبب پر اگیہ انیک نہیں ہو سکتے۔ اور یہ سب پر ثابت ہے۔ کہ جاگرت اور سوین کی سرشتی سب کی اپنی اپنی ہے۔ مگر شکھتی میں اکیلا جیل ہونے کے سبب اور غیریت کی بڑتک بھی نہ رہنے کے باعث شکھتی عین واحد ہے۔ اور شکھتی کے ایک ہونے کی وجہ سے پر اگیہ بھی ایک ہی ہے اور وہ ایشور ہی ہے۔ اس سے جدا نہیں۔ اس لئے شرتی بھگوتی اس پر اگیہ کو ہی ایشور کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ اس میں شک نہ کرنا چاہیئے۔

اپنے سروپ میں اسحقاوشیش ہوا ہی یہ پر اگیہ سرو ایشور ہے۔ یعنی سب کا شاسن کرنے والا ہے تمام کے بھتیر اسحقاوشیش ہوا یہ سب کا جاننے والا ہے۔ اس لئے سرور گاہ ہے۔ پرائیوں کے اندر پرولیش پاکر ترنگ میں جل کی طرح پریرنا دینے والا ہے۔ اس لئے انتریا می ہے تمام کے انتہی اور پرے کا کارن بھی یہ ہے۔ اس لئے سرو پتی ہے۔

چوتھا یاد پڑوین

تین پادوں کے پڑوین کے بعد اب آتما کا چوتھا یاد بھی بتلایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ پاد سرب شبد کی پڑویتی کے محنت سے رہت ہے۔ اس لئے شبد سے اس کا دس کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے شرتی بھگوتی سمپورن اپادھیوں کا تشیدہ کر کے تری روپ آتما کے چوتھے پاد کے کہنے میں اب پڑویرت ہوتی ہے

नान्तः प्रज्ञं न बहिष्प्रज्ञं नोभ्यतः प्रज्ञं न प्रज्ञानं घनं  
न प्रज्ञं नाप्रज्ञम् । प्रहृष्टम् व्यवहार्यम् ग्राह्यम् -  
लक्षणम् चिन्त्यम् व्यपदेश्यम् एकात्म प्रत्ययम् ॥ १ ॥



प्रपञ्चोपशमं शान्तं शिवमद्वैतं चतुर्थं मन्यन्ते -  
स प्रात्मा स विज्ञेयः ॥ ७ ॥

اگر تھو۔ ر دوہی لوگ تری کو ایسا مانتے ہیں کہ وہ انہ انتر پر گیا والا ہے۔ نہ باہر پر گیا والا ہے۔ نہ اندر باہر پر گیا والا ہے۔ نہ گھن پر گیا والا ہے۔ نہ ایک ہی بار سب پر گیا والا ہے۔ نہ پر گیا سے رہت ہے۔ وہ آدرشت ہے۔ دہار کرنے اور گرہن کئے جانے کے یوگیہ ہے۔ لکھش سے پرے اور چنتن اور کھن میں نہ آنے والا ہے ایک انہ کرن کی برنی ر دپ پر مان والا ہے۔ پر پنج سے شون شانت شو اور ادویت تو ہے۔ دہی آتما ہے۔ اور دہی سا کھیات کرنے کے یوگیہ ہے۔

یہاں اور تھو۔ اس موقع پر یہ سوال ذکر نا چاہیئے۔ کہ جہاں شرعی بھگوتی اس منتر میں سفول سوکھشم اور کارن تنیوں اپادھیوں کا اور ان میں خودی کا تصور رکھنے والے تنیوں و شونیمیں اور پر اگیہ حیوٹوں کا بھی نشیدہ کر رہی ہے تب سب کے بادھ ہو جانے پر بھی محض شونیم ہی رہتا ہے۔ شونیم کے سوائے اور کچھ نہیں جسے پر ماتا یا آتما سمجھا جائے۔ اگرچہ پنج یہی بات ہوتی تو شرعی بھگوتی ہرگز ہرگز اور اور جگہ پر اسے

یعنی وہ ست ہے وہ آتما ہے  
یعنی یہ آتما ہی پریم ہے  
یعنی جو سا کھشات اپر دھش پریم ہے  
یعنی یہ سب آتما ہی ہے

तत्सत्यं स प्रात्मा ।  
अयमात्मा ब्रह्म ।  
यत साक्षाद प्रोक्षात् ब्रह्म ।  
प्रात्मैवेदं सर्वं । सबाह्या व्यतरं हि ॥

ان صفوتوں سے اسے موہوت ذکر کی۔ اور ٹھیک ہے۔ کہ عدم یعنی شون کے کہنے میں شرعی بھگوتی کی سچیتا بھی نہیں ہے اور ایسا کہنے سے کسی مطلب کی بھی سدھی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہاں اگرچہ شرعی نے سب کے نشیدہ سے ہی اس جو شے یاد کار دین کیا ہے۔ مگر یہ اس کا اشارہ کسی امر علی یا شون تو کی طرف مطلق نہیں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں کلیت اور فرقی اپادھیوں کو جو کسی شے میں دہم کی وجہ سے عائد ہوتی ہوں۔ اگر دور کر دیا جائے تو ان کے دور ہونے پر فصل شے خود بخود حاضر ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی کورن میں سانپ کا دہم ہوا ہو تو ظاہر ہے۔ کہ روشنی کے سبب ہو دہم سانپ کے دور ہو جانے پر اصل شے جو رسن ہے۔ خود بخود سامنے آتی ہے۔ اس طرح شدھ آتم تو پر جو دہم جو کلیت اور فرقی اپادھیوں کے تعین عائد ہو رہے ہیں۔ اگر انہیں دور کر دیا جائے تو آتما کا اصل سروپ اپر دھش ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا کرتی ہوئی ہی شرعی بھگوتی اس کے اصل سروپ کو اس منتر میں دکھلا رہی ہے۔ اس نے مجان نو کہ یہاں شرعی بھگوتی نے کسی امر علی یا امر نوڈی کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ پر ماتا کی اصل ذات کو جو امر وجود سے بتلایا ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح سچ کے گمان ہونے پر اس میں کلیت چاندی کے نشیدہ ہوئے چاندی سمیت تری شانتا شانت ہو جاتی ہے۔ اسی پر گوتری آتما کے سا کھیات کا ہونے پر اناتم سنار سمیت ہی تمام شواہشات مٹ جاتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ کسی امر علی کے لئے یہاں شرعی نے سب اناتم دہموں کی نفی نہیں کی۔ بلکہ کسی ایک امر وجود ہی یعنی وجود رکھنے والی شے کو ہی جو اصل ذات پر ماتا کی ہے۔ اور تمام نفی کی اور



سروپ ہے۔ باقی رکھا ہے۔ اور پرچ ہے۔ کرتما کے چار پادوں کے نروپن پر کرن میں تین پاد یا ٹیک اور چھپا ہیں۔  
 اور یہ چوتھا پاد ہی امانیک اور سنت ہے۔ چونکہ جن جن تعینات کے عائد ہونے کی وجہ سے آتما وشو، شیخس اور  
 پرانیکہ نام والا ہوتا ہے۔ وہ تمام مایا کے ہی کا برج ہونے کی وجہ سے مایا روپ ہی ہیں۔ اس لئے شرقی بھگوتی نے  
 ان تمام کی نفی کر کے اصل ذات جو پرمانما کی ہے۔ اسے باقی رکھا ہے۔ اور نفی کے طریقہ پر دکھلایا ہے۔ اس لئے یہ  
 ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے۔ کہ تمام کے نشیدہ کر لینے پر بھیجے شونہ تو ہی رہتا ہے۔ اور یہی سکھیتی اور سادھی کا بھید  
 ہے۔ سکھیتی میں تمام اسحقول اور سوکھشم پرچ اپنے کادن اگیان میں لین ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس حالت کو  
 بے خبری کی حالت یا شونہ اور ستھا بولا جاسکتا ہے۔ مگر سادھی اور ستھا میں اگیان میں لے نہ ہو کہ محض اگیان سروپ پرمانما  
 میں ہی سب کا بادھ ہو جاتا ہے۔ اسی سبب اس حالت کو شونہ نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ عین نور اور عین سرور والی  
 حالت ہے۔ جسے عارفین نے تریا پید نام دیا ہے۔ اور یہی آتما کا شدھ سروپ ہے۔ جسے شرقی بھگوتی اس طرح  
 بیان کرتی ہے۔ اور یہ امر بھی فی الواقع جان لو کہ صفات اور پاک آتما کے سروپ کا نروپن بھی نفی کی ریتی کے بغیر نہیں ہو  
 سکتا۔ اسی لئے ہی دیہ بھگوان **सा एषात्मा नेति नेति** ارضیات سو یہ آتما۔ یہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے  
 اس طرح تمام کلیناؤں کو ہٹا کر وشنو ماتر کو باقی رکھتا ہے۔ اور اسی ہی بات کو یہ ادرودالا منتر بیان کرتا ہے۔ اب ہم ذیل  
 میں اس منتر کے کچھ اوارٹھ کو کہتے ہیں۔

وہ انتر پر گیا والا نہیں۔ الیا کہہ کر تھیں کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ باہر پر گیا والا نہیں۔ اس سے وشو کا نشیدہ ہوا  
 ہے۔ وہ نہ انتر پر گیا والا ہے۔ اس سے جاگرت اور سوپن کی درمیانی حالت کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ پرگیان گھن  
 نہیں۔ اس سے سکھیتی کی حالت کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ ایک ہی باد سب کچھ جانے والا نہیں۔ اس سے بشید بھاؤ کا بھی  
 نشیدہ ہوا ہے۔ وہ پر گیا سے شون ہے۔ اس سے جڑنا کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ اور شیر ہے۔ اس سے تمام اگیان  
 اندریوں کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ دوار کرنے کے یوگیہ نہیں۔ اس سے تمام سوکھشم اسحقول انتہ ترن باہیہ کرن کا نشیدہ ہوا  
 ہے۔ وہ اگر باہیہ ہے۔ اس سے تمام گرم اندریوں کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ لکھن رہتا ہے۔ اس سے اس میں سب  
 پرمانوں کا نشیدہ ہوا ہے۔ وہ چنتن کے یوگیہ نہیں۔ اس سے انتہ ترن کا نشیدہ ہوا ہے۔ اس طرح تمام انتر اور باہر یعنی انتر  
 انتہ ترن اور باہر اندریوں دوارہ نہ گرن کئے جانے کے سبب وہ آتم تو شون ہی ہوگا۔ یعنی تب وہ کچھ بھی نہیں ہے۔  
 یا ہے ہی نہیں۔ اس قسم کا شک نا کہ کسی میں میں نہ گزرے شرقی بھگوتی اسے سروپ سے ہی موجود یعنی بالذات متبلانے  
 کے لئے کہتی ہے۔ کہ تینوں اور ستھاؤں یعنی جاگرت سوپن اور سکھیتی کے اندر ایک ہی آتما ہے۔ اس پر کار جو انتہ  
 کرن کی ریتی ہے۔ اس کے دوارہ ہی وہ اوسندھان کرنے یوگیہ ہے۔ اور پرچ سے رہیت شانت شو اور  
 ادویت تو ہے۔ ان صفتوں سے اس میں تمام حگت کے دسروں کا نشیدہ ہوا ہے۔ پہلے تین پادوں کی ایک ہمشا  
 چونکہ یہ یاد چھپا ہے۔ اس لئے شرقی نے اس کو چوتھا کہا ہے۔ اور اسی کو آتما یعنی دیایک تو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی جانتے  
 یوگیہ ہے۔ اگرچہ سب کا اپنا آپ ہونے کے سبب اسے جاننے کی یوگتا نہیں ہو سکتی۔ تاہم جب تک اسے آتم لڈپ سے  
 اپروکھش نہ کیا جائے۔ تب تک وہ جاننے یوگیہ ہی ہے۔ اگرچہ بعد ساکھیات کا رہیں۔

یہاں تک آتما کے وشو شیخس۔ پرانیکہ اور تری چار پادوں کا نروپن شرقی میں ہوا ہے۔ اس کے بعد ادرودالا منتر کی اکا  
 اکا۔ مکار اور ادھ بندو چار ماتر دلوں کو آتما کے چار پادوں سے ایکٹا کرنے کے لئے نروپن کرتے ہیں۔



सोऽयमात्मा प्रध्यक्षर मोङ्कारेऽधिमात्रं पादा मात्रा  
मात्राश्च पादा प्रकार उकारो मकार इति ॥ ८ ॥

ارتقہ - سو یہ اتنا اکھشروٹی سے اونکار ہے۔ اور ماترول کو ادھیکار کر کے اسخت ہے۔ پاد ہی मात्रا ہیں۔  
اور मात्रا ہی پاد ہیں۔ اور وہ मात्रا اکار، اکار اور مکار ہیں۔

بھاء ارتقہ - سو یہ اتنا ادھیکش ہے۔ اکھشروٹ سے لے کر جس کا نام کی پردھانتا سے وزن کیا جائے۔ اسے ادھیکش  
کہتے ہیں۔ اس پر اگر سوال کیا جائے کہ وہ کون اکھش ہے جس کے سبب اتنا ادھیکش بولا جاتا ہے۔ اس پر شرعی خود ہی  
کہتی ہے کہ وہ اکھش اونکار ہے۔ مگر یہی اونکار मात्रا کو آشرے کر کے وند ان غوا ادھی मात्रا بولا جاتا ہے۔ اور وہ بھی  
اس لئے کہ اتنا کے جو پاد ہیں۔ وہ اونکار کی मात्रا ہیں۔ پھر اگر یہ بھی پوچھا جائے کہ وہ اونکار کی मात्रا کون ہیں۔ اس پر شرعی  
بھگوتی پھر فرماتی ہے کہ وہ اکار، اکار اور مکار تین मात्रا ہیں۔  
اب سب سے پہلے اتنا کے پر قلم پاد اور اونکار کی پہلی मात्रا کی ایکتا کو شرعی کہتی ہے۔

जागरित स्थानो वैश्वानरोऽकारः प्रथमा मात्रा सेदि -  
मत्त्वाद्वाप्नोति ह वै सर्वान्कामान् प्रादिश्व भवति य एवं वेद ॥ ९ ॥

ارتقہ جس کا جاگرت استھان ہے۔ الیا جو ویشوانر ہے وہ دیا تھی اور پر قلم کے کارن اونکار کی پہلی मात्रا اکار روپ  
ہے۔ جو آپا سک اس پر کا جانتا ہے وہ سب کامناؤں کو پالیتا ہے اور مہاں پریشوں کی گنتی میں پردھان  
ہوتا ہے۔

بھاء ارتقہ جو جاگرت میں ابھان رکھنے والا ویشوانر ہے۔ وہ اونکار کی پہلی मात्रا اکار ہے۔ کیونکہ جس طرح ویشوانر نے  
تمام جگت کو پورن کیا تھا۔ اسی طرح اونکار کی پہلی मात्रا اکار نے بھی تمام داکیر جگت کو دیا ت کیا ہے۔  
اس شرعی کے مطابق اکار ہی تمام داکیروں میں انوسوت اور پرویا غوا ہے۔  
اس کے علاوہ جس طرح ویشوانر اتنا پاد گنتی کے اندر پہلا ہے۔ اسی طرح اکار بھی اونکار کی मात्रا گنتی کے اندر پہلا ہے۔ ان  
دونوں طرح کی سمت کے سبب ویشوانر اتنا اور اکار ایک ہی ہیں۔ ایسی آپا سک کو بھاء ونا کو فی لازم ہے۔ چنانچہ جو آپا سک  
ان دونوں کی ایکتا کو جانتا ہے۔ وہ تمام خواہشات کو پالیتا ہے۔ اور مہاں پریشوں کی سمجھ میں آدیا تا ہے۔ یہاں شرعی بھگوتی  
نے آپا سک کو جو پہلی بتلایا ہے۔ وہ پردھان پھیل نہیں بلکہ لوں پھیل ہے۔ پردھان پھیل تو تمام استھول پریش کی اکار  
سرویتا کا بودھ ہی ہے۔ جو کہ انتہہ کرن کی شدھی کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ مکمل قلب کی شدھی تو تب ہی کہی جا سکتی ہے۔ جس  
وقت تمام استھول سوکھسم اور کارن جگت کی اونکار سرویتا کا پردھان بودھ ہوتا ہے۔  
اب اس کے بعد اتنا کے دوسرے پاد اور اونکار کی دوسری मात्रا کی ایکتا کو شرعی کہتی ہے۔

स्वप्नस्थानस्तैजस उकारो द्वितीया मात्रा त्कर्षादुच्यत्वा -



द्वात्कर्षति ह वै ज्ञान सन्ततिं समानञ्च भवति नास्या-  
ब्रह्मवित्कुले भवति, य एव वेद ॥ १० ॥

ارتھ: جس کا سوین استھان ہے۔ ایسا جو تجس ہے۔ وہ سو کھٹم ہونے کے کارن اور دونوں کے درمیان میں  
کھٹنے کے کارن اور کار کی دوسری مائر اکار سروپ ہے۔ جو ایا سک اس پر کار جانتا ہے۔ وہ اپنی گیان  
سنتان کو بڑھاتا ہے۔ سب کے پاس سیمان ہو جاتا ہے۔ اور اس کی کل میں کوئی بھی اگیانی نہیں ہوتا۔  
بھاؤ ارتھ: جو سوین میں ابھمان رکھنے والا تجس ہے۔ وہ اور کار کی دوسری مائر اکار ہے۔ کیونکہ جس طرح تجس دشوار  
کی نسبت سو کھٹم اور سر لٹھ ہے۔ اسی طرح اکار بھی اکار کی نسبت سو کھٹم اور سر لٹھ ہے۔ اور یہ بالکل صاف  
ہے۔ کیونکہ اور کار کے اچارن سے میں جس طرح اکار کی آواز پھیلتی ہے۔ اس طرح اکار کی نہیں پھیلتی۔ اس کے علاوہ جس  
طرح تجس آواز دشوار اور پراگیدہ کے درمیان میں واقع ہے۔ اسی طرح اکار مائر ابھی اکار اور مکار کے درمیان میں پھرا  
ہوا ہے۔ اس سمتا کے سبب دونوں کی ایکتا ہے۔ جو اس طرح جانتا ہے۔ اس کے گیان میں بروہی ہوتی ہے۔ اور  
وہ سب کے پاس یکساں ہو جانے کی وجہ سے اس کے دولت دشمن کوئی نہیں رہتا نیز اس کے کل میں کوئی اگیانی  
نہیں ہوتا۔

آتما کا دوسرا یاد اور اور کار کی دوسری مائر کی ایکتا بروین کرنے کے بعد اب تیسرے یاد اور تیسری مائر کی  
ایکتا کو شرعی بھگوتی کہتی ہے۔

सप्तमस्थानः प्राज्ञो मकारस्त्वतीया मात्रामितेरपीतेर्वा  
मिनोति ह वा इदं सर्वमपीतिञ्च भवति य एव वेद ॥ ११ ॥

ارتھ: جس کا ششپنتی استھان ہے۔ ایسا جو پراگیدہ ہے۔ وہ ہر دو دشوار تجس کو ماب لینے اور اپنے میں  
لین کر لینے کے سبب اور کار کی تیسری مائر اکار سروپ ہے۔ جو ایا سک ایسا جانتا ہے۔ وہ  
اس تمام حرکت کو ماب لیتا ہے۔ اور سب کالے استھان یعنی کارن ہو جاتا ہے۔  
بھاؤ ارتھ: جو ششپنتی یعنی اگیان میں ابھمان رکھنے والا پراگیدہ ہے۔ وہ اور کار کی تیسری مائر اکار ہے۔ کیونکہ  
ماپنے کے آئے کی طرح یہ پراگیدہ آواز دشوار تجس کو دانش اور انتہی کال میں اپنے میں پرولیش اور باہر نکالنے  
کے دوامہ جس طرح ماب لیتا ہے۔ اسی طرح یہ مکار مائر ابھی اکار اور اکار کو اور کار اچارن سے میں اپنے میں لین  
کر لیتا ہے اور باہر بھی نکال دیتا ہے۔ کیونکہ اور کار اچارن کی سمپاتی پر تو اکار اور اکار اس میں پرولیش کر جاتے  
ہیں۔ اور پھر دوبارہ اچارن کے ہونے پر مائر اس سے باہر نکلتے ہیں۔ یہ ہی پراگیدہ اور مکار کی ایکتا میں سمتا  
ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح ششپنتی یعنی گری نیند کے آئے پر دشوار اور تجس پراگیدہ میں لین ہو کر مکار سروپ ہوتا  
ایک بھگوت ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی پراگیدہ اور مکار کی ایکتا میں سماتا ہے۔ ان بروہی ایکتا کو جو ایا سک جانتا  
ہے۔ وہ اس سمپورن حرکت کو ماب لیتا ہے۔ یعنی اس سناہ کا ٹھیک ٹھیک سروپ جان لیتا ہے۔ نیز  
تمام حرکت کا کارن ہو جاتا ہے۔ یہاں ان تینوں منتر دل کے آخر میں جو گون پھولوں کو شرعی نے کہا ہے۔ وہ



پردھان بھل کی اُستی کے لئے ہے۔ اور پردھان بھل کو تو ہم اُپر بیان کر آئے ہیں کہ وہ تمام اسحقول کو کھتم اور کارن پرینچ کی اونکار سُر وینا کا اُپر دھش بودھ ہی ہے۔ بس اس طریقہ پر ہی آتما کے تینوں پاد ویشو تینوں اور پر اگید اور کار کی تینوں ماترا اکار۔ اکار اور مرکاب سروپ ہیں۔ اُداسی کے لئے یہ آتما بھی اونکار سروپ ہے اس اُپاسنا کی تعریف میں ذیل کا شلوک پرمان روپ ہو سکتا ہے۔

त्रिषु धामसु यस्तुत्यं सामान्यं वेति निश्चितः ।

स पूज्यः सर्व भूतानां वन्द्यश्चैव महा मुनिः ॥

اُرخہ :- جو پریش تینوں ستھانوں میں یعنی آتما کے تینوں پادوں اور اونکار کی تینوں ماتروں کے اندر مبتلا ہوئی ایکتا اور سمت کو نشے پور تک جانتا ہے۔ وہ ہر مٹی ہے۔ سب کا پوجیہ ہے اور مسکار کرنے کو گئے ہے۔

اب اُپاسنا کے چوتھے استھان پر آتما کے چوتھے پاد اور اونکار کی چوتھی ماترا کی ایکتا کو شرتی کہتی ہے

प्रमात्रश्चतुर्थो ऽयवहार्यः प्रपञ्चोपशमः शिवो ऽद्वैत एव मोक्षार  
प्रात्मैव संविशत्यात्मनात्मानं, य एवं वेद ॥ १२ ॥

اُرخہ :- ماترا دہشت اور اونکار تری روپ آتما ہی ہے۔ وہ دوبار کے ایوگ پرینچ سے رہت شواہد ادویت ہے اس پر کار اور اونکار آتما ہی ہے۔ جو سے اس پر کار جانتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے اپنے آپ میں پریش کر جاتا ہے۔

بھاؤ دار تھ :-

جس کی ماترا نہیں ہیں وہ ماترا اور اونکار کیل تری روپ آتما ہی ہے۔ من اور بانی کا اوشے ہونے کے کارن وہ کسی پر کار کے بھی دوبار کے یوگ نہیں ہے سمیٹون پرینچ کے نشیدھ کی اُدھی سروپ ہے۔ اُدانی سنگل ہے اُدادویت سروپ ہے۔ اس پر کار اُپاسک کر کے جانا ہوا تین ماترا والا اور کار تین پاد والا آتما ہی ہے جو اُپاسک اس طرح جان لیتا ہے۔ وہ سنگن اُپاسنا دواہ سنگن پریم بھاؤ پراپتی کو سبھ کرنا ہوا پیچھے شدھ بدھ مکت سبھاؤ نرگن اور پاد مار تھک آتما کو اپنا ہی سروپ جان کرینج بھاؤ یعنی اگیان کو بھی دگدھ کرنا ہوا مکت ہو جاتا ہے۔ اور اسے پھر جنم نہیں ہوتا۔ جنم کا کارن کیل آتما ہے۔ اور وہ اُس کا نشٹ ہو جاتا ہے۔ مگر تری روپ آتما سنگ ہونے کے سبب کسی کا بھی کارن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ اس سنگ آتما کے گیان سے کرتا رہتا ہے۔ جس طرح ٹھیک ٹھیک پہچان ہو جانے پر رز میں سانپ گم ہو جاتا ہے۔ اور پھر نظر نہیں آتا۔ اُس طرح پاد مار تھک شدھ نرگن آتما کے اُپر دھش ہو جانے پر اسحقول کو کھتم اور کارن اُپادھی والے ویشو تینوں اور پر اگید اور ویاٹ ہر نیوگر بھ اور اُپاکرت تمام مٹھیا اور است نشے ہو جاتے ہیں۔ مگر جو دھم دجے کے ادھیکاری تیر سادھنوں میں لگے ہوئے درمیانی ادستھکے جگیا سو ہوتے ہیں۔ ان کے لئے تو ویشو تینوں اور پر اگید سروپ اکار۔ اکار اور مسکار والے اور کار کی سنگن اُپاسنا ہی تو گن پریم بھاؤ پراپتی کے لئے کلیان کا مارگ ہوتی ہے



اس ارتقا میں پریم کو رو بھگوان کو پاد کے یہ چھ شلوک بیان کئے جاتے ہیں

प्रोङ्कारं पादशो विद्यात्पादा मात्रा न संशयः ।  
प्रोङ्कारं पादशो ज्ञात्वा न किञ्चिदपि चिन्तयेत् ॥ १ ॥

اگرچہ - اونکار کو ایک ایک پاد کر کے جانے۔ یا وہی ماترا میں۔ اس میں شک نہیں۔ اس پر کارا اونکار کو آتما کے پادوں ہمارہ جان کر کچھ بھی چنتن نہ کرے۔ اس نفقات اس طریقے سے چت کی ایک کار تاکہ سمپادق کرے۔

युञ्जीत प्रणवे चेतः प्रणवो ब्रह्म निर्भयम् ।  
प्रणवे नित्य युक्तस्य न भयं विद्यते क्वचित् ॥ २ ॥

ارتقاءِ حیات کو انکار میں سماہت کرے۔ انکار نہ بھی برہم پیدا ہے۔ انکار میں نیت سماہت رہنے والے  
پیش کو کہیں بھی جھے نہیں ہوتا۔

प्रणवो ह्य परं ब्रह्म प्रणवश्च परः स्मृतः ।  
अपूर्वो ऽनन्तरो ऽबाह्यो ऽनपरः प्रणवो ऽव्ययः ॥ ३ ॥

البتہ:- اور نکاح ہی پر ترجیح برہم ہے۔ اور نکاح ہی پر ترجیح برہم مانا گیا ہے۔ وہ اور کار کا رہا ہے۔ انتر  
 باہر سے شوق کار یہ اور ادناشی ہے۔

सर्वस्य प्रणवो ह्यादिर्मध्यमन्तस्तथैव च ।  
एवं हि प्रणवं ज्ञात्वा व्यश्नुते तदनन्तरम् ॥ ४ ॥

الہ تھ :- پرنڈ (اوٹکار) ہی سب کا آدمہ ادا نہت ہے۔ پرنڈ (اوٹکار) کو اس پرکار جہانے والا اوٹکار  
میں ہی الجھد بھاؤ سے پردیش کر جاتا ہے۔

प्रणवं हीश्वरं विद्यात्सर्वस्य हृदि संसिथम् ।  
सर्वं व्यापि नमोऽङ्गारं मत्वा धीरो न शोचति ॥ ५ ॥

المتفق۔ پر تو راز نکال کر ہی سب کے ہرے میں خطرہ الشیور روپ جانے۔ اس پر کار سرب ویا فی انکار  
کو جان کر بدھلی مان پریش مشغول نہیں کرتا۔

प्रमात्रोऽनन्तमात्रं तद्वैतस्योपशमः शिवः ।  
प्रोङ्गारे विदितो येन स मुनिर्नैतरो जनः ॥ ६ ॥



جس نے ماترا سے بہت اور انت ماترا والے اونکار کو نیز سمپورن پرپچ کے اودھی سرورپ اور منگل روپ اونکار کو جانا ہے۔ وہی مٹی سے دوسرا نہیں۔

اس طرح آچاریہ نے اوپر کے شلوکوں میں اونکار کی مہاں کو کتنن کیا ہے جس میں اونکار کی پورن برہم روپنا کا ہی بیان ہوا ہے۔ چونکہ وید میں جو جو پچل برہم پراپتی کے کہے ہیں۔ اُن کا ہی نروپن پریم گورو نے اونکار کی پراپتی میں کیا ہے۔ اس لئے وہ اونکار برہم روپ ہی ہے۔ وید کہتا ہے **विद्वान विभोति कृतमन**۔ ارتھات برہم کا کیا تا کسی سے بھی خوف نہیں کھاتا۔ یہاں بھی آچاریہ نے اسی ہی بات کو دکھلایا ہے **प्रणवे नित्य युक्तस्य**۔ ن **भयं विद्यते क्वचित्**۔ ارتھات اونکار میں نت سہامت رہنے والے پرش کو کہیں بھی کھے نہیں پڑتا۔ پھر دوسری جگہ وید کی شرتی ہے **तरति शोकमात्मवित**۔ ارتھات اتنا کا جاننے والا شوک کو پار کر جاتا ہے۔ اور یہاں اونکار مہاں نروپن پر کرن میں آچاریہ نے **सर्वव्यापिनमोद्गारं मत्वा धीरो**۔

ن **सोचति**۔ ارتھات سرب دیباہی اونکار کو جان کر بدھی مان شوک نہیں کرتا۔ یہی بات کہی ہے۔ اسی طرح پھر وید برہم کے سرورپ نروپن پر کرن میں اُسے **अकृष्ट**۔ ابا سیر۔ پرگیان کتنن ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ اور یہاں اونکار نروپن پر کرن میں بھی پریم گورو نے **प्रपूवो**۔

**अकृष्ट**۔ ابا سیر۔ پرگیان کتنن ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ اور یہاں اونکار نروپن پر کرن میں بھی پریم گورو نے **प्रपूवो**۔ **अकृष्ट**۔ ابا سیر۔ پرگیان کتنن ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ اور یہاں اونکار نروپن پر کرن میں بھی پریم گورو نے **प्रपूवो**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔ اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔ اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔ اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔ اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔

اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔ **शान्तं शिवमद्वैत**۔ اور اناشی ہے۔ ایسے کہتا ہے۔ وید میں پھر ایک موقع پر برہم کو اُس کے سرورپ کتنن پر سنگ میں **प्रपञ्चोपशमं**۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति  
तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।  
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति  
तत्ते पद संग्रहेण ब्रवीम्यामित्यत ॥ कठ३४: १-२-१५

ارتھ۔ سارے وید جس کا ورن کرتے ہیں۔ سارے تپ جس کی پراپتی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ تمام جگیا سو اود سادھک جس کو لکھش رکھ کر برہمچریہ اودی سادھنوں کو پالتے ہیں، اے چکیتا اُس پر گو میں



تم سے کہتا ہوں، اور وہ "اوم" ہے۔  
شری بھگوت گیتا کے اندر بھی بھگوان کرشن چندر نے ادلکار کے جاپ اور اس کے ارتھ چنتن کے متعلق کہا ہے۔ اور وہ یہ شلوک ہے

इत्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन् ।

यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ॥ ५: १३

ارتھ :- جو "ایک" اوم" اس ایک اکھشر پریم کو اُچارن کرتا ہوا اور اُس کے ارتھ سُرُوب مجھ شری کرشن کو چنتن کرتا ہوا شریہ کا تیاگ کر جاتا ہے۔ وہ پریم لگتی کو براہیت ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ وہاں ہی دیکھنی پر کرشن کے اندر ایک فرمان ہے  
ویدوں کے اندر میں ہی پرتو یعنی ادلکار سُرُوب ہوں۔  
پیشہ شری شرجی نے بھی اپنے لوگ سُرُوبوں کے اندر تان پستھانک: پرانوا تانک: ارتھات

تس پرمانا کا داچک یعنی نام پر تو یعنی ادلکار ہے۔ اُس کا تان تانے جاپ کرنا چاہیے۔ اود میں اُس کی بھاد ہوتی چاہیے۔ اس طرح بیان کیا ہے۔ مطلب ہمارا یہ ہے۔ کہ تمام جگہ ادلکار کی مہاں بھری پڑی ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ یہ "اوم" منتر بھگتوں اور اپا سکوں کا گیت دھن ہے۔ جو لطف اس کے اُچارن اور اس کے ارتھ چنتن میں بھگوت بھگتوں کو آتا ہے وہ بیان سے باہر ہے مگر یہ یاد رہے کہ اس کے اُچارن کی بھی خاص فوہی ہے۔ اس لئے یہ خیال رکھنا چاہیے۔ کہ اس کا اُچارن غلط نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر کسی کو اچھے

ادھور سے یا غلط نام سے لیکاراجائے۔ تو اُس کی تان فوہی ہوتی ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ اسے بھی درست اور ٹھیک آواز سے گایا جائے کیونکہ یہ بھی پرمانا کا نام ہے۔ پتلی پتلی آواز سے اسے اندر ہی اندر بھی گایا جاسکتا ہے اور کافی اونچی آواز سے بھی اگر گایا جائے تو کوئی ہرج نہیں اود یہ سب بولنے والے کی اپنی طبیعت اور فوجی پر منحصر ہے۔ مگر یہ لازم ہے کہ اُچارن صحیح اور صاف ہو۔ جیسا اود پر بیان ہو چکا ہے۔ کہ اس کے اندر آواز اور مائینی A. U. M تین ماترا ہیں۔ اُچارن کرنے والے پر جائز ہے کہ وہ اسے اس ترتیب سے گلے کرے۔

اُو اور مائینی A. U. M تینوں ماترا صاف صاف سنائی دیں۔ آ کے اُچارن سے منہ اچھی طرح کھل جانا چاہیے

اُو کے وقت منہ فوہی دیر کے لئے کھلا رہے۔ اور مائینی کہتے وقت تو آہستہ آہستہ منہ بند ہو جائے گویا اس

طرح دھیرے دھیرے اس جاپ کرنے پر اُچارن میں بھی لذت آنے لگتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے ارتھ چنتن میں بھی آپا سنک کو ایسے ملتا دھناتا ہے۔ اور جو بھاد ارتھ اس کا اود پر بیان ہو چکا ہے۔ یا جسے خود ہی مانتو کہیے اپنے

نے اس قدر فوہی سے منتر دوں میں کھولا ہے۔ اُسے بخوبی سمجھ کر گاتے وقت بار بار سمجھ کر گاتا چاہیے۔ اس طرح "اوم" کے گائے اور چنتن سے فوہی ہی دیر میں من ایک کر ہو جاتا ہے۔ اور اسی ہی حیت کی لکھوئی کے سبب انتر آتما کا

اپر وکٹش بودھ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس کے اُچارن میں کوئی رس نہ آئے اور کچھ بھی لذت محسوس نہ ہو تو فوہی اس میں اس منتر کا نہ سمجھنا چاہیے۔ بلکہ سب کچھ اُچارن کرنے والے کے پریم اور شری دھار پر مبنی ہے کیونکہ

اگر اس منتر کی مہاں اور عظمت اس قدر مہاں نہ ہوتی تو کیوں وید اس کے اُچارن میں تانید مزید کرتا۔ اور ہم







# ماہر و کبیر

برہم لہن شری سوامی گوپتہ انندی بہار

الف اوم اکار اکار ہو یا تے مکار بھی اوس نوں جان پیارے  
چوتھا اردھ بندو ہے شروپ اس واجہر است نے سرب ادھشتان پیارے  
ہلے تین شروپ سو جان کلپت چوتھا شکر اندمن مان پیارے  
سوئی برہم پوران ایک اور کرتے گوپتہ اتنا سوئی پچپان پیارے

الف ایہہ اکار سب دسدے جو سو شروپ اکار ہی جان پیارے  
متو راج تے سوین جو سرب بھاسے سو اکار دارو پ بھان پیارے  
مایا اور او یارو پ جو ہے سو مکار شروپ ہی مان پیارے  
چوتھا اردھ بندو شدھ برہم اتم گوپتہ سوئی ہے سرب ادھشتان پیارے

الف ایہہ اکار جو دسدے نے سرب بنال سنگلپ نہ جان پیارے  
ایس واسطے جان سنگلپ مانتر جو کچھ دسدے ایہہ جہان پیارے  
جس حقین سوئے سنگلپ سو جان مایا بھانویں اوس اودیا مان پیارے  
گوپتہ بنال ساکھی مایا نہیں بھاسے ایس واسطے او ہی پچپان پیارے

الف ایہہ اکار اکار یا سوں جدا نہیں ایہہ بات تے مان پیارے  
ایسے واسطے سرب اکار جانیں جدا اوس حقین ذرا نہ جان پیارے  
اتے بنال مکار اکار کچھ نہ ایسے نئی مکار سب بھان پیارے  
بنال برہم اتم ایہہ مکار ہے نہیں گوپتہ سوئی بندو ادھشتان پیارے

الف اوم اکھر سنگل روپ جانو جس دانام لیاں کلپان ہوئے  
چار چھ اٹھ ایل داسار ایہہ ہی جکر ایس داپورن بیان ہوئے  
سیرن ترن برہم داجھید کھلے پریم اترتہ سند جہان ہوئے  
گوپتہ لکھن اسد جہان چت دھارے برہم اتم داتوں گیان ہوئے



# انسانی خدمت الیشوری پوجا

از بشری بھاگل سنگھ

الیشوری پر زیادہ سے زیادہ وشواس اور اعلیٰ زندگی کا ناپ انسان کی انسان سے بے حد محبت اور پریم ہے۔ اس انسان کا منہ الیشوری جانب ہے جو اپنے پڑوسی اور سب کے ساتھ پریم کرتا ہے۔ مہا پرشوں کی نظر میں خاص محبت اور پریم ہی عبادت ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین دایاں  
کہ دنیا میں کام آئے انسان کے انسان

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں  
نبوں میں پھرتے ہیں مارے مارے  
میں اُنکا سببہ نبوں کا جس کو  
خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اس غلطی میں رومن کے مشہور ترین مہاتما کانسٹنٹائن نے کہا ہے۔ "پرانا کہتا ہے، اسے لوگو! میں تمہارے مخالف سے ہرگز خوش نہیں ہوتا بلکہ پریم اور محبت کرتا دیکھ کر خوش ہوتا ہوں جس وقت انسانی جہت میں محبت اور پیار ہو رہی ہو میرا مندر ہے" اس سلسلہ میں شری سوامی دیو کا مندر بھی مہاراج لوہ فرماتے ہیں "جس تمہارا خدا کی پرستش کرتی چاہئے وہ فقط روح الیانی ہے اور ہم اُسکا مندر ہے یوں سمجھو کہ مندروں میں تاج محل ہے اگر میں نے سپر پرستش نہیں کی تو اور میں کس مندر میں جا کر کرونگا جس دم میں ہر ایک انسان کے سامنے ہاتھ باندھ کر گڑے اور اُدب سے کھڑا ہوا اور میں نے اپنی آنکھوں سے خدا کا دیدار دیکھا اس دم مجھ پر درخشاں طاری ہو گیا، تمام بند اور مجیریں ٹوٹ جا رہیں تھیں نجات لائیں ال کو پوندگا"

اس نقطہ نگاہ کا اعادہ مہا کوئی شیگر کے کلام میں پاتے ہیں۔ یہ منتروں کی رٹ لگانا، بھجن گانا، سمرن کے منہ کھڑا کنا، جھوٹے تو مندر کی تاریک خاموشی میں کس کی عبادت کرتا ہے؟ سنا نہیں کھول اور دیکھ تیرا خدا تیرے سامنے نہیں ہے وہاں ہے جہاں وہنقان سخت زمین اکھڑتا ہے جہاں مندر ہرگز پر پتھر ٹوڑتے ہیں وہاں اُن کے ساتھ دھوپ اور بارش میں رہتا ہے اور اس کا لباس گرد آلود ہے۔

اپنی پادسائی کا چورانا نہ بھنک اور اس کی مانند تو بھی خاک آلود زمین پر اتر آ۔ مکتی، پر مکتی کہاں ہے؟ ہمارے مالک نے دنیا کی پیداواریش کا بندھن خوشی سے اپنے ذمہ لیا ہے وہ ہم سب کے ساتھ ہمیشہ بندھا ہوا ہے، سادھی سے ہانکناں آچھول اور دھوپ پر سے رکھ چھوڑ کیا ہر جہاں تیرے کپڑے خراب اور پھٹے ہوئے ہیں تو اس سے بل افد مشقت کا سہیہ بہانا ہوا اس کے برابر کھڑا ہو جا۔

گیتا جو روحانیت کا بے نظیر خزانہ ہے ارچن کو بہانہ بنا کر ہر انسان کو ہدایت کرتی ہے کہ منشیہ کی سید اسی الیشوری کی سید ہے اور منشیہ سے پریم کرنا ہی الیشوری سے پریم کرنا ہے۔ منشیہ کی خوشی الیشوری کی خوشی ہے منشیہ کا تراود الیشوری کا تراود ہے وہ انسان زاد دھوکے میں ہے جو الیشوری سے پریم کرتا ہے۔ اور منشیہ سے دشمنی کرتا ہے کیونکہ منشیہ ہی الیشوری پوجا کا جینا جاگتا مندر ہے یہی شاہی راہ ہم شری گوردوانا ملک دیو جی کے کلام میں پاتے ہیں۔

"ہری مندر ایہ مشریر ہے گیان زنی پرگٹ ہوئے  
من مکھ مول نہ جانئے ایہ مانس ہری مندر ہوئے  
دیگر "ہری کا مندر تس مانہ نعل"



منشیہ کا منشیہ سے پریم اود سیدو زندگی کا آخری پھل ہے۔ اس سے محض ہمارا اپنا جینا پھل ہوتا ہے۔ بلکہ سماج میں پریم اود سکھ کا سچا ہوتا ہے۔ آج کل گیتا کا گھر گھر اند لگی اود کو چر کو چر میں پاؤٹ ہوتا ہے۔ مگر زندگی کی بنیادی سمجھا "منشیہ کی سیدو ہی ایشور کی سیدو ہے۔" پریم کا یوگیہ دھار نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ہمارا قدم دلش آتی کرنے کی بجائے لگا تار گرتا چلا جا رہا ہے یعنی قدم دن بدن پیچھے کو ہے آگے کو نہیں۔ چلتے پھرتے ایشور کی گردن کسی کو سوزگ کے داخلے کا یقینی ذریعہ خیال کیا جا رہا ہے۔ دنیا کی تاریخ انہیں خیالات کے رنگ کے زیر اثر کئے ہوئے مظالم کے خون میں رنگی ہوئی ہے اود اب بھی مختلف مقامات پر لڑائی جھگڑے اود کشت و خون کے وحشیانہ منظر پیش ہو رہے ہیں۔

جب تمہارے دل میں سب کے لئے یکساں پریم اود محبت پہنچتی تم جانو کہ تمہیں ایشور سے پریم ہے کیونکہ وہ تو کوئی خاص صورت نہیں رکھتا۔ جو انسان انسان سے بے قید محبت کرتا ہے وہی سچے معنوں میں ایشور کا سچا بچا ہے۔ وہ نہ ہماری پوجا پاٹ محض پر دتی ہے اود مبیو اکے بن گھٹن سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا۔ سچی پوجا مندروں میں بندھ کر دی کی پوجا نہیں۔ سچی پوجا کا مطلب انسان بے قید محبت اود سیدو ہے بقول پنڈت جو اہلال نہرو۔ "سبھا مذہب تو محض باورچی خانے اسے ہاتھ لگانے لئے ہاتھ نہ لگانے دی رات میں کئی بار نہاتے دھونے جوٹی کی کاغذوں، مختلف اقسام کے نشاںوں۔ رسموں اود ناقہ کشیوں سے ہی تعلق رکھتا ہے۔"

ایشور پوجا محض ایشور کو عقلی طور پر سمجھ لینا نہیں بلکہ خیال جذبہ اود عمل مراد ہے۔ بقول شری کرشنا مورتی آپ کے مسائل قیامی اود اہمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے آپ مت دروں میں تو پوجا کریں گے لیکن واپس گھر آتے ہی آپ میں کسی سے لڑ جھگڑ کر غریب سید کر دیں گے۔ میرا ایک

دوست بڑی باقاعدگی اود باستدنی دقت کے ساتھ پوجا کیا کرتا ہے۔ لیکن وہ بچوں سے جو کلمہ انہیں مارنے لگ جاتا ہے جبکہ وہ اس کی پوجا پاٹ میں جملہ اندازہ ہوں۔ آپ سمجھ گئے ان دونوں میں کوئی چیز زیادہ گہری اود پائیدار اود بڑی پوجا کر نایا پر محبت ہوتا ہے۔

میرے خوش پڑھنے والو! انسانی زندگی کی شان و شوکت محض اس بات میں نہیں کہ اس نے کس قدر عالیشان مکان بنائے ہیں یا کس قدر دولت جمع کی ہے یا کتنے ملکوں کو تسخیر کیا ہے بلکہ اس بات میں نہیں ہے کہ کس قدر جانداروں میں ایک ہی جگہ ان کو جان کر انہی کے مطابق عمل کیا ہے۔ کس قدر پریم پیالوں سے ان کے مخلوق کو ہم نوا رہنا ہے۔ کس قدر مشترکہ بھلائی اود خوشحالی کے لئے تجاریز و سوچ ہیں مار کھانے اود بے عزت کے مہانے کہ باوجود بھی کس قدر مخالفوں کا ہتھی میں مہر و پیرا ہے اود کس قدر اپنے جیسا سمجھنے کے اھول پر عمل کیا ہے۔ جو شخص عادات و ساری کائنات سے روج کا رشتہ محسوس کرتا ہے محض اس کا دل باہمی پریم اود دیکھا نگت کے شیریں جذبات میں تڑپتا ہے۔ شادمانی کا موقع ملے تو اپنے مخالف کے لئے قربان ہو جاتا ہے ہر کس و نا کس کے ساتھ آزاد پریم کرنا اس کی زندگی کے ہر لمحہ کا مطالبہ ہوتا ہے حقیقی پریم دیکھا نگت کے شیریں جذبات سے بھر کر ہر ایک مغربی مہانتا فرماتے ہیں:-

I do not ask the wounded person how he feels, I myself become that wound person."

ابن زحی آدمی سے یہ سوال نہیں کرتا کہ وہ کس طرح محسوس کرتا ہے میں خود بھی زخمی ہو جاتا ہوں! اس مہانتا کا بھادار تھا شاعر کے ان الفاظ میں موجود ہے۔ کسی کی آنکھ دیکھوں میں تو اشک آنکھوں میں جا رہا ہے۔







# گہراں گہراں

## ادم کا خلقیت سنگ

اگر کسی جگہ سو کو دید۔ چہرہ شہتر۔ دس اُنشدہ گیتا۔ لوگ لکھاں طور پر ویدانت کی تعلیم کے متعلق کوئی مسئلہ نہ پیش ہو۔ وہ اپنا سوال مختصر الفاظ میں تحریر کر کے میرے پتہ پر بھیج دیں۔ ادم میں اُن کا جواب شائع کر دیا جائے گا۔ میرا پتہ یہ ہے۔۔ دیوان پٹری داس چوڑہ۔ بی۔ اے، پشیل نگر ویسٹ۔ کوٹھی نمبر ۲۰۔ نئی دہلی نمبر ۱۲

**سوال نمبر ۱۔** رسالہ ادم کے دسمبر کی اشاعت میں پوچھو: ٹائٹل صفحہ پر چھپی ہے اس کی تشریح کر دیں۔ دھندہ ہوگا۔  
**جواب۔** ہر شریاں جی۔ میری تحریر معنی تصویر ہے۔ اس میں دیوتا ادم کی آبیاسنا کر رہے ہیں۔ دراصل موجودہ زمانہ کا نظریہ ویدک دھرم کے متعلق بہت کچھ اودیا اور جہالت میں پھنس کر بے شمار غلط فہمیوں کا موجب ہو رہا ہے۔ آج کل ہر تعلیم یافتہ آدمی اور خاص طور پر بوڑھے سائنس کے جاننے والے یہ کہتے ہیں۔ کہ قدرت اور قوانین قدرت ہی آخری حقیقت ہیں۔ ان کے پس و پیش افد ان سے بالاتر کوئی اور ہستی نہیں ہے۔ نظام عالم ان قدرتی شکلیوں کے آسریہ برہی قائم ہے۔ ان قدرتی شکلیوں کو ہی ویدک اصطلاح میں دیوتا کہتے ہیں۔ لیکن اُنشدہ میں نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دیوتاؤں کا یہ گمان کہ وہ کتنے دیوان ہیں محض اُن کی خوش فہمی ہے۔ اور نہایت واضح طور پر بیان سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان میں جو طاقت ظاہر ہو رہی ہے وہ آخری حقیقت برہم کی ہی طاقت ہے۔ گویا دیوتاؤں کو بھی طاقت حاصل کرنے کے لئے ادم کا ہی آسرا لینا پڑتا ہے۔ یہ قدرت کی شکستیاں (دیوتا) بذات خود تو طاقت ور نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو غلط سمجھ کر کہتے ہیں کہ ہندو

دھرم کے توحید گروں خدا ہیں وہ اس تصویر میں دیکھیں کہ اُن کے مفروضہ خدا تو خود آخری ذات (ادم) کے سامنے سرنگوں ہو کر اس سے طاقت حاصل کرنے کی پراہتھا کر رہے ہیں۔ جو جگہ اسوا اس حقیقت کی زیادہ وضاحت چاہتے ہو وہ گین اُنشدہ کا مطالعہ کریں۔ صرف اسی مضمون کی وسیع وضاحت اُس اُنشدہ میں کی گئی ہے۔ دیوتا آخری حقیقت نہیں ہیں۔ اس آخری حقیقت کے محض مظہر ہیں۔ موجودہ زمانہ کے عام سائنسدان اور مادی تہذیب میں تعلیم یافتہ قدرت اور قدرت کے قوانین کو ہی نظام عالم کا آسرا قرار دیتے ہیں لیکن قدرت کی تمام شکستیاں آخری حقیقت ادم سے ہی شکست حاصل کرنے کی متمنے ہیں۔ یہی اس تصویر کا حاصل ہے۔

**سوال نمبر ۲۔** ہندو دھرم کے مخالف کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے توکر دھروں دیوی دیوتا ہیں۔ لیکن خدا تو ایک ہے۔ کیا اتنے دیوتاؤں کی پوجا کرنا کفر نہیں ہے کہ یا کر اس مسئلہ کی تشریح کریں۔

**جواب۔** بہت ہی اندوس اور رنج کی بات ہے کہ مقررین لوگ لفظ "دیوتا" اور لفظ "پوجا" کے معنی تو خود غلط سمجھتے ہیں اور ویدک سدھانت کو خواہ مخواہ



دیوتاؤں کی پوجا کو غلط قرار دیتے ہیں وہ خود ہی غلط  
فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔

**سوال نمبر ۲۔** ویدانت میری سمجھ میں نہیں آتا ہے  
کیا آپ تشریح کر سکتے ہیں؟

**جواب۔** لفظ ویدانت کے معنی ویدوں کا منتہی ہے  
مقصود ہے۔ اور مختصر لفظوں میں تو یہی ہے کہ جگت  
مقتضی ہے۔ برہم سست ہے اور جیو اور برہم اصل  
میں ایک ہی ہیں۔ "جگت مقتضی ہے" کا مطلب یہ ہے  
کہ جو جگت میں پر تیت ہوتا ہے دراصل بذات خود  
ہست نہیں ہے بلکہ حق ہمارے من کے فعل کا انعکاس  
ہے۔ بنا شاہد کے مشہور کوئی ہستی نہیں رکھتا ہے  
ہمارے حواس خمسہ کے رد و عمل سے ہی یہ عالم

محسوسات ہست معلوم ہوتا ہے۔ یہی اس کا مقتضی  
ہے۔ اس عالم کثرت کے پس پشت جو واحد ہستی ہے  
اور جو ہمارے من کی پہنچ اور فہم و فراست سے بالاتر ہے  
وہی ناقابل معلوم ہستی برہم ہے آخری حقیقت ہے  
اسی میں یہ جگت ہمارے من کے فعل سے پر تیت ہوتا  
ہے۔ اور ہم جو اپنی ذات میں محدودیت کا احساس رکھتے

ہیں یہی ہمارا جیوین ہے۔ جو کہ ہمارے اپنے من سے ہی  
پیدا ہوتا ہے۔ عقل میں حقیقی محسوسات ہست فہمی  
ایک ذات ہے جو کہ ہمارے من اور اندریوں اور اندھی  
اور کلام کی پہنچ سے پرے ہے۔ اگر یہ حقیقت آگے سمجھ  
میں نہیں آتی ہے تو آپ کی سمجھ کا کوئی تصور نہیں ہے۔  
اگر آپ آنکھ سے سن نہیں سکتے یا ناک سے دیکھ نہیں سکتے

ہیں۔ تو ان اندریوں کا کوئی دوش نہیں ہے۔ ایسا کرنا  
ان کا قدرتی طریقہ نہیں ہے۔ وہ تو انوکھو کاوش ہے  
اور جب تک سادھن چٹھے پر یا یوگ کے نیم نیول پر عمل  
نہ کیا جاوے وہ احساس حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور جو  
وہ احساس حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ لفظوں میں اُسے بیان  
نہیں کر سکتا ہے۔ بھیکھا بات الگ کی کہن تنہن میں ناہنہ  
جو جانے سونہ کہے جاوے وہ جانے ناہنہ

غلط قرار دیتے ہیں۔ ویدک دہرم کی خاص خوبی یہ ہے کہ  
اس دہرم میں ہر قسم کی کامیابی کا راستہ دکھایا گیا ہے۔  
اور اس راستہ پر چلتے کا اختیار ہر بشر کو حاصل ہے۔  
دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان قوانین قدرت  
کا مطالعہ کرے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ یہی کہ دروں  
قدرت کی شکستیاں ویدک اصطلاح میں دیوتاؤں کہلاتی  
ہیں۔ لفظ دیوتا کے لفظی معنی "جمنے والا" ہیں۔ خود ذات  
حقیقی خود کو نظر نہیں آتا ہے۔ روشنی نظر نہ آنے والی شے  
ہے۔ صرف اُس وقت نظر آتی ہے۔ جبکہ کسی شے پر پڑ  
کر اُس سے منعکس ہو کر ہماری آنکھوں پر اُس چیز کو روشن  
کر دیتی ہے۔ گویا روشنی نہ آنے والی شے باقی اشیاء کو  
منور کرتی ہے۔ اسی طرح سے وہ ذات حقیقی برہم تات  
کی طاقتوں سے جلوہ نما ہے۔ یہی طاقتیں اُس کی ہستی  
کا مظہر ہیں۔ یہ اُسی نور سے منور ہیں۔ لہذا دیوتا کہلاتی  
ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص بھی دنیا میں کوئی ترقی کرنا چاہتا  
ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان شکستوں کا  
اُسرالے۔ یہی ان دیوتاؤں کی پوجا ہے۔ لیکن جو شخص  
دنیاوی ترقی کا خواہاں نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری  
نہیں ہے کہ وہ قوانین قدرت (دیوتاؤں) کی شرین میں  
جاوے۔ اسی وجہ سے بھگوان کرشن بھگوت گیتا میں  
فرماتے ہیں۔ کہ دیوتاؤں کے بھگت دیوتاؤں کے پاس  
جاتے ہیں اور میرے بھگت میرے پاس آتے ہیں۔ گویا  
دیوتاؤں کی پوجا کرنا آخری حقیقت کی وحدت سے  
منکر ہونا نہیں ہے۔ ایک ہی سورج کو دروں جو ہر دروں پر  
یا پانیوں میں منعکس ہو کر ذات واحد ہی رہتا ہے۔  
اسی طرح سے ایک ذات واحد ہر دروں کو لاکھوں قدر  
کی شکستوں (دیوتاؤں) میں ظاہر ہو کر بھی بنیادی طور پر  
ایک ہی رہتی ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ لفظ  
پوجا کے معنی عبادت کے نہیں ہیں۔ اس کے معنی تو  
بچار اور احترام اور عزت کہیں۔ لہذا جو لوگ دیوی



# پریم یوگ

## (از شری سوامی شوانند جی سرسوتی)

پر ارغھنا

پر بھو! .... اگر آپ سوریج ہیں تو میں اُس کی کرن ہوں۔ اگر آپ سمندر ہیں تو میں اُس کی لہروں۔ اگر آپ ہمالیہ ہیں تو میں اُس میں سے نکلا ہوا درخت ہوں۔ اگر آپ لکڑا ہیں تو میں قطرہ ہوں۔ اگر آپ گلستان ہیں تو میں پھول ہوں۔ اگر آپ بجلی کی روشنی ہیں تو میں اُس کا چراغ ہوں۔ اگر آپ سرسبز میدان ہیں تو میں گھاس ہوں۔ آپ سے پریم کر کے۔ پر تپم میں امر ہو گیا ہوں۔ ہم کی پھانسی کٹ گئی ہے۔ آپ کو پر نام ہے۔

بھگوان! — آپ انتر بانی ہیں۔ سب کے اندر رہتے ہیں۔ آپ سب جیوؤں کے اندر آتا ہیں۔ یہ سرشی آپ کے گھر میں سے نکلتی ہے۔ آپ ہی اپنی بنائی ہوئی رچنا کے رکشک ہیں۔ آپ سب جیوؤں کو اُس کے کرموں کے مطابق پھل دیتے ہیں۔ اس برہانڈ کا منبع آپ ہیں۔ آپ سب کو موکش دینے والے ہیں۔ آپ کو ڈنڈوت پر نام ہے۔

اے ترلوکی ناٹھ! — جگت کے مشہنشاہ۔ میں کوئی دولت نہیں چاہتا۔ میں طاقت نہیں مانگتا۔ مجھے سلطنتوں یا حکومتوں کی خواہش نہیں۔ میں موکش بھی نہیں چاہتا۔ لیکن یہ میں ضرور چاہتا ہوں۔ کرم نام جانداروں کی تکلیفیں اُدھ دیکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔ آپ دیا کے ساگر ہیں۔ آپ سریشکیتان ہیں۔ آپ یہ کر سکتے ہیں۔

اے جیوتی شروپ پریشور! — آپ ہی ایک سہارا ہیں۔ آپ رکشک ہیں۔ پیدا کر نپوالے ہیں۔ اندرونی حکمران ہیں۔ سوامی ہیں۔ آپ ہی رہنا ہیں۔ آپ ہی اگیان کے اندھیرے کو ناش کرنے والے ہیں۔ اپنے بھگنتوں کے دکھوں اور تکلیفوں کو آپ ہی دور کرتے ہیں۔ انسانوں کے تینوں قسم کے تاپ آپ ہی ناش کرتے ہیں۔

اے پریم پوجنیہ جگدیشور! — آپ کی بار بار پر نام ہے۔ میں آپ کی شرن ہوں۔ مجھے بھگتی اور شردھی پر دان دیجئے۔ مجھ پر ایسی کرپا بھیجئے کہ میرا دھردھرا دھردھرا گئے والا شرادتی من آپ کے پوتہ چرن کنول میں ہمیشہ لگا رہے۔



## پریم کا راز

پریم کے راستے پر چلنے کے لئے یونیورسٹی کی سندوں کی ضرورت نہیں۔ بی اے یا ایم اے کی ڈگریاں اس کھٹن راستے پر چلنے میں مدد نہیں دیتیں۔ یہ راستہ ٹیڑھا ہے۔ اس کے لئے اور ہی سروسا مان کی ضرورت ہے۔ یہاں قریبی چل سکتا ہے جو بالکل مشانت ہے۔ جو سنت اور سنت میں تمیز کر سکتا ہے۔ جس میں غمنا اور عاجزی ہے جس میں شردھا بھگتی اور قوت برداشت ہے۔ اور جس نے اپنے من اور حواس کو میطح کر لیا ہے۔ یہاں بحث مباحثہ کا کام نہیں۔ آج کل کی تعلیم انسان کو غمنا یعنی اور بحث کو ناسکھاتی ہے۔ یہ لوگ خشک باتوں کی سنت سنتے ہیں اور منزل سے کوسوں دور اور دیر دیر تک پہنچتے ہیں۔ پریم کے راج میں جات پات تفرقہ یا جہانی چڑھے کی رنگت کی تمیز کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ایک سچا پریمی تمام انسانوں کو یکساں تصور کئے بنا رہ سکتا۔ اس کی نظر میں ایسور کے تمام بیوک بھاتی ہیں۔ وہ اس چار، تندرانی، گورا، کھار، چوک میلہ سب سے بچ جاتی کا مہار۔ اور کیر جولا۔ یہ سب بہت بڑے بھگت ہوئے ہیں۔ وہ بھگت ان کو بہت پیارے تھے۔ جب من کی اندرونی آئینہ کھلتی ہے۔ جب پرانی ایسوری امرت میں اشان کرتا ہے۔ جب وہ سب جگہ ایک ایسوری دیکھتا ہے۔ جب اسے برہم کے ذرہ ذرہ میں سوائے ست چت۔ آند بھگوان کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جات پات کا بھید یا اور بچ کا خیال کہاں بٹھر سکتا ہے۔ یہ دنیاوی آدمیوں کی گندگی سے آلودہ چمڑے کی آئینہ ہے۔ جو یہ فرضی تفرقات دیکھتی ہے۔

ایسور روپی سچ کے سب پروانے برابر ہوتے ہیں، انہیں بلا لحاظ ذات، فرقہ یا رنگت اکٹھے کھانا پینا چاہیے اگر سچ روحانی ترقی کے لئے دل میں تڑپ ہے۔ اور پرمانا کے پریم کے پونے کو من میں لہرانا چاہتے ہو۔ تو اپنے بچ کا خیال چھوڑنا پڑے گا۔ تمام تفرقات جلا دو۔ اور ہر جگہ صرف ایسور کو ہی دیکھو۔ سب کے ساتھ مل جاؤ۔ ہر فرد ہمسرے کے ساتھ اچھی طرح سے ملنے جلنے سے بالکل گریز نہ کرو۔ انکی باتوں کو سنو اور برداشت کرو۔ کشا بھاؤ دھارن کرو۔ ایک نظر سے سب کو دیکھو۔ تب شدہ پریم من میں پیدا ہوگا۔

اگر ایک ایسور بھگوان کا بھگت ہے۔ تو وہ اسی برہمن ہے۔ اگر ایک برہمن میں بھگتی نہیں۔ اور وہ اپنی زندگی کھانے پینے اور سونے سی میں گزارتا ہے۔ تو وہ ایسور ہے۔ بھائی تم کسی آدمی کی ذات، رتبہ، دھن، دولت وغیرہ کے لئے اس سے سوال کیوں کرتے ہو۔ اگر وہ ایسور کا بھگت ہے۔ تو وہ اسے بہت پیارا ہے۔ وہ تروکی میں سب سے اچھا آدمی ہے۔ تمام دیوتا اس کی پوجا کرتے ہیں۔

سینا ذات کا نانی تھا۔ لیکن وہ ایک اُدبے پایہ کا سنت اور مہانتا تھا۔ وہ بڑے وسیع خیالات کے ویشو پرچاک شری رامانند جی کا چید تھا۔ ایسور کی نظر میں تمام انسان سفید یا سیاہ برابر ہیں۔ ایک پونے پریمی کی نگاہ میں بھی یہ بھید نہیں رہتے۔ یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ کہ کب اور کس پر بھگوان کی کرپا ہوگی۔ غریب اور عاجز لوگ ایسور کو بہت پیارے ہیں۔ دولت مند اور مغرور لوگ ایسور سے بہت دور ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی دولت کا لشہر ہے۔ اپنے دنیاوی رتبہ کا ٹھنڈ ہے۔ یا اپنی علمیت کا ناز ہوتا ہے۔ ہر انسان اپنا جیون بھگوان کے ارپن کر کے روحانی بلند یوں پر پرواز کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ بالکل سچے دل سے مکمل طور سے اپنے آپ کو بھگوان کے چیلوں میں گرانا ہوگا۔ پریم کے راستے میں کامیابی حاصل کرنے کا یہی راز ہے۔ جب تک من کے اندرونی



گوشوں میں پریم اور بھگتی کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے نہ لگے کسی انوکھی پورن مہانتا کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا ضروری ہے۔ تب ہی دنیاوی خصلت بدلے گی۔ اور پرانے برے سنگار پورے طور سے ناکش ہوں گے۔

ایشور پر جبکہ موجود ہے۔ جل میں قفل میں۔ ہوا میں آکاش میں۔ غرضیکہ ذرے ذرے میں سمایا ہوا ہے ہر شے کے اندر میرا موجود ہے۔ بلکہ سوائے رام کے اور کوئی چیز یہاں ہے ہی نہیں۔ میں جہدھر دیکھتا ہوں۔ رام ہی رام ہے وہ سدا آنند میں کھیتا ہے۔ تمام دنیا اس کی لپلا ہے۔ کچھ مٹے پھول ہیں۔ اونچے اونچے درختوں میں اور لامحدود آسمان میں مجھے رام ہی نظر آتا ہے۔ دیوار میں ستون میں۔ کافذ میں۔ قلم میں۔ سیاہی میں رام موجود ہے۔ یہ سنار رام سے ہی پھر لپد ہے۔ میں اس کی بے مثال شان کو کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ ایسے میرے رام کو بار بار پرنام ہے۔ ڈنڈوت پرنام۔

## پریم کا پیغام

ایشوری پریم سچا اور شدھ پریم ہے۔ ایک مخلص بھگت کے دل کی تہ میں سے پریم اور بھگتی کا فوارہ خود بخود نکلتا ہے دنیا میں صرف ایک ہی سادہ سنت ہے۔ اور وہ پریم یا عشق ہے۔ یہ لامحدود۔ لازوال اقدار چیز ہے۔ جسمانی محبت تو مہیا یا دھوکا یا جوش ہے تمام سنسار کی محبت ہی اصل میں ایشور کی محبت ہے۔ ایشور پریم ہے اور پریم ایشور ہے، فرشتہ پریم یا تمام دنیا کی محبت کے راستہ میں خود غرضی۔ لالچ خودی غرور، انہکا راؤد لغت بڑی رکاوٹیں ہیں۔ یہ من کو سیکڑتے اور تنگ بناتے ہیں۔ اپنے من میں ویشو پریم بٹھانا۔ ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ یہ آہستہ آہستہ پیدا ہونا ہے نیکام سیوا اہتمام اس کا سنت سنگ۔ پراکھنا اور گورو منتر کا جاپ وغیرہ اس کے معاون ہیں۔ جب خود غرضی کے سبب ہمارا من تنگ ہوتا ہے۔ تو ہم شروع میں اپنی بھولی۔ بچوں اور چند ایک دوستوں اور رشتہ داروں سے ہی پریم کرتے ہیں۔ جب من ذرا فراخ ہوتا ہے۔ تو ہم اپنے حلق کے لوگوں سے محبت کرنے ہیں۔ اور پھر اپنے صوبہ کے لوگوں کی محبت ہمارے دل میں جگہ کر لیتی ہے۔ رفتہ رفتہ ہمارا دل اور زیادہ فراخ ہوتا ہے۔ اور ہم اپنے سارے ملک کے لوگوں سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آخر کار مختلف ممالک کے لوگوں کے لئے بھی ہمارے دل میں اتنا ہی پریم پیدا ہونے لگتا ہے۔ جتنا اپنے ہم وطنوں کے لئے۔ اس کے بعد تمام سنسار کے لئے ہمارے دل میں پریم کی ہری موجزن ہونے لگتی ہیں، یہی ویشو پریم ہے۔ اب تمام روکاؤں دور ہو جاتی ہیں۔ من انتہائی درجہ تک پھیل جاتا ہے۔

فرشتہ پریم کہہ لینا بہت آسان ہے۔ لیکن جب ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے از حد مشکل پاؤ گے۔ ہر قسم کے تنگ خیالات راستہ میں آڑ پڑتے ہیں۔ بہت سے پرانے اور غلط سنسکار جو اپنے غلطیوں سے پیدا کئے ہیں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اگر سنجیدگی سے ان کو عبور کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ رکاوٹیں آسانی سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے تو ہے جیسی سخت قوت ارادی۔ صبر، شانتی۔ استقلال اور دیار کی ضرورت ہے۔ پیارے دوست اگر تم سچے ہو۔ تو تمہارے اوپر ضرور ایشور کی کریا ہوگی۔

ویشو پریم کی آخری منزل وہ اودیت۔ ایکتا ہے۔ جس کی تعریف رشیوں نے اپنشدوں میں کی ہے۔ سچا پریم ہی



انسان کا دماغی توازن ٹھیک کرتا ہے۔ یہ حاصل کر کے انسان تمام جیوٹوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ میرا بانی گورنگ پر بھو۔ نگارام۔ رام داس۔ حافظ اور کیر نے اس پریم کا مزا چکھا ہے۔ یہ جاسنی جس کے منہ لگی ہے۔ اس کے دل میں سے اپنے اور پرلے کی تیز اندیسا کی پیدا ہوئی خود دغری برف کی طرح پگھل جاتی ہے۔ صرف پریم کی حکومت قائم ہوتی ہے۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو سچے ایشویا پریم کے متعلق ٹھیک واقفیت حاصل کرنے کے مستحق ہیں ہمارے منہ پر تو یہ سوال زیادہ رہتے ہیں: تمہارا کتنا روپیہ امریل بینک میں جمع ہے۔ میرے برخلاف فلاں بات کس نے کہی۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ تمہاری بیوی اور بچوں کا کب حال ہے؟ وغیرہ وغیرہ کیا کبھی یہ بھی پوچھا ہے۔ کہ میں کون ہوں؟ یہ سنسار کیا ہے۔ آزادی یا نجات کیا ہے۔ قید کیا چیز ہے۔ میں کہاں سے آیا ہوں۔ ایشور کیا ہے اس کے گھر کیا ہیں۔ ہمارا ایشور سے کیا سبب بندھ ہے۔ موکش کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ پیارے بھائیو۔ تم سے کتنوں نے اپنے آپ سے یا کسی اور سے اس قسم کے سوال پوچھے ہیں۔

سست سنگ کرنے۔ سادھو مہاتماؤں اور بھگت جنوں کے بچن سننے سے ہی پریم کا پودا ہمارے من میں جڑ پکڑتا ہے۔ سادھوؤں کے پاس ایشور کے متعلق ہی بات چیت ہوتی ہے۔ جسے سن کر من میں اود کا نون میں ریس پیدا ہوتا ہے۔ سادھوؤں کی سنگت سے ہی بڑے بڑے پانی اور ڈاکو اپنی گناہ آلود زندگی کو چھوڑ کر بڑے بڑے اقد مہاتما بن گئے۔ اس لئے دوستو تم بھی گریخت باندھو۔ خوب کوشش کرو۔ ہاتھ پاؤں مارتے رہو۔ خودی خود دغری اس کا ساد اور نفرت کو۔ کچل ڈالو۔ سیوا کرو۔ پریم کرو۔ دان کرو۔ دیا کرو۔ اندریوں کو شس میں رکھو۔ کسی کی سیوا کرنے کے عوض اس سے شکریہ کی خواہش نہ کرو۔ نہ ہی نیک کام کر کے اپنی تعریف اور شہرت کی امید رکھو۔ سب کچھ بھگوان کے چلن میں رکھ دو۔ صرف پریم کی خاطر پریم کرو۔ اور کام کی خاطر کام کرو۔

سیچے ویشنو بنو۔ جس گھاس کے اوپر پاؤں رکھ کر چلتے ہو اس سے بھی زیادہ عاجز بنو۔ درخت سے بھی زیادہ قوت برداشت پیدا کرو۔ دوسروں سے عزت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ لیکن دوسروں کی عزت کرو۔ بھگوان کا نام ہمیشہ گاؤ۔ تمام انسان اور جیو ایشور کا روپ ہیں۔ اس لئے سب کی سیوا کرو۔ اسی سے ہمیں بھگوان کے درشن ہونگے۔ یہی ہمیں امرتا اور پونک شانتی دے گا۔

## پریم کے پھول

پریم سب پھولوں سے زیادہ خوبصورت پھول ہے۔ یہ بہت قیمتی اور کمیاب پھول ہے۔ بانوں اور باغیچوں میں یہ نہیں ملے گا۔ اسے ڈھونڈنا ہو تو کسی بھگت کا دار ملو۔ یہ بھگوان کے چہرے کی بھشتی روپ ہیں۔ کا پھول ہے۔ اس کے لئے ذرا کبھی بھی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب دل میں سچی اند ندرتی تڑپ ایشور کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ پھول اسے بغیر کسی دھستار سے اس طرح چھلکی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جس طرح سورج کبھی کا پھول سورج کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیس طرح ایک استری اپنے بچے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح ایک بھگت ایک سیکند کے لئے یا ایشور کی موجودگی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پریم امرت ہے۔ یہ آزادی دلاتا ہے۔ اور جنم مرن کے سلسلہ چکر کو ختم کرتا ہے۔ یہ پریمی کو پوری تسلی بخشتا ہے۔



ایٹور سندیہ ہے۔ ایٹور پریم ہے۔ ایٹور تمام روشنیوں کی روشنی ہے۔ ایٹور شانتی ہے۔ ایٹور مجسم آئندہ اور گیان ہے ایٹور لا انتہا خوبصورتی ہے۔ زینتہ سکھ اور پریم شانتی ایٹور میں ہی مل سکتے ہیں۔ ایک لڑکے نے اپنے ہم عصرت دیا بھائی سے کہا: دیکھ اگر تم مجھے بتا سکو کہ ایٹور کہاں ہے۔ تو میں نہیں ایک روپیہ دوں گا۔ دوسرے لڑکے نے جواب دیا: بھائی میں نہیں دس روپیہ دوں گا۔ اگر تم یہ بتا سکو کہ ایٹور کہاں نہیں ہے۔ ایٹور اس برہمہ اند کا مالک ہے۔ لیکن وہ آنکھوں سے اوجھل ہے۔ نظر نہیں آتا۔ وہ ان تمام چیزوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔ وہ ان کے اندر بنے والا سنت یا عطر ہے۔ گیتا میں لکھا ہے۔

ایٹور امر و بھوت نام ہر دیشے ارجن کیشی

بھرا میں سر و بھوتانی نیترا روڈانی مائیا

مطلب :- ایک روشن اور منور ہستی ہر جگہ اور جگہ میں پہنا ہے۔ سر و دیا ایک ہے۔ سب حیوٹوں کا انتر آتما ہے سب کے گروں کو دیکھنا ہے، سب جانداروں کے اندر لیتا ہے۔ سب کچھ ہے۔ شہدہ جیتن سر و پ اور نرگن ہے۔ اسی طرح کچھ ایشور میں لکھا ہے۔ کہ یہ آتما یا ایٹور سب حیوٹوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔ ایک تیز یا شہدہ بدھی والا شخص ہی اسے دیکھ سکتا ہے۔

جس طرح بچوں میں تیل۔ دودھ میں مکھن۔ دماغ میں من۔ لکڑی میں آگ۔ پانی میں کھانڈ یا نمک پھول میں خوشبو۔ گرامفون ریکارڈ میں آواز۔ خون میں کیڑے۔ تاروں میں بجلی اور بادلوں میں سوڈیج چھپے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایٹور سب چیزوں میں چھپا ہوا ہے۔ جس طرح ہیفنہ، بخار اور تپ دق کے جرم خوردبین کے ذریعہ دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایٹور کو بھی گیان عکشو یا عقل کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے جو کہ ارجن کو بھگوان کرشن اور ویدویاس کی گریپا سے عطا ہوئی تھی۔

## پریم کے نشان

انسان کے من کی حالت اس کے چہرے سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔ چہرہ ایک اچھا خاصہ ٹوش بورڈ ہے جس کے اوپر دماغ کے اندرونی کارخانہ کے حالات بھیک طور پر نمودار ہوتے ہیں یا دوسرے میں اٹھتی ہوئی نزہتیں خوشی و غم۔ نفرت و غصہ۔ پریم وغیرہ کا عکس کچھ جاتا ہے۔ ہمارا اثر پروردگار ہمارے من کی پیداوار ہے۔ ہمارے من نے اسے اپنا کام لینے کے لئے اپنے مطابق بنایا ہے۔ اس لئے ہمارا اثر پریم بھی من کی اندرونی حالت کے مطابق حرکات یا افکار کرتا ہے۔ آنکھوں کی حالت سب کچھ بتا دیتی ہے۔ آنکھوں میں بھی زبان ہوتی ہے۔ جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے بات چیت کرتا ہے۔ تو اس کے گفتگو کرنے کا طریقہ۔ چہرے اور اشارات و ہمیزہ سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس کے تعلقات دوسرے آدمی سے کس قسم کے ہیں۔ اسی طرح جب کسی آدمی کے سامنے ایٹور سندیہ گفتگو کی جادے۔ تو اس وقت اس کی جو حالت ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے اندر پریم بھگتی اور من کی شدھی کس قدر ہے۔ یہ آٹھ قسم کے نشانات ہیں۔

مثلاً :- ۱۔ آنسو پھانا۔ ۲۔ روئے گھڑے ہو جانا۔ ۳۔ بدن کا کانپنا۔ ۴۔ چلنا۔ ۵۔ ہنسا۔ ۶۔ پسینہ آ جانا۔ ۷۔ بیہوشی اور لولہ نہ سنا۔



جب گودو نانک صاحب اد ایل عمر میں اپنی دکان میں رو پر گن رہے تھے۔ نو۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ گنے ہوئے تیرہ تک پہنچے۔ جب تیرہ زبان سے نکلا۔ تو حالت ہی بدل گئی۔ تیرا۔ تیرا۔ تیرا ہی کرتے رہے۔ اس سے اگے نہ بڑھ سکے۔ تیرا۔ میں تیرا۔ پر بھو میں تیرا کہتے ہوئے گھر بار چھوڑ دیا۔ اور بھگوان کے ہی ہو گئے۔

## بھگوان بھگت کے بس میں

نرگن برہم نے اپنے بھگتوں کے شدھ دھیان کی خاطر سنگن اور ساکار برہم کا روپ دھارن کیا ہے۔ بھگوان پہلے پہل اپنے بھگتوں کی بہت آزمائش کرتے ہیں۔ انہیں بہت سخت مشکلوں اور تکلیفوں میں رکھتے ہیں۔ پھر وہ سچ سچ بھگتوں کے بس میں ہو جاتے ہیں۔ بھگوان کرشن کہتے ہیں۔ میں اپنے بس میں نہیں ہوں۔ میں تو بالکل بھگتوں کے قابو میں ہوں۔ انہوں نے میرے من پر قبضہ کر لیا ہے۔ جب انہوں نے میری خاطر سب کچھ نیا گ دیا ہے۔ تو میں ان کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔

بھگوان دیا اور پریم سے بھر پور ہیں۔ اسی لئے انہیں دیا ساگر کہتے ہیں۔ گنگا اور جمنہ کے پانی کی مانند انکی دیا بہتی ہے۔ کوئی لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ بھگوان نے اپنے تیش اپنے بھگتوں کے پاس سج دیا ہے۔ وہ دنیا کی نظر میں بچہ تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ تا کہ ان کے بھگتوں کا دکھ دور ہو۔ پھر کوئے انکی چچانی میں حضور کر لگا کر جو زخم کیا تھا۔ اس کے نشان کو وہ بطور زبور اپنے جسم پر دھارن کرتے ہیں۔ اپنے بھگتوں کی کھوپریاں مالکے طور پر اپنے گلے میں پہنتے ہیں۔ اپنے بھگتوں کے پاؤں کی خاک کا نڈک اپنے ماتھے پر کرتے ہیں۔

بھگوان نے برہما د سے ان الفاظ میں معافی مانگی تھی۔

میرے عزیز اتیری عمر چھوٹی ہے۔ اور تیرا بدن بہت نازک ہے۔ وہ تیرے ظالم باپ کے ظلموں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ایسے ظلم میں نے سمجھی نہیں دیکھے۔ اس لئے اگر مجھے تیری مدد کیلئے آنے میں دیر لگی ہو تو معاف کرنا۔

راج کی سہائیا کے لئے اپنا چکر بچہ لکر لکر مجھ کو مارنے کیلئے دوڑے آئے۔ اسی طرح ہمیشہ اپنے بھگتوں کی رگتا کرتے آئے ہیں۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایودھیا کے روپ کا لنگی بھگوان رام کی پوجا میں بہت مشغول تھے۔ اور لوگ میں جا کر سرکاری معائنہ کا کام کرنا تھا۔ وہ بھول گئے۔ تو بھگوان نے خود انکا روپ دھارن کیا۔ اور سکولوں کے انسپکٹر بن کر جسٹر میں دستخط کر آئے۔ اسی طرح جب پنجاب میں ایک سیاہی بھگت اپنی ڈبونی چھوڑ کر سنگرتن میں چلا گیا تو بھگوان رام نے خود سیاہی بن کر سرہ دیا۔ دکن میں غنہ منجور کے ٹرولیا در مقام کے رہنے والے مشہور راگی بھگت شری نیاگ راج کی پاکی بھگوان نے اپنے کندھوں پر اٹھائی۔

سب جانتے ہیں۔ کہ جب جیل میں مرتے وقت شری رام کی گود میں لیٹا ہوا تھا۔ تو رادھ کے نیچے سے سینٹا جی کو چھڑانے کی کوشش میں جو زخم لگا۔ وہ تھے۔ انکی سریم جی کو زخم لگا۔ اور اپنے ہاتھ سے کی۔ اپنے بالوں سے اس کے بدن کو پونچھا۔ بھگوان کے دل میں اپنے بھگتوں کے لئے از حد پریم ہے۔

جب لڑکے نامہ پونے بھگوان کرشن کی مورتی کو بھوک لگایا۔ تو بھگوان کو انسانی روپ اختیار کر کے شرجن کو کھانا ہی پڑا۔ مہا بھارت کے میدان جنگ میں ارجن کا رتھ بھگوان کو چلانا پڑا۔ دودھی کی بیکار سن کر اسکی رگن کیلئے دوا کا سے بھاگا۔



جب میراں بائی نے دریا میں کودنے کیلئے چھلانگ لگائی جاسی تو بھگوان کرشن اُسکے آگے کھڑے ہو گئے اور اُس کو اپنی گود میں لے لیا۔ اندھے بھلا منگل کو لکھی سے پکڑ کر برندن تک چھوڑ کر آئے۔ جب اُنکا ناٹی بھگت سیار ہو گیا تو راجہ کی سیوا کا کام اپنے کندیلوں پر لیا۔ ناٹی کی غیر حاضری میں راجہ کے پاؤں دبلنے پڑے۔ فرسی منہ کی لڑکی کی شادی کا انتظام خود کیا۔ فرسی کے پیتا کے شرادھ کیلئے گھی لائے۔ اور فرسی کی استری کی گالیوں کو آرام سے مسنے رہے۔ اپنے بھگت داما کا قرضہ ادا کرنے کے لئے قلاب کے پائس روپیہ لے جانے کیواسطے خدمتگار کا کام کیا۔ پندرہ پور میں اپنے بھگت کے لئے کھانا کھوادا غرض کو نسا کام ہے جو بھگوان اپنے بھگتوں کیلئے نہیں کرتے آئے۔ بھگوان بڑے دیالو ہیں۔ جب اُن کی کرپا کا خیال کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں خاموش اور گونگ بن جاتا ہوں۔ اے پریم مجھے پیچ اُن ناستکوں، مادہ پرستوں اور سوشلسٹوں پر جو ایڈر کو نہیں مانتے۔ بہت رحم آتا ہے بھگوان انہیں ٹھیک سمجھ دیں۔ اور اُنکا کلیان کریں عقل تب ہی عدسے سکتی ہے۔ جب بھگت راستہ پر استعمال کی جائے۔ اور اگر بڑے خیالات اور بڑے سنسکاروں سے بھر جائے۔ تو یہی عقل بھر جاتی ہے اور رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ اب میں ایک شبہ عقلی سادھنوں کے متعلق عرض کروں گا۔ شاستریوں کا تو ادانت ہی نہیں ہے وہ یا پڑھے جانیے کبھی ختم ہی نہیں ہوئی۔ گیان حاصل کرنے کیلئے بہت کچھ ہے۔ وقت بھڑا ہے اور رکاویں بہت ہیں۔ اسلئے ہر ایک جنر کا عطر گڑ بن کرنے کی کوشش کریں جس طرح کہ ہنس دودھ بی لیتا ہے اور اُس کا پانی چھوڑ دیتا ہے۔ امرت کی سندان جاگو۔ اپنی آنکھیں کھولو۔ اصل عطر یعنی ایڈر کو ڈھونڈو۔ ہنساری تکلیفیں اور دکھوں کو یاد رکھو۔ موت کو یاد رکھو۔ بہا تاروں کو یاد کرو۔ ایڈر کو یاد کرو۔ اُس کا نام نکالو۔

”ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن۔ کرشن کرشن۔ ہرے ہرے“  
بھگت پیدا کرو۔ بھاگوں کی سیوا کرو۔ ایڈر کی موجودگی سر جگہ محسوس کرو۔ اسی جنم میں۔ بلکہ اسی سیکڑ میں بھگوان کرشن کے درشن کرو۔ ایک شاندار بھگت اور جیون مکت جو اور آئندہ اور شاستی کی کرپاں چاروں طرف پھیلاؤ۔ دوستو! یاد رکھو۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے امیر تیرے اپنے آئندہ اور جیون کی راحت۔ برندن کے بنسی والے کو نہ بھولو۔ اُس کا منتر ہمیشہ دہراؤ۔ ”ادم نو بھگوتے واسدو آئے“  
بھگوان کرشن کی کرپا آپ سب پر ہو۔

## روحانی دایری

ایک روحانی ڈائری بناؤ۔ اُس ڈائری میں لکھتے جاؤ۔ کہ تم کتنی دفعہ وشروں پر ناراض ہوئے۔ اور اُن کا دل دکھی کیا۔ یہ بہت ضروری ہے اگر تمہیں پیچ غصہ آتا ہے۔ یا اوروں کو تکلیف دینے میں آتا ہے تو اپنے آپکو سزا دو۔ شام کو بھوجن نہ کرو۔ چاب زیادہ کرو۔ اپنی ڈائری میں لکھو۔ میں دن میں دو مرتبہ انسان میں ایڈر کو دیکھنا بھول گیا۔ اگر دو سال تک ایسا کرو گے تو بلاشبہ بہت شانتی حاصل کرو گے، تمہاری آتما بہت بلوان ہو جائیگی۔ اور قوت ارادی بہت مضبوط ہو جائے گی۔ بہت سی تکلیفیں روکھ اور دائمی فکر ختم ہو جائیگی۔ پریم پڑھے گا۔ تم بالکل بدل جاؤ گے۔ یقیناً تم دیوتا بن جاؤ گے۔ پیارے دوستو! کیا تم اسی دن اسے جب تم یہ سطور پڑھو



یعنی آج سے ہی ایسا عمل شروع کر دو گے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ ڈائری کے ورق اٹھو۔ اگر تم سر روز میں غلطیاں کرتے ہو تو تم چھ مہینہ کے بعد صرف پانچ کرو گے۔ اور ایک وقت وہ آئے گا کہ تم ایک دن میں ایک بھی غلطی نہیں کرو گے، لیکن قرینہ کلن اسی قسم کی ڈائری رکھا کرتا تھا۔

اگر تم ایک اچھلی کو پانی سے باہر نکال کر کنارے پر رکھ دو۔ وہ از حد تکلیف کے ساتھ پٹ پٹ پٹانے لگے گی۔ وہ پانی میں دوبارہ داخل ہونے کے لئے تڑپے گی۔ اگر ایک لڑکے کو گڑھا کے ٹھنڈے پانی میں تھوڑی دیر کے لئے رکھو تو وہ بہت گھبرائے گا۔ وہ روٹے گا۔ اور پانی سے باہر نکلنے کے لئے چلائے گا۔ اگر کسی آدمی کے مکان کو آگ لگ جائے تو وہ فوراً فائر بریگیڈ کے دفتر میں دوڑے گا۔ اور آگ بجھانے کیلئے فوراً قدم اٹھائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں ایسٹور پڑتی ہے لے ڈی پیس۔ ڈی ٹرپ۔ ڈی اسٹین اور سنجیدگی ہے۔ جو اچھلی کو پانی میں جانے کے لئے لڑنے کو پانی سے باہر نکلنے کے لئے اور اس شخص کو جس کا مکان جل رہا ہے۔ آگ بجھانے کے لئے ہے۔ تو وہ ایک لیکنڈ میں ہی ایسٹور پڑتی کرے گا۔ اس میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں۔ اس لئے اے بھگت جنو۔ اپنے سادھنوں میں بہت سنجیدگی سے لگے رہو۔ بھگوان کے چرن کس میں ابھی دوڑ جاؤ۔ جو لوگ پریم کے مارگ پر چلنے میں ڈھیلا دھڑھالے ہیں۔ انہوں نے یہ دنیا بھی کھو دی ہے۔ اور ایسٹور کو بھی کھو دیا ہے۔ وہ ہوا میں سرینچے کے ٹکڑے ہیں۔ بد نصیب شخص ہیں۔ ان کی حالت واقعی قابل رحم ہے۔

اگر لیکنڈ کے جو شخص حقہ کے لئے بھی یا جتنی دیر آنکھ کو بند کرنے اور کھولنے میں لگتی ہے، تمہارا من بھگوان کے چرن کس سے دور نہیں بھاگتا۔ گویا کہ تمہارا پریم ہر وقت نبل کی دھار کی مانند رہتا ہے۔ تو تروکی کی دولت تمہارے قدموں پر پڑی ہوگی۔ بھگوان اس قسم کا وعدہ یقیناً دیتے ہیں۔ وہ ایسے بھگت کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ جہاں بھی وہ جانا ہے۔

من ایسا شدھ بھو جینے نزل نیر

یا چھے یا چھے ہری پھر کت کبیر کبیر

ایسے پڑی کی خاک پا کو سر پہ لگاتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایسٹور پریم یا بھگت آخری عمر میں جب آدمی کھڑا کاروبار چھوڑے۔ یا ملازمت سے پیش لے لیوے۔ کرنا چاہیے، یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ کیا اس بات کی کوئی گارنٹی ہے۔ کہ تم اتنی عمر تک زندہ رہو گے کیا ایسٹور نے تمہیں اس قسم کی دستاویزی دی ہوئی ہے۔ اس وقت دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ اپنے کپڑے سکھا لو پتہ نہیں کب بمقام شروع ہو جائے۔ اس وقت ہوا چل رہی ہے جو کام لینا ہے۔ اس سے ابھی لے لو۔ وہ ہمیشہ نہیں چلتی رہے گی۔ جوانی کی عمر میں ہی روحانی بیج پھلو۔ بڑھاپے میں تمہارے اندر سادھن کرنے کی طاقت نہیں رہے گی۔

گیان کیا ہے۔ جس طرح تم بڑے میں دھاگہ برتنوں میں مٹی۔ زبور میں سونا۔ ہتھیاروں میں لوہا۔ میز کرسی میں لکڑی دیکھتے ہو۔ اسی طرح آتما یا ایسٹور کو تمام جانداروں کے اندر دیکھنا اور محسوس کرنا کہ ایسٹور تمہارے دل میں کتنا ہے۔ گیان اس حالت میں خود بخود ہی آجاتا ہے۔ پریم بیج یا مانا ہے اور گیان پھل یا بیٹا ہے۔ آخر میں اُمرت کی سنتان۔ اپنے مرکز کو نہ بھولو۔ ایو دھیا کے دھنشن دھاری بھگوان رام کو نہ بھولو۔ وہ تمہارا لاناوی دوست ہے۔ راحت ہے۔ آند ہے۔ اس کی شرن لو۔



## پریم کے موتی

پریم کے مادگ کا ہر ایک مسافر شروع میں گھبراہٹ۔ مایوسی اور نا اُمیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کو دور کرنے کے لئے دو ایک، دو چار۔ پراختنا اور ہری نام کا گائٹ کرنا ضروری ہے۔ یہ گھبراہٹ صرف چلتے پھرتے بادل کی طرح ہے۔ یونہی دڑنے کی ضرورت نہیں۔ ذرا محتاط رہو۔ یہ حالت خود ہی جاتی رہے گی۔

عاجزی جوش کو پریم سمجھنے میں غلطی نہ کرو۔ جب کبھی گھبراہٹ محسوس کرو۔ تو علیحدہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر بھگوان کا نام گاؤ۔ تاکہ دل بچھل جاوے۔ خاموشی سے گاؤ۔ اُونچے گانے کی ضرورت نہیں۔ یہ گھبراہٹ کو دور کرنے کا آسان طریقہ ہے۔ زور سے اُچھے اُچھے رونا اچھا نہیں۔ یہ کمزوری ہے۔ جب کبھی دھیان کی حالت میں الٹیوری پریم کی حقیرا ہٹ محسوس کرو۔ جو رگ نہ سکے۔ تو اس پریم کے موتیوں کو آنکھوں سے آہستہ آہستہ دھو۔ ایکانت میں جب تمہارا من بھگوان سے ملاؤ۔ تو پریم کے قیمتی آنسو بہاؤ۔ اوروں کے سامنے نہ رو دو جس وقت جدائی کی آگ سے دل بکھلتا ہے۔ اور پریم کا سمندر من میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ تو یہ آنکھوں کے راستہ قیمتی موتی بن کر ٹپکتا ہے۔ بعض لوگوں کو رونے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور یونہی اُن کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ پڑتے ہیں اس کا پریم سے کوئی سمبندھ نہیں ہوتا۔

بعض لوگ بھگت ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔ اور جھوٹے آنسو بہاتے ہیں۔ تاکہ اُن کے ہمسایہ خیال کریں۔ کہ وہ بڑا بھگت ہے۔ اور ہمدردی کے طور پر اُن کے ہمسایہ بھی رونے لگ پڑتے ہیں۔ اس قسم کے رونے والے لوگوں کے گروہ کا نظارہ سیکرٹن میں عموداً دیکھتے ہیں آتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے دلوں کی تہ میں بھگتی کا انش مانز بھی نہیں ہوتا۔ الٹیوری کا پریم بہت قیمتی نعمت ہے۔ کسی مرد یا عورت کے پریم یا بھگتی کو دیکھنے کے لئے رونا ہی ایک میعار نہیں۔ اس لئے ایک مہشوعی بھگت کے مگرچہ کے آنسوؤں کو کبھی الٹیوری پریم کے اصلی موتی نہ سمجھو، ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص بیرونی طور پر نہ روئے لیکن وہ ایک سچا خاموش پریمی ہو۔

اپنے من کے کوڑا دکھو۔ پریم کی بجلی کی چمک من میں اُٹھنے دو۔ پریم کے تیر کو اپنے اندر تک چلا جانے دو۔ من کو پریم کے راگ سے بھر دو۔ اپنے آتما کو پریم آتما سے ملا دو۔ دل کے کمل کو کھلنے دو۔ تاکہ اس کی بھینتی بھینتی الٹیوری خوش ہو، اُو کو معطر کر دے۔ اپنے من کی نارول سے الٹیوری پریم کی تان نکالو۔ پریم کے آنسوؤں سے رخسار تر ہونے دو۔ تاکہ تمہارا روم روم پریم کے وجد میں آ جاوے۔

بھگوان دیا کے سمندر میں وہ اپنے بھگتوں سے لانا تھا پریم کرتے ہیں۔ وہ تبت پادوں ہیں۔ یا یوں کو شہدہ کرنے ہیں انہوں نے اہل اور بیگلا ویشیا کے لئے بھی اپنے بازو پھیلا دیئے تھے۔ جنگ میں ارجن کا رتھ ہانکا۔ درویدی اور کھنڈر کا رتھ کے لئے دوڑے۔ نرلوی کا مالک ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے بھگتوں کے غلام ہیں۔ ایسے پر بھو سے پریم کرو۔ من کی بچھری ہوئی کرلوں کو بیکسو کرو۔ بھگوان کے نام کا جاپ کرو۔ تمہارے آئندہ کی کوئی تھک نہیں رہے گی بھگوان تمہارے من میں ہی رہیں گے۔

بھگوان نارائن تمہیں اپنی گود میں لے لیں اور الٹیوری پریم اور پرمانند کے پوتہ جل میں تمہیں نشان کرائیں۔ اوم نامی



# پریمی کا جیون

از۔ کوی لوکناکھ دِل

ادبھت ہے پریمی کا جیون

مکتی مانے پریم کا بندھن  
اودا لہرت گھٹ ناگوں کے بھین  
آنند سمجھے پتھ کی اُلجھن  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

لے سُدھ ہو کر کر لے چنن  
آپن بھرتے بھرتے سمن  
پلنیں ٹوند کے پائے ورسن  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

پیا کی ٹھوکر سمجھے پاؤن  
پیا کے پتھ کی دھولی جیندن  
پیا کی پندر ج اُتم اُلجھن  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

ادبھت ہے پریمی کا جیون

اُم میں اگنی نینوں میں گھن  
جیوں جیوں یاد آ جائے ساجن  
سنکے جوالا بر سے ساون  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

نین برستے تب اُٹھتا من  
ورشار تو میں چل جاتا تن  
دُکھ سے میری ٹھک سے اُن بن  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

کانٹوں میں تل جائے جو بن  
مرمر کر پائے جیون دھن  
یہ ہے پگلے کا پاگل بن  
ادبھت ہے پریمی کا جیون

ادبھت ہے پریمی کا جیون

پیا کا گام کہے برندا بن  
پیا کا دھام کہے اُتی پاؤن  
پیا کا نام کہے من موہن

ادبھت ہے پریمی کا جیون



# مرحوم شمس الدین عینی محمدی کے کمر بستہ

از جناب حکیم ریکل اس جی مقنطر شفا خانہ کلید صحت

## پہلا نظارہ

پناہی۔ یہ آپ کا خیال خام ہے۔ آپ ہرگز البثور نہیں ہیں۔ البتہ تمام منشیوں کی طرح آپ بھی البثور کی  
نش یعنی البثور کے اثرات پتر ضرور ہیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آج تک جو جو منشی اگیان (خودی) کے لبس ہو کر  
البثوری دعوے کرتے آئے ہیں۔ ان کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ کہ میں آپ کا پتر ہوں۔ آپ (پناہ) کو اپدیش دینا  
مجھے یوگیہ نہیں ہے۔ لیکن دیرم شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ انسان عمر دولت اور جسم کے لحاظ سے نہیں بلکہ علم و عمل  
کے لحاظ سے ہی بڑا مانا جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو اپدیش نہیں کرتا۔ بلکہ بنی کر تا ہوں۔ کہ آپ البثوری دعوے اچھوڑ  
دیکھئے۔ اور سچے دل سے مجھ کو ان کا نام لیوئے۔ آپ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ آج تک جو جو دکھ آپ نے مجھے دیئے ہیں۔  
البثور کی دیا سے وہ دکھ تو مجھے محسوس بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ اگر سچ لوچھئے تو... ان مصیبتوں میں مجھے اپنے پریمی جھلکس  
نظر آتی رہیں۔ اسلئے میں دوبارہ دست بستہ و بنی کر تا ہوں۔ کہ آپ اپنے سرور سے اگیان کو مٹا دیجئے۔ اور تپ خود  
اور مجھے اور اپنی سفایا کو اس سرور دیا یک پرمانہ کے بھجن کرنے کی آگیا دیجئے۔

بد زبان۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ خبردار۔ اگر پھر مرے سامنے اس البثور کا نام لیا۔ تو منہ سے زبان نکلو  
لو لگا۔ کہ امی میں لپیوا ڈالوں گا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو ڈالوں گا۔... جلا دو! ادھر آؤ۔ جلدی کرو۔ اس لوہے کے ختم کواگ  
سے لال انکارہ کر دو۔ اہہ اس نابکار کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ کر اس ختم سے باندھ دو۔ تب میں دیکھوں۔ کہ کہاں  
ہے۔ اس کا رکھشک جس کو تبار بار یاد کرتا ہے

محہ میں ختم میں کھڑک ختم میں جاں دیکھوں ناں رام ہی رام  
مور کہ تیا سمجھ نہیں تچہ کو شکل دستوں میں رام ہی رام  
محہ کو ڈرایا جا رہا ہے کس سے؟ ختم سے۔ آہا۔ مجھ کو تو اس میں پیارے رام کا نور ہی نور نظر آ رہا ہے۔ میرے



رام روپ جلاؤ۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی ختم کو چٹ جاتا ہوں۔ دیکھئے میرا رام کس طرح میری رکھشا کرتا ہے۔

### کمر شرم محبت

یہ کہتے کہتے ہم بھگت پر ہلا دئے ختم کو گلے سے لگایا۔ ختم ٹھنڈا ہو گیا۔ پریم روپ (پرمانا) نے نرسنگھ روپ دھاندل کر کے بھگت کی رکھشا کی اور ہرناکشپ کو بلیکٹھ ادھام پہونچایا۔

## دوسرا نظارہ

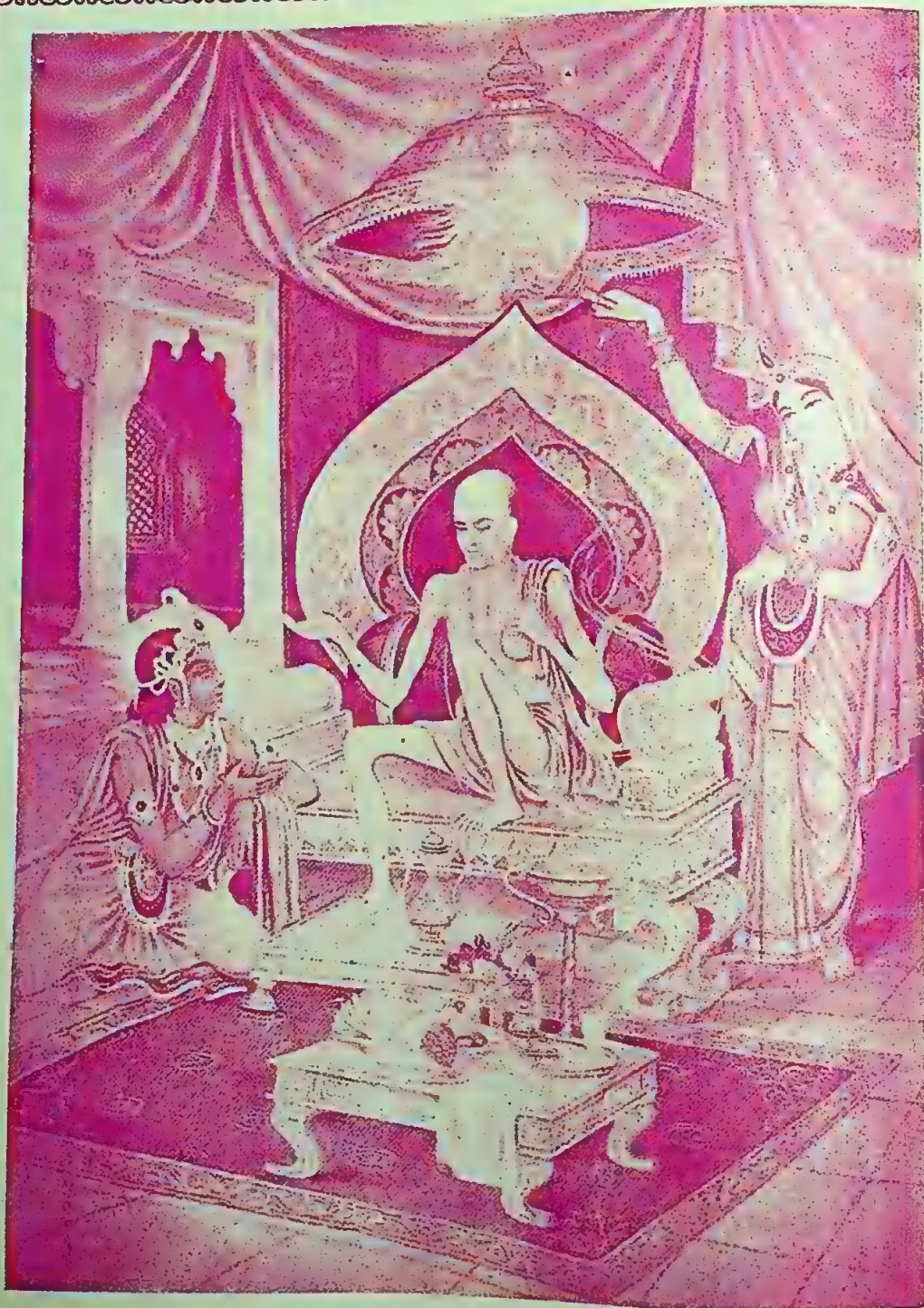
پیارے کرشن تیرا نام تو دین بندھو ہے۔ امتر باجی ہے۔ بھگت رکھشک ہے۔ کیا تم نے آج اپنے نام تبدیل کر دیئے ہیں۔ جو میری اباد کو نہیں آئے۔ اگر تم دین بندھو ہو تو اس وقت مجھ سادین اور کون ہو گا۔ اگر تم امتر باجی ہو تو اس وقت میرے اندر کی پکار کیوں نہیں آئے۔ اگر تم انا نام بھگت رکھشک ہے تو اس وقت میری رکھشا کیوں نہیں کرتے۔ پریم اس وقت صرف تو ہی ہے جو میری رکھشا کر سکتا ہے۔ میرے پانچ بہادر رکھشک دھرم کی زنجیر میں بندھے بنکھٹے ایک دوسرے کا منہ تک لے رہے ہیں۔ اور دشت لوگ اپنی من مانی آؤدھ پوری کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ کیا آج آپ کے ہرے سے برابر پریم نکل گیا ہے؟ کیا میں آپ کی بھگت نہیں ہوں؟ میں نہیں پریم اوم ہے۔ آپ مجھ کو سرگز ہرگز نہیں بھول سکتے۔ آپ کے نہ آنے میں بھی کوئی عراذ کی بات ہوگی۔ جس کو میں کم عقل نہیں سمجھ سکتی۔ اچھا اگر تیری یہی مرضی ہے۔ تو میری بھی یہی مرضی ہے۔ لیکن میرے کرشن! یاد رکھنا۔ کہ اس میں مجھ سے زیادہ بدنامی تھپادی ہوگی۔ پھر کوئی بھی تمہارا نام نہ گے گا۔ اور نہ ہی بھگت کرے گا۔ پیارے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میری بے عزتی میں تیرے ہاتھ کیا آئے گا۔ اٹا تیری رسوائی ہوگی۔ لوگ طعنہ زنی کریں گے۔ کہیں گے واہ۔ کرشن تو خود عرص ہے۔ اپنی دانیوں میں مست رہتا ہے کسی کی پکار تو سنتا ہی نہیں۔۔۔ زیادہ کیا کہوں۔ توں جان

یہی پکار کر رہی تھی۔ کون؟ راج درویدی تیری۔ ویراجن کی دہر تپنی درویدی۔ کہ اتنے میں دو شا سن نے سادھی کو پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ ادھر تو درویدی کا دل بھٹ گیا۔ اور ادھر پریم اوتار کرشن کے پریم کا سمندر موجزن ہوا۔ بھر کیا تھا؟ دستل ہزار ارج بل ڈھیلے گھٹیو بند و گرجر۔ یعنی دس ہزار ہفتی کا بل رکھنے والا دو شا سن تو سادھی اتارنے آتا رہا۔ مگر درویدی کی دواگر سادھی ختم ہونے میں نہ آئی۔

## تیسرا نظارہ

پریم آخر تو تم سنتری جاتی ہی ہو۔ تم کو کیا خبر کہ مانگے میں کتنی شرمساری ہوتی ہے۔ مانگنے سے مرنا ہوتا ہے۔ مجھے دل چاہتا ہے۔ اٹا سفر کی تکلیف ہوگی۔ اور یہ تو میرا شری رکھشا کرنے سے بھی انکار کر دے گا۔ اگر میں کسی نہ











کسی طرح وہاں پہنچ بھی جاؤں۔ تو وہاں مجھ غریب کو کون پہچانے گا۔ کہاں شاہ آند کہاں گدا۔ کہاں آفتاب اور کہاں ذرہ ناچیز۔ بادشاہ لوگ بادشاہوں کی ہی قدر کرتے ہیں۔ مجھے تو وہاں بجائے بھیک کے دھکے ملیں گے۔

بران ناخن مجھے سخت تعجب ہو رہا ہے کہ آج آپ اپنے ہتھیار منتر کے متعلق ایسی بے دشوا سی ظاہر کر رہے ہیں۔ ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ آپ وہاں جائیں۔ اور آپ کی قدر نہ ہو۔ میرا من تو یہ کہتا ہے۔ کہ آپ کی دہاں قدر ہوگی۔ آند تو بھی ایسی کہ جس کو شک نہ دینا جبران ہو جاوے گی۔ اگر وہ آپ جیسے غریب کے ساتھ بے پرواہی سے پیش آویں گے۔ تو پھر ان کو غریب خانا کون کہے گا۔ پھر تو وہ امیر لڑائی کے جاویں گے۔ ان کا نام دین بندھو ہے۔ دین دیال ہے۔ جو کہ آپ دین ہیں اس لئے وہ آپ ہی کے بندھو بنیں گے۔ آپ دین پر ہی اٹکی دیا لیا ہوگی۔ کہو کہ دیال کی عزت ہی دین کو ہوتی ہے۔ میری آپ سے دست بستہ دینی ہے۔ کہ آپ عزت ان کے پاس جانیئے۔ اور میری طرف سے یہ بھینٹ بھی لے جانیئے۔

میں بھی کیا نادان ہوں۔ کہ عقل استری کی باتوں میں اگر مانگنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ آند تو بھوکے لیس ہو کر ان کی طرف چل پڑا۔ دھکا دے اس کو بھوکے پر۔ کہ اپنے پیٹ کی خاطر اپنے منتر سے کھانے کو مانگوں۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں منتر نامر جاؤں گا۔ مگر اپنے دوست سے کچھ نہ مانگوں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا۔ میرے منتر کا محل آگیا۔ یہاں شاہی محلات میں مجھ غریب کو کون پہچانے گا۔ انوس میں نے آنے میں سخت غلطی کی۔ اب محل کے اندر جانے سے تو واپس چلنا ہی بہتر ہے مگر نہیں واپس بھی نہیں۔ یہاں دروازہ پر ہی بندھ جانا ہوں۔ جب باہر نکلیں گے اور نہیں درشن تو ہر جا میں گئے۔

پر یہ۔ جلدی کرو۔ میرا منتر آگیا ہے۔ میں ان کو لینے جانا ہوں۔ تم جلدی آرتی کا سامان تیار کرو۔ کیوں منتر۔ باہر کیوں بیٹھے ہو۔ کیا مجھ پر ناراض ہو گیا نہیں اندر آنے میں شرم آتی ہے، کچھ بولو تو نہی اور یہ بھی تو بتاؤ کہ میری بھائی صاحبہ نورانی خوشی ہیں۔ بھائی صاحبہ سچ کہتے ہیں بھائی آئی بھائی گئے۔ جب سے تم نے شادی کی ہے پھر سے درشن بھی نہیں ہوئے۔ آج بہت ہی کرایا کی۔ کہ اپنے منتر کو بہت دنوں کے بعد یاد کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور منتر آند لند جلدی۔ یہ سب کچھ تمہارا ہی تو ہے اور میں بھی تمہارا ہی ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پر یہ۔ تم بھی ادھر آؤ۔ اور آرتی کا سامان لاؤ۔ میں اپنے منتر کی آرتی اتار دوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ منتر۔ اپنے تو بتاؤ۔ کہ میری بھائی جی نے میرے لئے کیا تحفہ بھیجا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ اس نے عزت کوئی امداد تحفہ (بھینٹ) میرے لئے بھیجی ہوگی جسے تم ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ مگر میں بھی کب چھوڑنے والا ہوں۔ تم تو میری بچپن کی عادات سے بخوبی واقف ہو۔ کہ جس کام کو چاہا۔ پورا کر کے چھوڑا۔ دیکھو۔ تم وہ تحفہ بغل میں چھپا رہے ہو۔ مگر میں نہیں کب چھپانے دوں گا۔ ادھر لاؤ۔ جلدی کرو۔ کہ میرا دل اس تحفہ کے لئے بے چین ہو رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسا لطف۔ ایسا ذائقہ۔ پر یہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تک میں نے جو جو انبک یاد رکھا تیرے ہاتھ سے بنے ہوئے کھائے ہیں۔ ایسی لذت کسی کھانے میں بھی نہیں آتی۔ اس تحفہ میں کچھ اور ہی پریم کی لذت ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ منتر کیا دوں۔ اس بھری بھینٹ کے عوض تم کو کیا دوں۔ مجھے تو کوئی چیز نظری نہیں آتی۔ جو اس پریم کی بھینٹ کے بدلے میں دوں۔

پریم کا لکس (سواد) ادھر بھگت مسکاماں اپنی ناچیز بھینٹ (چادلوں) کا خیال کر کے شرم سے پانی



پانی مٹوا جا رہا ہے۔ ادھر پریم روپ دکھن جی اپریم کی بھینٹ کھا کر مست بے خود ہو رہے ہیں۔ ان کو جو لطف آ رہا ہے وہ چادلوں میں نہیں بلکہ پریم میں ہے۔ آخر پریم سرور پریم کے بس ہو کر اپنے پریمی سے کہا ہے تیرے لوگ میں کوئی چیز نہیں جو پریم کے بلے دی جاوے تیری بھینٹ منظور ہوں اب میری بھینٹ لجاوے دو لوگ کی نشانی دیتا ہوں لیکن مجھ کو مسرور کرو انمول بھینٹ کے بدلے میں نا چیز بھینٹ منظور کرو

## جو تھا نظارہ

واہ ری قسمت عجیب گل کھلایا۔ جو کچھ پاپس تھا۔ وہ بھی گنوا با پریم نے سوچا تھا کہ راستہ کی تکلیف سے بچ جائیگی۔ مگر یہاں پہنچ کر تو مصیبتوں کا پہاڑ اُٹھا۔ بغیر پیسے کے تو کوئی بات ناک بھی نہیں سنتا۔ نہ کوئی دانت نہ کوئی منجھوار۔ نہ کوئی بازار۔ کہ جس کو اپنی داستان مصیبت سنائی جاوے، ہم نے تو راشن کے لیٹروں سے بچنے کے لیے تندرست ہو جی تھی کہ چلے نقدی اس بھگت کے پاس چھوڑ دی جاوے اور اس نے گناشنہ کے نام منڈی لکھا دی اپنے اس گناشنہ کے نام کچھ کا پتہ نہ نشان۔ اب صرف یہی منڈی ہے۔ ایک کاغذ کا پتہ چائے اور چھبیں چائے بچھا ہیں۔ واہ رے زری تو بھگت بنا پھرنا ہے۔ دانش کے بھگت اور انتر میں کیٹ۔ اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ یہ نسب دہوکا بازی ہے تو ہم اپنے پاس سے تو نقدی نہ کھول دیتے۔ اور نہ یہ مفت کی چٹنا لیتے۔ واہ ری قسمت۔

## پریم کی شکتی

تیرے یا تری بار بار منہ ٹی کو دیکھتے ہیں اور کھٹی آپس بھرتے ہیں، منڈی نرسی بھگت نے لکھی ہے اپنے پریم گناشنہ بھگت دکھشک۔ دین بندھو۔ پریمی بالک آئنا کتہ، سناول شاہ (بھگوان کرشن) کے نام۔ مگر یہاں ددار کا پوری کاچہ چہ چھان مارا لیکن سناول شاہ نہ ملا۔ بیچارے مالوس ہو کر واپس جانے کو تیار تھے۔ کہ پریم سرور پریمی پالک بھگت جنوں کی لاج رکھنے والے بھگوان کرشن نے کادروپ دھارن کر کے باتریوں کے پاس آئے اور پوچھا کہ یہوں بھائی جی کیا آپ ہی کے پاس ہمارے شاہ جی زرنسی جی کی منڈی ہے۔ لاڈ منڈی ادا اپنے دام ایک ایک کر کے گن لو۔ تیرے یا تری یہ سن کر بارخ بارخ ہو گئے۔ اور پریم روپ سناول شاہ جی نے منڈی کے سرسرا نکھوں پر رکھی اور نام رقم گن کر یا تریوں کے حوالے کی۔

اور سٹری مکھ سے یہ فرمایا ہے  
دین دکھیدوں کا سہارا بس میرا ہی نام ہے  
اور رکھنا لاج بھگتوں کی یہ میرا کام ہے

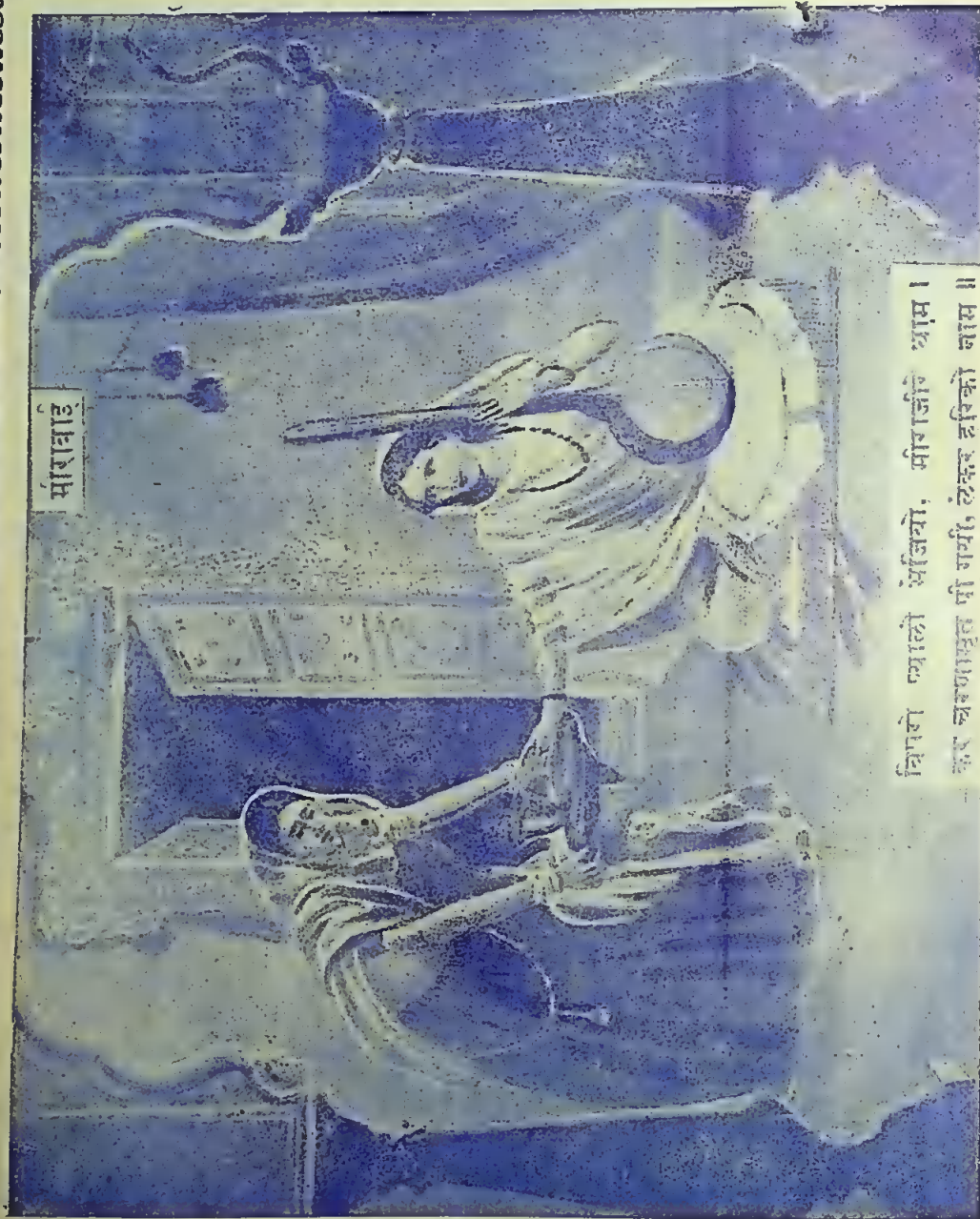
## بایچواں نظارہ

رانا۔ ظالم رانا تیرے ڈرانے سے تیرے دہمکانے سے یہ لگی ہوئی آگ مجھ نہیں سکتی۔ توں لاکھ سمجھا



मारावाडे

विपरीत ज्योती खेजियो, मीराजीने आम ।  
कर चरणाभ्युक्त पी गर्वित, लंकर हरिको नाम ॥









کروڑ دہکائے۔ مگر یہاں جس کے ساتھ لگن لگ چکی ہے لگ چکی ہے۔ اگر تو میرا امتحان لینا چاہتا ہے۔ تو بیشک لے  
 یہاں کیا پرواہ ہے بیشک مشہور ہے کہ سایہ کو آج نہیں۔ امتحان سے کون ڈرتے ہیں؟ جھوٹے پریمی۔ مگر جو سچے پریمی  
 ہیں وہ کب شکست کھاتے ہیں۔ سچے پریمی اپنے پریم کے جرنوں پر سیس پھراؤ کر دیتے ہیں۔ مگر آفت تک نہیں کرتے  
 کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپنی اسیں بچھاؤ کر کے پھر اپنے پریم میں ہی سما جاتے ہیں۔ دوتی دوڑا دیتی ہے۔ پریمی اور  
 پریم ایک ہو جاتے ہیں۔ اور میں۔ تو کا بھیا دٹ جاتا ہے۔ آہ۔ میں بھولی جو اپنے دیور رانا کو ظالم کہا۔ نہیں رانا  
 ظالم نہیں۔ بلکہ میرا محسن ہے۔ میں میرے محسن رانا مجھے تیرا مشکرو ہونا چاہیے۔ کیونکہ تیرے ظلموں کی وجہ سے میرے  
 ہر وہ میں پر بھو پریم اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اور میرے ہر دے میں پورا دشوا اس ہو گیا ہے۔ کہ میرا پریم ہر حال میں  
 میرا کھشک اور مددگار ہوگا۔ تو کون۔۔۔۔۔ داسی۔۔۔۔۔ رانا کی داسی تو یہاں کہاں؟ آؤ  
 ۔۔۔۔۔ سناؤ تو سہی کہ یہ ہاتھ میں کیسا پیالہ ہے۔ کیا رانا نے میرے لئے زہر بھیجا ہے؟  
 نہیں۔۔۔۔۔ رانی صاحبہ زہر نہیں۔ بلکہ یہ تو بھگوان کرشن کا تیرے پریم کا چرن امرت ہے۔  
 چرن امرت بھگوان کا چرن امرت۔ اور بھینچنے والا کون؟ رانا۔ میرا کا دشمن بھگوان کے نام سے چڑنے  
 والا رانا۔۔۔۔۔ اچھا سکھی۔ یہ جو کچھ مٹی ہے۔ نگاہ تو میرے لئے امرت ہی ہے۔ لا۔ ادھر لا۔ کہ میں اس چرن  
 امرت کو پی کر اپنے ہر دے کو چھنڈا کر دوں۔

### پریم امرت

داسی زہر کا پیالہ میرا بائی کے ہاتھ میں ہے دیتی ہے۔ اور میرا بائی اس زہر کو بھگوان کا چرن امرت کر کے  
 پی جاتی ہے۔ پریم دیوتا اپنا کام کرنے ہیں۔ زہر سچ سچ امرت ہو جاتا ہے۔ اور میرا بائی پی کر مست ہو کر بھگوان کا  
 بھجن گانے لگتی ہے۔

میرا تو گہر دھروپال دوسرا نہ کوئی  
 جا کے سر مور نکٹ میرا اپنی سوئی

”اوم شانتی شانتی شانتی“

### لالہ کانشی رام صاحب چاند کا لکھنؤ

انسان قیمت ۱/۸۱ - لطف زندگی قیمت ۲/- - امرت کند ۱/۸۱ -  
 نادانیاں ۱/۸۱ - ذرا سا قیمت ۸/- اور دش گہرست قیمت ۱/- - پریت سنہ قیمت  
 ۱/- - گیت چہک - بہک - ٹہک - مہک قیمت فی کتاب ایک روپیہ -  
 ملنے کا پتہ: - ملنجر رسالہ اوم اجمیری گیت دہلی ۷



# بھگت کا فیصلہ

لوک ناتھ دہل  
خوشاب نواسی

دو لفظ

بھگت بھگوان کے ساکار روپ کو چاہتا ہے۔ پوچتا ہے اور مانتا ہے۔ نرا کار اور ساکار میں کوئی امتز نہیں۔ نرا کار ہی ادشیکتا کے اور ساکار ساکار بن جاتا ہے۔ وہ ہی نرگن برہم سگن اذکار لے کر برہموی تل پر لپکا کر لے آتا ہے۔ پرتو "لپدا" اپنی خیال اپنا اپنا "بھگت نے اپنی رچی کے اور ساکار ساکار روپ کی ہی سراہنا کی ہے۔ اور مکتی کی بجائے بار بار جہین لے کر پوجا ارچا میں بتا نا ہی اچھا سمجھا ہے۔ پڑھیے اور دھار دیتے۔

(۱)

تم جو آگنی ہوا اور پانی نہیں  
پر تھوئی آکاش کی بھی کہانی نہیں  
روپ رس گندھ کی بھی نشانی نہیں

کوئی ٹیچن لورٹھا باجوانی نہیں  
سہا دیدار گر تھوئی نے جانی نہیں

(۲)

ایسے تو تم تو کیا تم کو بٹے کوئی  
کس طرح نہیں تم سے لگائے کوئی  
کیسے رو رو کے کو بٹے کوئی

کیسے گا گائے تم کو دھائے کوئی  
کیسے بلہا رہے تم پر جائے کوئی

۳۔ منہ نہیں ہے تو پھر مسکائے کیا  
نین ہی جب نہیں پیو پھوٹے کیا  
ہاتھ رکھتے ہیں تو پھر اٹھائے کیا

باؤں ہی جب نہیں چل کے آئے کیا  
کچھ نہیں ہو تو پھر تم کو بھاؤ گے کیا

(۳)

تم کو چنن گھسا کر لگائیں کہاں  
مالا پھوٹوں کی کہہ دو سبائیں کہاں  
پھول چرنوں یہ آکر چڑھائیں کہاں

تم نہ رو تھو تو تم کو منائیں کہاں  
تم کو کھو جس کہاں تم کو پائیں کہاں

(۴)

جب محل جائیں نہ نکھیں نہ ہاں سے  
دل جو گھڑائے تو پھر پکاریں سے  
من کے دہن میں آخر آتا ہیں سے

جاکے چومیں سے ار میں دھائیں سے  
یاد رکھیں سے اور لبہاں سے

۴۔ بدھی نے جب بھلی بھاتی سمجھا دیا  
ڈنکے کی چوٹ سے ہم کو بتلا دیا  
اس طرح تم کو یا نا ہے اسکھلا دیا

کھینتی سے ملتے ہو تم یہ جتلا دیا  
بھگتی کا دل میں اندر بھی آجھا دیا



(۷)

بھگتی کے مارگ سے چل کے پائے کوئی  
بھگتی سے باندھ لے یا بلا کوئی  
بھگتی کے بل سے نشین رہا کوئی

پاؤں چھو لے کر اسے لگاے کوئی  
کرے پوجا کر ساتھی بنا لے کوئی

(۸)

بھیر بھلا کیوں نہ بھگتی سے پائیں نہیں  
آرت سوسر سے نہ کیوں نہ پائیں نہیں  
کیوں نہ دل کی کہانی نہ پائیں نہیں

کیوں نہ جیون کا مالک بنائیں نہیں  
کیوں نہ ہر دیکھے بھیر چھپائیں نہیں

(۹)

گیان کا داستان بھگتی سے ہے  
گیان کی کایا میں پران بھگتی سے ہے  
جانتی ہر دل مسکان بھگتی سے ہے  
گو جتنی مرل کی تان بھگتی سے ہے  
ایک جگہ میر پچاں بھگتی سے ہے

(۱۰)

کیوں نہ باندھیں نہیں بھگتی کی تار میں  
کیوں نہ نہزیں نہیں نہ کپٹ پیار میں  
جبکہ لیتے ہوا دنار سنسار میں  
کیوں نہ پوچھیں نہیں روپ ساکار میں  
راگ ملتا ہے وینال کی جھنکار میں

(۱۱)

ہے نہ اکا کیا ہونے سا کار تو  
برہم کچھ ہی نہیں لے نہ اوتار تو  
کس کے گن کا نہیں ہونے گن اکار تو  
اتما کیا نہ لے تن کا ادھار تو  
دیکھیں کیا ہونے جب کوئی اکار تو

(۱۲)

باس کو کون جانے سمن جب نہ ہو  
آکھیا کو کون پرکھے رتن جب نہ ہو  
بیرج کا کیا پتہ ہے اگن جب نہ ہو

دانی کا کیا ٹھکانہ ہتھون جب نہ ہو  
کیا نشان آتما کا ہے تن جب نہ ہو

(۱۳)

شونہ کیوں اپنے ار کو بنا کر چلوں  
ہونٹ سی کر چلوں دل ٹھاکر چلوں  
کیوں نہ ہر دیکھیں ملکہ ٹھاکر چلوں  
کیوں نہ تندیوں میں تم کو بسا کر چلوں  
کیوں نہ مکھ چند سے جیون پا کر چلوں

(۱۴)

پتھ وہ کیا جسمیں تیری ادا میں نہ ہوں  
جسمیں چندن سے نہیں ہوا میں نہ ہوں  
جسمیں مرل سے گونجی دشائیں نہ ہوں  
جسمیں اکوئی کی بجھری گھٹائیں نہ ہوں  
جسمیں طمشی کھ کی سنیل چٹائیں نہ ہوں

(۱۵)

کیوں نہ اکار میں من ٹکاؤں کہو  
کیوں نہ سہادی ہی سونی لگاؤں کہو  
پھیکا کیوں ار کا آنگن بناؤں کہو  
کیوں نہ سرستار دیکھ کی گنواؤں کہو  
روپ پر کیوں نہ بلہاؤں کہو

(۱۶)

دھاد کر روپ جب جگ میں آئے تو  
جبکہ آشاک کلیاں کھلائے ہو تو  
چاہیں جو ہم قہمی بن دکھائے ہو تو  
مورنی مان سنے بنائے ہو تو  
یکے اوتار لیلار چائے ہو تو



(۱۷)

کیوں نہ اوتاروں میں تم کو کھو جا کریں  
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو دیکھا کریں  
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو پوچھا کریں  
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو چاہا کریں  
کیوں نہ اوتاروں میں تم کو مانا کریں

(۱۸)

تم نرا کار ہو تو ہے سا کار کون  
سرسری سیس یہ لیتا ہے دھار کون  
ناگوں کے آرمیں ڈلے سدا ہر کون  
کرناتوش اور امرت سے ہے پیار کون  
جگ میں سرشی کا کرتا ہے سنگھار کون

(۱۹)

چاروں ذیروں کا کرتا ہے ننگ کون  
سیاری سرشی کا کرتا ہے زمان کون  
مہی کے تیلوں میں بھرنے پران کون  
ہے کھلونوں کو دینا پریم گیان کون  
برہماں کے نام سے پائے سنان کون

(۲۰)

شیش شیشیا پر وشرام پاتا ہے کون  
گملا سے چران سیلو کرتا ہے کون  
پیت پیت نیل تن پہ سجنا ہے کون  
جینٹی سے جگ تلک کو کھلانا ہے کون  
چتر بھج و قیپ داری کہتا ہے کون

(۲۱)

کون ابودھیا میں نشوون کے آیا کہو  
کس نے پتھر کو ناری بہتا کہو  
کس نے کھیوٹ کا سنیہہ مٹایا کہو  
بھوگ بشری کا تیس نے لگایا کہو  
کس نے راون کو جا کر ہرایا کہو

گدا لکھی

(۲۲)

کس نے فونیت برج میں چرایا کہو  
کس نے گنٹوں کو بن بن چرایا کہو  
کس نے مری سے جادو جگایا کہو  
ساگ وڈ رانی کا کس نے کھایا کہو  
کس نے گیتا کا امرت پلایا کہو

(۲۳)

کون لے لے کے اوتار آیا کہو  
کس نے پر ہلاک کو خفا بچایا کہو  
کس نے دھرو کو خفا درشن دکھایا کہو  
کس نے راجا بنی کو ہرایا کہو  
کس نے مینتوں کو بھوسے نرایا کہو

(۲۴)

کس نے راج کو خفا حل سے ابھارا کہو  
گدھ کو کس نے کرڈنا سے تارا کہو  
تیرا کا کون خفا پران پیارا کہو  
کس نے بگ میگ میں اوتار دھارا کہو  
کس پہ گنٹوں نے سرو سنس دارا کہو

(۲۵)

یہی کہو کہ پینتا ہے سا کار کون  
بیکے آلتے وینا میں اوتار کون  
و پرزدھن سدا ما کا خفا بار کون  
آکے نرمی کی شہڈی گیانا کون  
پر گدا دھنے کے پتھر سے سرکار کون

(۲۶)

ہو نرا کار بھی تم ہی سا کار بھی  
ہو سگند بھی تم ہی گلزار بھی  
ہو نہیں برج اور جلتا انکار بھی  
ہو اجنا بھی لیتے ہو اوتار بھی  
ہو جگت پتی بھی میری سرکار بھی



(۲۷)

پھر تو جب جب بھی دنیا میں آتا رہوں  
تو جہاں میں شکہ کیوں نہ پاتا رہوں  
کیوں نہ جیوں میں تم کو رجھاتا رہوں  
نرت گا گا کے تم کو دکھاتا رہوں  
پیار میں روٹھو تم میں منانا رہوں

(۲۸)

سا منے تم کو ہر دم نہارا کروں  
سا نورے کیٹے یہ سروش دارا کروں  
ہو کے دیا کل تمہیں ہی بیکارا کروں  
رو کے پاؤں تمہارے بیکارا کروں  
اس طرح اپنا جیون سنوارا کروں

(۲۹)

میں جہاں تم کو اپنا بنا نہ سکوں  
اپنے ہر دیہ کے گھاؤں دکھانہ سکوں  
اور مریم کبھی تم سے پانہ نہ سکوں  
جہاں بوٹو نہ تم میں بلانہ سکوں  
جہاں روٹھو نہ تم میں منانہ سکوں

(۳۰)

سر پھرے تو بھی اُس جا تو جاؤں نہ میں  
جہاں خود نہ رہوں تم کو پاؤں نہ میں  
سندھو میں بندہ سائن گنواؤں نہ میں  
جیوتی میں جا کے جیوتی ملاؤں نہ میں  
اور تمک بنگے دل میں سیاؤں نہ میں

(۳۱)

نئے ہی جاہ دنیا سے اکٹاؤں جب  
جھوٹی دنیا کی کل گل سرگھراؤں جب  
جگ کے وصفوں سے مکتی بھی پاؤں جب  
ہموہ کے جال کو نور کر آؤں جب  
تم کو کر دنا تمہاری سے پا جاؤں جب

(۳۲)

تو بھٹا کے نیکٹ مسکرا دیجئے  
میرے اُتار دستار سے بنا دیجئے  
کو تش کر دنا کا مجھ پر لٹا دیجئے  
حسام امت کا مجھ کو پلا دیجئے  
اس طرح دل کی بگڑی بنا دیجئے

بوٹوں کی جان اور شان

بلی بوٹ پائس

روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں





# پریم اور گیان

از - برہم لین مہاتما شرمہ شاہ جی مہاراج !!

پریم و شواں گیان اگرچہ ظاہری طور پر جدا جدا لفظ ہیں۔ اور لغوی معنی بھی ان کے جدا جدا ہیں۔ مگر جوں آدمی علم اور ظاہر داری کی بدھی کو چھوڑ کر اندر کی طرف رخ کرنا ہے۔ اور جتنا گہرا سمجھتا ہے۔ اتنا ہی اس کی حقیقت کا پردہ کھٹکے لگتا ہے۔ اور تب ہی اس کو معلوم ہونے لگتا ہے کہ اصل میں ان تینوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ جس طرح بغیر یخنیوں کے درخت، مکان، شہر اور دریا آگ عرض کوئی دنیاوی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح بلکہ اس میں اس سے بھی زیادہ اصلیت ہے۔ کہ بغیر پریم کے کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر استری پریم کا پریم نہ ہوتا۔ تو کبھی سرشی کی آئینتی نہ ہوتی۔ مانا میں اگر پریم کا اش نہ ہوتا۔ تو بچے کا پرورش پانا ہی ناممکن تھا۔ پھر تبا کے پریم سے اس کو اس بات کا وشواس ہوتا ہے کہ فلاں فلاں میرے رشتہ دار ہیں۔ اور گورو کے پریم سے اپنے آپ کا گیان ہوتا ہے۔ اسے عزیز پریم ہی ہے کہ شادی ہونے سے پہلے استری پتی کو اور پتی استری کو بالکل نہیں جانتے۔ مگر شادی کے ہوتے ہی اتنا پریم دکھلا دیتا ہے کہ مانو سرشی کے آغاز سے ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے آئے ہیں۔ گھر میں آتے ہی وہ پتیر پر چسکو کہ سب سے پیاری سمجھتا ہے۔ اپنی استری کے سپرد کر دیتا ہے۔ خواہ وہ سیاہ کرے یا سفید۔ لفظ ایک سے

سپریم تو مایہ خوشی را  
تو دانی احساں ہم و بیش را

دولت جس کو وہ نہایت محنت و مشقت سے لہو اور اپنی ایک کر کے کرتا ہے۔ اپنی استری کے سامنے پانی کی طرح بہا دیتا ہے۔ مکان جائیداد یہاں تک کہ کبھی کبھی اپنی استری کے سپرد کر دیتا ہے۔ کئی جگہ ایسی مثالیں ملیں گی۔ کہ پتی نے اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ استری کے نام کی ہوئی ہے۔ گویا کہ حقہ کا ایک بڑا حصہ اس کو سونپ دیا ہے۔ جب پتیر پیدا نہیں ہوا ہوتا۔ تو استری تک ہی پریم کی چھٹا پتیر بنتی ہے۔ جب ایک جیو پتیر کی شکل میں گھر میں آیا۔ تو ساری خوشی اور وشواس کا پیالہ اسی کے لبوں کو لگ گیا۔ اب ہم پریم کی طاقت جو اگر سے اگر سے روپ سے استری اور پتیرش دونوں میں خفی۔ اب دوری و بل کو کر کے آنے والے قیر میں سمائی۔ تر قوع ہوئی۔ ان تضیعوں کا منہ جن کو پہلے پریم نے استری کی خوش شوہی اور استری نے سنتان کی خوشی کے لئے اچھی طرح سے بند کیا ہوا تھا۔ کھل گیا۔ والستہ طور پر اس کو بند کرنا ہی بھول گئی۔ یہ تو رہی دھن کی بات باقی ان سے پوری و پتیر دل یعنی من اور تن کی بھی سدھ نہ رہی۔ پہلے تو پیدا ہونے ہی جینیت سے بڑھ کر صرف کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے لالین پائین میں اس بات کا پوئے طور سے خیال رکھا جاتا ہے کہ خواہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف کیوں نہ ہو۔ بھوک لیں گے مگر سہاری سنتان سکھی رہے۔ ہم کئی غریب آدمیوں کو جلتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پتروں کو کچھ چیز بنانے کے لئے اپنے آپ کو ناپزیر بنایا ہوا ہے۔ پیٹ پر پٹی باندھا



کر ان کو بڑھاتے ہیں۔ انگریزی پڑھائی میں سوٹ بوٹ کی بھی ضرورت ہے، سو وہ بھی خواہ اپنے کو گرو دی کیوں نہ  
یکھنا پڑے۔ مہیا کرتے ہی ہیں۔ اوپر جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہ محض سرسری نظر سے ہے۔ ابھی زیادہ اندر دلی حالت  
بیان نہیں کی۔ مگر ہنسی لوگ خود ہی جانتے ہیں کہ نکال کے لئے کیا کیا انہیں جھوٹ سے بولنا پڑتا ہے اور کتنی تکلیفات  
کا منہٹ منہٹ میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہیں ایک گرو ہنسی بھی ایسا نہیں ملا۔ جو کسی نہ کسی مصیبت میں ہر وقت نہ رہنا  
ہو۔ راجہ سے لیکر غریب آدمی تک یہی کیفیت ہے۔ ہر وقت وہ گھر کے چھوٹے بچوں کے لئے تراش خوش کرتے رہتے  
ہیں۔ کہیں سے سفارش کرتے پھرتے ہیں۔ کہیں لڑائی۔ کہیں محبت۔ کہیں دشمنی۔ کہیں دوستی غرض جو کچھ کرنے کے لیے گئے  
ہے وہ بھی اور جو الیہ گئے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔

اگر تم کہو۔ کہ استری سے پریم اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سے آندہ ملتا ہے۔ اور یہ امید ہے کہ پتر انہیں ہوگا گھر بار کی  
حفاظت دے گی وغیرہ۔ اس بات کو اندر سوچو۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ بات اس کی محبت کا کارن نہیں۔ بلکہ اس محبت کا  
اصلی کارن مودہ ہے۔ اس بات کو دل میں محسوس کر دیکھو۔ ہم کئی ایک آدمیوں کو جانتے ہیں جن کو استری سے اوپر بیان کی  
سہولت باقی نہیں سے کسی کا بھی فائدہ نہیں۔ تو بھی وہ پریم کے راستے سے جس میں کہ وہ مضبوط جھکڑے ہوئے ہیں۔ ذرا انہیں  
رہل سکتے۔ اسی طرح پتر وغیرہ کے پریم کی کیفیت ہے۔

یہیں ایک دفعہ لاہور کے نزدیک کے گاؤں کا بہت اچھی حیثیت کا آدمی ملا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اس کی استری  
اور پتر دل سے بہت تنگ ہے۔ کوئی بھی کہنا نہیں مانتا۔ رات دن جھگڑے فساد میں گزرتی ہے۔ گھر پر دو بہن بیٹھ گئے  
جہنیں۔ گھوڑا اچھی کچھ ہے۔ مگر یہ سب کچھ بے فائدہ۔ لڑکا ہے وہ خود سرا۔ استری اپنی ڈیٹھ چال کی کھچری الگ لگاتی ہے غرض  
ایک عجیب شکل کا سامنا اسے آئے دن کرنا پڑتا ہے۔ کمانے والا گھر میں وہ صرف خود ہی ہے۔ بیٹا بجائے کمانے کے اچارڈ  
ہے۔ اور لوگ بھی سب خرچ کرنے والے ہیں۔ یہ سب کچھ ہونے لگے بھی اس کا دل ارادہ یہی بنا رہتا ہے کہ جہاں تک ہو  
سکے دولت کما کر مال بچوں کے لئے رکھی جائے۔ اپنا خرچ تو مشکل سے چارائے روز کا ہوگا۔ باقی سب اوروں کی بھینٹ  
ہوتا ہے۔ پھر مزید کہ اس کو یہ بات نشانی بھی گزرتی ہے۔ مگر اس کی اپنی زبان سے یہ کلمات سن کر ہمیں اصلیت تک پہنچنے  
کا موقع ملتا ہے۔ وہ الفاظ یہ تھے۔

”خواہ میرا بیٹا کیسا ہی فرما نہ پڑا ہے۔ استری بھی کہنے میں نہیں مگر میں ان کے لئے ضرور کماؤں گا۔ اس میں مجھے کلکیش  
توڑا ہوتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ مودہ کے چھندے میں ایسا بھینسا ہوا ہوں کہ چھپکا لا محال ہے۔ اب تم کو پتہ لگ گیا ہوگا  
کہ سنسارک اور جھگڑے پریم کا میدان جس کو مودہ کہتے ہیں۔ بھی اتنا وسیع ہے کہ پرند خیال بھی جیسے لگتا تھا تنگ جانا  
نہ سچے اور حقیقی پریم کا خیال میں آنا اگر کوئی غیر ممکن کہہ دے تو کیا بے جا ہے۔ نہ تو دشمنی کے آپ لڑ پڑ آدمی  
کاشی اور ستھار کے مندر لوگ کو دیکھ کر دل میں کہتے ہوں گے۔ کہ مندر بنانے والے راجہ بابو سا ہو کار نے کتنی غلطی  
کی ہے کہ کروڑوں روپیہ محض بھقروں کی مورتوں کے لئے صرف کر دیا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اور ہزاروں بھقروں  
اٹھا کر بھقروں پر تاخاندہ لوگ دوڑے چلے آتے ہیں۔ کبھی اور کبھی کو دیکھ کر ان کا جی ہی متلاتا ہوگا۔ پر ان بیچاروں کو  
کیا خبر کہ یہ ساری تکلیفیں سب کی سب کی دقتیں بھقروں کے لئے نہیں۔ پانی یا پیپل کے درخت کے لئے نہیں بلکہ  
میلاد بھینے کے لئے یا محض تفریح کے لئے بھی نہیں بلکہ یہ پریم کی ڈوڑی سے کچھ مٹے خود بخود چلے آتے ہیں جس  
کی زبان یا قلم میں طاقت نہیں کہ بیان کر سکے۔ ہم پہلے بنا چکے ہیں۔ کہ دنیاوی اور جھوٹے پریم کا سمندر ہی



بڑا اٹھتا ہے۔ اس ساگر کا کچھ ٹھکانہ ہی نہیں۔ یہ اس دنیاوی اور جسمانی پریم سے اونچے درجے کا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے عجیب تک وہ خود تکلیف نہ کریں گے۔ کبھی نہ سمجھ سکیں گے۔ تیرا استری اور عزیزوں کے مہم میں آکر لوگ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ گیلی لکڑی کی طرح سلکتے رہتے ہیں۔ غرض تن من دھن سب کچھ اس کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ اس کی مثال دینے کی ضرورت نہیں۔ تم ہر روز خود اس بات کا مشاہدہ کرتے ہو۔ ہم بھی کہتے ہیں اس پریم میں رہ کر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ مجھ دوسری قسم کے پریم میں آکر جس کو ہم نے اس سے اونچا بیان کیا ہے۔ لوگوں نے ایک دم جان تک ادین کر دی۔ راول نے اسی پریم کے بندھن میں آکر خود اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ کر چڑھا دی۔ ادا بھی کئی پریموں نے اس پریم کے زیر اثر اپنا سب کچھ داڈ پر دکھ دیا۔

دنیاوی پریم میں اگر کچھ حصہ خوشی کا ہوتا ہے۔ تو اس میں دس حصے رنج کے ہوتے ہیں۔ یہ تو بوجھے پہلی اور دوسری منزل کے پریم لیکن جس پریم کا ذکر ہم اب کرنے لگے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کو ہم کس منزل کا پریم کہیں۔ کیونکہ پہلی دو منزلوں سے ذرا ہی دور تیسری منزل ہونی چاہیے۔ مگر دوسری منزل سے اس کا اتنا فرق ہے، جتنا زمین آسمان کا۔ جہ نسبت خاک یا عالم پاک کی مثال ہے۔ خیر آپ کی سہولیت کے لئے ہم اس کو تیسری منزل کا پریم ہی لکھتے ہیں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ چوتھی منزل کوئی نہیں۔ بس ہمیں پریم خود اپنا نام مٹا دیتا ہے۔

سری کرشن کی اکھٹ پٹ راغوں میں رکنی اور دست بھاما دو نہایت ڈوب دی اور سب سے ادھک پریم والی نقیب۔ ان کو اس بات کا غور نہ تھا۔ اور وہ یہ سمجھتی تھیں کہ ہم کرشن کو بہت پیار کرتی ہیں۔ وہ بھی ہمیں سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ ایک بار ان کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ بات یہ تھی۔ ایک کہتی تھی کہ کرشن جی مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور دوسری کہتی تھی مجھ سے۔ ان کی کہن سن ہو رہی تھی۔ کہ درویدی جو خود بھی کرشن جی کی بڑی بھگت تھی۔ وہاں آنکلی جو کہ ان جیسی خوبصورت ہونے کے علاوہ مطلقہ زیادہ تھی۔ اس نے ان دونوں کو دلاسا دیا۔ چونکہ ان کا جھگڑا سو نیا ڈاہہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ درویدی کے رجسٹر آپریشن کا کچھ آخر نہ ہوا دیکھ کر ساکھشات کرشن جی آجود ہوئے۔ اور انہی سو بھاد غیر معمولی لیاقت اور شہر نگار رس کی خیرائی سے دونوں کی دھارس بندھا دی۔ جب وہ کچھ کچھ ڈھنگ پر آئیں تو اپنے مشرکی لکھ سے فرمایا کہ محبت کی پینلو اور میرے پریم کی ٹھیکیدار وغیرہ سے سنو۔ میں صرف اس کو دل سے جانتا ہوں جو مجھے جانتا ہے اور میرے چاہنے والوں کو بھی میری طرح ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کی پریم شکتی کی کشش سے میں اس میں پروہن کر جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی اس سے دیرادر دردھ کر لے۔ تو وہ اصولاً میرے دل سے اتر جاتا ہے اس پر کبیر نے کہا ہے۔

کھو لے ہو پڑائے کے جس مکھ نکلے رام  
دا کے تن کی پاؤں ہرے تن کو چام

میں اس کو چاہتا ہوں جو میرے لئے تن من اور دھن سب سے دل سے ادین کرے۔ اور نام کو بھی اپنے اندر خودی یعنی غرض کا خیال نہ رکھے غور سے سو میرے چاہنے والے چاہے قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم کے بھگتوں کے چاہنے کا کارن ان کا حد سے زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے لوگ مجھے کسی دنیاوی غرض سے پریم کرتے ہیں۔ اور تنہا میرے بھگت جگیا سو ہوتے ہیں اور جو تھے لیائی بھگت ہیں۔ میں مجھے گیائی بھگت ہی سب سے جلدی پا سکتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو میں ان سے کسی طرح بھی پرے نہیں رہ سکتا ان کی کشش نہایت پُر اثر ہوتی ہے۔



کیونکہ سبھی قسم کے بھگت جن کو آرت کہتے ہیں۔ دکھ پڑنے پر بھی مجھے یاد کرتے ہیں۔ اور سکھ میں بھول جاتے ہیں۔ مثلاً سردی کے دنوں میں تم جتنا کہ تنگ پڑو لکھو کہ سب طرف ہرے رام ہرے کرشن کی آواز آتی ہے۔ وہی لوگ دن بھر سب قسم کے کام کرتے ہیں۔ مگر مجھے بھول کر بھی یاد نہیں کرنے۔ دوسری قسم کے کسی غرض سے یعنی مقدمہ پڑنے پر بار دربار دروید بیسیہ نہ ملنے پر میری رہنمائی کرتے ہیں۔ جب ان کی غرض پوری ہوئی یا انہیں پتہ ہو گیا۔ کہ مجھ سے ان کی غرض پوری ہو گئی۔ مجھے فراموش کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس ذیل میں رادن۔ کنس۔ سننویال وغیرہ ہیں۔ جو لوگ بارش نہ ہونے پر بکیرے۔ جب اددان کرتے ہیں۔ اور بھونچال آنے پر یاد کرتے ہیں۔ ان کا شمار بھی اسی درجہ کے لوگوں میں ہے۔ تیسری قسم کے جیسا کہ بھگت مجھ کو علم کے لئے دھیان میں لاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ دنیا سے کچھ دکھ ہوتا ہے اور نہ کوئی خواہش دنیاوی غرض ہوتی ہے۔ ان کا دلی منشا یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے سکھ کی حقیقت تو ہمیں معلوم ہے ہی اب یہ دیکھنا چاہیے کہ روحانی سلسلہ میں کیا بات چیت ہے۔ دنیا کے تمام فلاسفر جو کہ اپنا گمان بڑھانا چاہتے ہیں۔ اسی درجے میں ہیں۔ مگر جو حق درجے کے دانشور گمان پرش ان تینوں وجوہات سے متبر اور سب سے ملتا اور نالے ہوتے ہیں ان کو سو بھادک طور پر مجھ سے پریم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا پریم ہے۔ کہ سکھ دکھ غری امیری۔ بڑی چھوٹی علم بے علمی۔ سردی گرمی۔ سزت بے عزتی سب میں ایک دس رہتا ہے۔

اس پریم کی ابتداء ظاہری طور پر تو معلوم ہوتی ہے۔ مگر اتنا کچھ نہیں۔ میرے پریم سے باز رکھنے کے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی TEMPTATION & CALAMITY نعمت اور مصیبت نا کارہ ثابت ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے سخت سے سخت امتحان میں کامیاب نکلتے ہیں۔ واضح ہو کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی پریمی کا امتحان میں لینا ہوتا ہے مگر یہ بات غلط ہے۔ میں تو ایسے آدمی پر اپنا آپ قربان کر دینے کے ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ یہ امتحانات دنیا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جب کہ دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ میری طرف راغب نہیں ہوتا۔ تو وہ اس کے راستے میں لاکھوں قسم کی رکاوٹیں ڈال دیتی ہیں۔ اور تمہیں کی جیت میں اس سوال کا جواب چاہتی ہے جس کا کہ خود اس کے پاس جواب نہیں۔ اور جب پورے طور پر اس سے تسلی بخش جواب پالیتی ہے۔ تو اس کی بے داموں غلام ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی اس کا جواب شخصیت ابشت مدھ فونڈھ یا کہ ان کو تنیک کے برابر سمجھ کر میری طرف ٹکڑی لگا دیتی ہے۔ جیسے کہ جب کوہ چاند پر دانہ شمع عاشق معشوق اور نیچے ماں کی طرف ایسے شخص کو میرے پریم کا اذکار سمجھنا چاہیے۔ دھرو۔ پر ملا۔ گنگا۔ سکھ دیو۔ اشتا بکر۔ نانک۔ کبیر۔ شش تیرن۔ سرمد۔ رام کرشن۔ چیتنہ رام تیرتھ وغیرہ اس کے پیروں میں سمجھنا چاہئیں۔ کہ مٹی اور ستیہ بھاما کو مثل طور پر ان کے پریم کی قدر و منزلت دیکھانے کے لئے ایک ایسی بیلارچی کہ سامنے سے ایک براہمن بالک آتا دکھائی دیا۔ سب کو چھوڑ کر کرشن جی اس کی طرف محاکب ہوئے اور اس کے نہایت پریم سے دیئے ہوئے گنے کے ٹکڑے کو چاتو سے چھیل کر چوسنے لگے۔ اسی اثناء میں ان کے ہاتھ میں چاتو لگ گیا اور خون بہنے لگا۔ کہ مٹی اور ستیہ بھاما تو ادھر ادھر کی طرف تشریف لے گئیں۔ مگر وہ دیدی نے خود اپنی قیمتی ساڑھی کو کھینچا دیا۔ اور ان کے زخم پر پٹی باندھی۔ اس پر کرشن نے وہ دیدی کی طرف نہایت پریم بھری نظر سے دیکھا۔ اور کہا وہ دیدی میں تیرے پریم سے نہایت خوش ہوا ہوں۔ اور اتر اتر کرنا ہوں۔ کہ تیرے اس آگے وقت کام آؤں گا۔ جبکہ دنیاوی آدمی تیری مدد کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ اور اس ساڑھی کے ٹکڑے کے بدلے لاکھوں ساڑھیاں تیری نذر ہوں گی۔ دو تو پیٹ رائیاں دیکھ کر ثبت لجا نہیں۔ اور پھر کبھی پریم کا دغوے نہیں کیا۔



نارو کو جو کہ دشمنو کا بڑا پریمی بھگت تھا۔ اس بات کا غرور نہ ہوا۔ کہ اس سے بڑھ کر بشیر کا کوئی پریم باز نہیں۔ بھگتوں کو اپنے بھگت کی سب باتیں بھاتی ہیں مگر غرور کو جتنی جلدی ہو سکے دور کرتا ہے۔ ایسے ہی جس طرح ایک مانا بچے کی غلاظت کو دودھ کرتی ہے۔ انفرض نارو کے سامنے ہی دشمنو اپنے ایک ایسے بھگت کی تعریف کرنے لگے۔ جو کبھی جاتی میں پیدا ہوا تھا۔ اور ظاہری طور پر نہایت کمینہ معلوم ہوتا تھا۔ نارو کے دل میں یہ تعریف نہایت شاق لگ رہی۔ یہ بات معلوم کر کے بھگتوں نے کہا۔ کہ نارو ہمیں ایک آدمی کے لئے میر بھرتوں کی ضرورت ہے۔ تم خود اے آؤ۔ یہ سن کر نارو دل میں کچھ حیران سے ہو کر روانہ ہوئے۔ اور دوچار گھنٹے پھر پھر اکڑا کر آئے۔ آؤ کہا میرا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ ہر ایک بھگت یہی کہتا ہے۔ کہ بھلا بھگتوں کہیں خون کی مینا بنے ہو سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس وقت نارو کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اس بھگت سے خون کیوں نہیں لئے لیتے۔ جس کی کہ آج تعریف کر رہے تھے۔ پس اسی اثنا میں وہ بھگت بھی آگیا اور فرمایا۔ آتے ہی بھگتوں نے حکم دیا۔ کہ اے پریم بھگت ہمیں آج ایک میر بھرتا آدمی کے خون کی ضرورت ہے۔ تم خود آؤ کہیں سے لے آؤ یہ سننا تھا۔ کہ اس نے خود دشمنو مہاراج کی تلوار پر ہاتھ رکھ کر اپنا سر پر کاٹنا چاہا ہی تھا کہ بھگتوں نے اسے ہاتھ پکڑ لیا۔ کہو کہ یہ کھیل تو محض نارو کے دکھانے اور اس کا غرور توڑنے کے لئے ہوا تھا۔

نانک صاحب کے پہلے چیلے انگ تھے۔ جن کا پہلا نام لہنا تھا۔ انہوں نے گوردیو اور پریم سے گوردیو کو پہلا ننگ اپنی طرف منسوب کر لیا تھا کہ اوس سب مرید بلکہ بیٹے اور قریبی رشتہ دار بھی ان کی نظر سے اتر گئے۔ یہ سب بھاتی اپنے سے جفا کرنے لگے۔ اور ان کے سینے میں اس کی طرف سے نفہن و کینہ کی آگ شعلہ لگی۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے نانک صاحب نے ایک بار سب کو اکٹھا کیا۔ ان کا ایک لاش منگ کر اس پر کھڑا ڈھک دیا اور سب کو حکم دیا۔ جو ہمارا پریمی ہے۔ وہ مردہ کو کھاوے۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اور آپس میں کان بچھو سی کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر گوردیو صاحب نے اپنے کپڑے کی آگیا دی۔ اور اپنا حکم منایا۔ سنئے ہی وہ لاش کے پاس آ کر کہنے لگا۔ کہ مہاراج میری طرف سے کھانا شروع کروں یا پاؤں کی طرف سے جواب مل جائے میرے تمہاری مرضی ہو یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ یہ سن کر لہنا نے کپڑا اٹھایا۔ اور گوردیو کا پریشاد سمجھ کر بڑے آئندہ سے کھانے لگا۔ سب حاضرین چہ میگوئیوں کرنے لگے۔ اور طرح طرح کی چھتیاں گوردیو اور بیٹے پر اڑانے لگے۔ اتنے میں ایک کی نظر اپنے کے کھانے پر پڑ گئی۔ اور نہایت شدید ہو کر گوردیو کے چروں پر زار زار دھنکے۔ اور پکار کر کہنے لگا کہ مہاراج! میں بڑا مورکھ آدمی ہوں۔ میرے گناہ بخشے جاویں۔ گوردیو نے دیا کر کے اس کو بھی بخش دیا۔ سب نے کہا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے کچھ سمجھ کام نہیں کرتی۔ اس نے یہ غیر معمولی حرکت کیوں کی۔ اس سے سب حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ بے خوفو نام البتہ افسوس گوردیو کی عظمت کو نہیں جان سکتے۔ جس کو تم مردہ سمجھ رہے تھے وہ حلوہ ہے۔ اس گدی کے نئے گوردیو اور خاص کر دسویں گوردیو کو بند سنگھ کی پریشاد سمجھی جانتے ہو۔ رادھا سوامی کے پہلے چیلے رائے سالک رام راجو بسٹ ماسٹر جنرل تھے کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ گوردیو کے ارشاد کے لئے جہنا سے جو ان کے گوردیو استھان سے وہ بن میل تھے۔ صبح چار بجے پانی کا گھڑا سر پر اٹھا کر لایا کرتے تھے کسی نے کہا رائے صاحب! آپ اندھیرے اندھیرے اس لئے پانی لاتے ہو۔ کہ اگر دن کے وقت لائیں۔ تو کوئی دیکھ لے گا۔ اور شرم معلوم ہوگی۔ گوردیو سے روز رائے صاحب نے علی طور پر یہ جواب دیا۔ کہ صبح چار بجے بجائے



آٹھ بجے پاؤں میں گھنٹہ دیا تھ کہ پانی لائے۔ سکھوں کے گوردوارہ اس جی تھے۔ اس طرح وہ بھی گوردوارہ کے لئے پانی لائے تھے۔ وہ چونکہ بہت ہی ضعیف تھے۔ ایک دن بارش ہونے کے سبب راستے میں کچھ ٹھہرا۔ جب پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے ہوئے آ رہے تھے۔ پاؤں پھسل گیا۔ مگر استقلال اور پریم اپنا بڑھا چڑھا تھا۔ کہ ٹھہرے گھڑے کو بالکل نہ گرنے دیا۔ جوں توں کر کے سنبھالے رکھا۔ اُن کے دھڑم سے گرنے کی آواز سن کر یاس کے رہنے والے ایک بوڑھے جولاہے نے اپنی جولاہی سے کہا۔ کہ دیکھنا یاہر کون گرے۔ اُس نے میں سے جواب دیا۔ بیچا وہ امر دیکھنا نہ مانے۔ گر اہو گار۔ اور کسی کو بارش میں ٹھہریں مارتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اتفاقاً وہ آواز گوردوارہ صاحب نے بھی سن لی۔ اُس وقت تو وہ خاموش رہے۔ لیکن شام کو جب بہت سے لوگ دربار میں جمع تھے۔ آئے حکم دیا۔ کہ اُس جولاہی کو بلاؤ۔ اُس نے پوچھا گیا کہ اے بڑھیا! راج کو جب تھے کسی کے گرنے کی آواز آئی تھی تو تم نے اپنے آپ سے کیا کہا تھا۔ وہ بھاری دھڑنے لگی۔ مگر دھیرج دے کر پوچھا گیا کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم صرف تجھ سے وہی الفاظ سُنا جاتے ہیں اسلئے تجھے میں بجائے کسی تسم کی سزا کے انعام ملے گا۔ پس اُس نے کہا۔ کہ مہاراج! مجھ سے غلط ہو گئی ہے۔ میں نے صرف یہ ضرور کہا تھا اُس وقت بیچارے امر دیکھنا نہ کے سوا اُسے کوئی اُرد نہیں ہو سکتا۔ اب آپ کو اختیار ہے، چاہے ماریں یا چھوڑیں یہ سُن کر روجی نے سر دربار امر داس کو بلایا۔ جو کہ اس وقت پھیرے پڑنے لگے ہوئے ضعیف العمر انسان تھا اُس کے آتے ہی گوردوارہ اپنے اُس سے اُٹھے اور اُس کو بڑے پریم سے بغل گیر کیا۔ اور بلند آواز سے کہا کہ اے بڑھیا جولاہی اور مہارے سکھو! امر دیکھنا اُرد مانا نہیں۔ بلکہ راج سے گوردوارہ اس ننھاؤں کا نھان اور نماؤں کا مان ثابت ہو گا۔ یہ کہہ کر اُس کو اپنے تخت پر بٹھا دیا۔

خیال رہے کہ سچا پریم اسے نہیں کہتے۔ کہ جو اپنا جی چاہے کرے۔ بلکہ جو محبوب کی مرضی ہو۔ پورے طور پر اُس کے خیال کے مطابق چلے۔ اپنی تکلیف اور آرام کا کچھ خیال نہ رکھے۔ ہر حالت میں اپنے معشوق کے آرام کے لئے اپنی خودی کو بچھاؤ۔ کہنا رہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا۔ کہ سچا عاشق ہمیشہ تکلیف اٹھاتا رہتا ہے۔ بلکہ اگر اس کا دل سچا ہو۔ تو تکلیف میں بھی اس کو وہ آندہ ملتے۔ کہ دنیا دار بھارے اس کو خیال میں بھی نہیں لائے یہ بھی نہ سمجھنا۔ کہ تکلیف اٹھانے کے لئے صرف عاشق ہی ہوتا ہے معشوق کی تکلیف عاشق کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے۔ پروا نہ تو ایک بار حل کر خاکستر ہو کر سب تکلیفوں سے چھوٹ جاتا ہے۔

مگر سچ ہمیشہ جلتی ہی رہتی ہے۔ اپنے عاشقوں کے لئے کوشش نے ہر اہم تکلیفیں اٹھائیں۔ درلودھن کے پاؤں دباٹے۔ نامہ لو کی مادیٹ سہی۔ ارغن کے لئے میدان میں سختی برداشت کی۔ اپنے ذوق کو توڑ دیا۔ مگر اپنے بھگت ہمیشہ کو سچا ثابت کر دکھایا۔ پہلے دونوں پریمیوں میں تو آدمی کو جہاں اُرد کا خیال رہتا ہے۔ وہاں اپنا دھم بھی ہوتا ہے۔ خودی جو کہ سب دیکھوں کی مال ہے پچھا نہیں چھوڑتی مگر حقیقی پریم میں جس کو بھگتی بھی کہتے ہیں اپنا خیال پہلے مٹانا پڑتا ہے۔ جب تک کسی شخص میں خودی رہتی ہے۔ کبھی پریمی نہیں کہا جاسکتا۔ گویا کہ اپنی خودی کو مٹا کر ہی اصلی پریم کی شکل نظر آتی ہے۔

ہم مٹ گئے تو صورتِ مستی نظر پڑی  
دیرانِ جب آپ ہو گئے بستی نظر پڑی



دیکھو تو خاکساری عالی مقام ہیں

جوں جوں بلند ہیم مجھے بستی نظر آتی

گو اس پریم میں نظر ہر تری تکلیفیں نظر آتی ہیں۔ مگر جو سرور باطنی سچے عاشق کو ہوتا ہے اس کو اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ نہ ہی کوئی دوسرا جان سکتا ہے۔ امریکہ کے ایک فیئر صفت اور نامی لیکچرر کا قول ہے

"ALL OTHER PLEASURES ARE NOT WORTH ITS PAINS" (EMERSON)

مطلب: یعنی دنیاوی ندام خوشیاں پریم کی تکلیفوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

سچا پریمی بار بار پریم کو کہہ دے قطعہ گاتا ہے۔ جو اس مضمون کے آخر میں "پریم کا ایک قدم" میں درج ہے۔ سچائی کا پریم نہ سو کو امت آگ کو سنیل جل نکلا کہ سندھ پتھروں کا دار، مصیبت کو راحت، بدنامی کو نیک نامی، بروتی اور بیکلیوں کو عقلمندی بنا دیتا ہے۔ کھال کو کپڑوں کی طرح اتار دیتا۔ سولی پر بارگے کو کھٹے کی طرح چڑھا دیتا۔ پتھر سے آرا چلانا۔ راج پاٹ کو بٹکے کی طرح تیاگ دینا۔ چکرورتی راجہ کو کہہ دینا کی نوکری کرنا اس پریم میں یا میں ہاتھ کا کر تب ہوتا ہے۔

جس مرنے سے جگ ڈٹے سو مورے من آند

مرنے ہی سے پائے پورن پرمانند

ایک پریمی کیا خوب کہتا ہے۔ جس کے پیچ ہونے میں سرور نہیں، سچائی اس داکہ کے حرف حرف سے نکلتی ہے۔

میں کشتگان عشق میں سردا رہی رہا

سر کاٹ بھی دیا تو سردا رہی رہا

حضرت عیسا کہتے ہیں۔ پہلے مر کر دیکھا اے لطف جینے کا سر بسر دیکھا

HE WHO SAVES HIS LIFE SHALL LOSE IT.

HE WHO LOSE IT SHALL SAVE IT

(charity)

مطلب: جو اپنی جان بچانا چاہتا ہے (سست سے) وہ اس کو کھو دے گا۔ اور جو اس کو گنونا چاہتا ہے (سست سے) اس کو بچا دے گا۔

زہر گوبیے تو امرت کا مزا آئے تجھے  
کال کاٹھی کال بننے کا مزا آئے تجھے  
کھال گہ کھو آئے تو سس می مزا آئے تجھے  
دار پر چڑھ جا نظر شکل خدا آئے تجھے  
سولی پر سووے ہمدائے مر جیا آئے تجھے

مگر تو مر جاتا تو جینے کا مزا آئے تجھے  
مگر تو پو پوے زہر شوجی کی طرح آئے جان من  
زہر گوبیے نے بی تو ہو گئی میراں امر  
گر تجھے منظور ہے منظور سا لینا مزا  
عیسے بھی پہنچا دیاں تک جان دینے سے جزو

کہ شہنشاہ بننا ہے۔ تو تاج دنیا زک کر  
سر اس کے اپنا تاسے تھا آئے تجھے



ایک بچہ کھلونے کے پریم میں کھانا پینا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ مانا بتا دیکھائی بہنوں تک کو فراموش کر کے رخواہ وہ خور و شراب کے لئے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس نے پریم کے اقصیٰ رُوب کو ابھی نہیں سمجھا۔ کھیل میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے لئے سوائے کھلونوں کے اور کسی کی ہستی ہی نہیں۔ اس کے نزدیک دین و دنیا کی نعمتیں سب ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی ہستی کو بھی کھیل میں اٹھ کر دیتا ہے۔ بچپن سے آگے بڑھیں تو اس پر اس پر بھی بچپن کے کھلونوں کے اس کو اپنے ہم چلی لڑکوں میں رہنے کا مزہ آتا ہے۔ وہی مس کے کھلونے دیکھا اپنے جیسے ہی کے) مشکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور شجوں کا توں رہتا ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ اس کے ساتھ کھیلنے والا لڑکا یا لڑکی کا ہے یا شیوہ درگا۔ نوکر کا ہے یا آقا کا۔ ہندو مسلمان کی نظر میں اس میزان میں نہیں۔ مانا بتا اُستاد کا پڑا بھی اپنے ہم چلوں کے بڑے سے ہلکا سمجھا جاتا ہے۔ جو نہی لڑکین سے ایک قدم آگے بڑھا کہ اسے کھلونہ اور بھولی بھول کے لئے ہی نظر کی گریبا سے جلتی چھتری گڑیا کا روپ دھارن کر لیا، بھولی لڑکوں کا پریم بھی بھیکا بڑکا۔ جن کے ساتھ رات دن کھیل کود میں بسر کرتی تھیں۔ اب جہنمیں یاد ہی نہیں آتے۔ بل گئے صاحب سلامت ہوئے۔ اگر کسی بھولی لڑکے نے پوچھا۔ کہ دوست رات میں گھر میں ہی پڑے رہتے ہو۔ کبھی دسشن ہی نہیں ہوتے۔ تو ہنس کر خاموش ہو گئے۔ گویا کچھ دوسرا ہی نہیں یاد جس نے پوچھا ہے۔ گویا اس کو جانتے ہی نہیں۔ ہم جو میوں کی بھلاہیاں کیا کرتے تھے۔ جب کہ مانا کی بھلی یہاں پر شوقانی نہیں ہوتی۔ اس زمانے سے ایک اور قدم آگے بڑھے۔ کہ دوست دسشن اپنے پرانے خوش داقار ہندو مسلمان ربح و غم میں تیز ہونے لگی۔ اگر کچھ بڑھے ہیں۔ تو دویا میں ہی اور ترقی کرنے لگے۔ نہیں تو لیس کر گئے کے شوق نے آدیا یا۔ اب وہی تمھارا بازو جو پہلے محفوظ نظر آتی تھی۔ کھلی معلوم ہونے لگی۔ وہ یہ کہ جس کو پہلے خرچ کرنا ضرر خیال کرتے تھے۔ اب پیٹ پر پیٹی باندھ کر جمع کرنے لگے۔ انداگر کچھ بڑھے لکھے ہیں۔ دوست سنگ کی طرف طبیعت کا میدان نظر آئے گا۔ اس بات کی پیشانی ہوئی کہ ہمنے مفت میں عمر گزائی۔ کوئی پرمانہ کا کام نہیں کیا۔ کبھی تیرتھا یا تیرا سے پر نوک سر دھارنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کبھی گورو کی تلاش اور کبھی سب کو چھوڑ کر سادھو ہو جانا سوچتا ہے۔ بالآخر اس کا کبھی بلایا۔ تو اصل کمٹی کی ان باتوں میں کوئی صورت نہیں۔ یاد رہے۔ کہ جب تک ایثار کے بیٹھا دھرم میں کوئی اپنی ہستی کو کم نہیں کر دیتا۔ کبھی بھی سب دکھوں سے نجات نہیں پاسکتا۔ جہنم کسی کو ہر وقت ایثار کا ترناظر نہیں نظر آئے لگتا کبھی پریمی نہیں کہلا سکتا۔ ایسے پریمی کی کرشن کے بار بار تعریف کی ہے۔ اب ذیل میں ہم ایک درد پریم اور گورو سبواک سب سے بڑی مثال دے کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مشرقی کرشن کے گورو دھارماشارشی دوار کا میں آئے۔ اور شہر کے باہر کسی باغ میں فروکش ہوئے جب کرشن جی کو ان کے آنے کی خبر ملی وہ ننگے پاؤں گورو کی سبوا میں حاضر ہوئے۔ دعا سلام کے بعد عرض کی کہ مہاراج! ابھی جہاں یہاں پریمی بننا چاہیے۔ یا آپ مغرب جانے پر یہاں رہیں گے۔ رشی نے جواب دیا۔ کہ بھٹی ہمارے ساتھ دس ہزار شاگرد ہیں۔ تم بھوجن بنانے کی تکلیف نہ کرو۔ یہ سکر کرشن نے نہایت عاجزی سے جواب دیا۔ کہ مہاراج! دس ہزار لوگ اگر دس لاکھ بھی ہوں۔ کوئی تکلیف نہیں کیونکہ کرنے دھرنے والے تو سب کچھ آپ ہی ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی صرف آپ کی آگیا کی ضرورت ہے۔ سب کچھ بھٹیک ہو جائے گا۔ عرض کرشن کے اس طرح اصرار کرنے پر رشی نے ان کی دعوت منظور کی۔ جب کرشن وہاں سے بڑا ہوئے تو ان کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ مہاراج! کرشن جی کو حبس کر گئے تھے۔ ویسا ہی پایا۔ گویا اپنے زمانے کے بہت بڑے آدمی ہیں۔ مگر مان کا خدا نشان نہیں۔ دیکھا تھا



رشی نے کہا۔ سچ پوچھو۔ تو ہم یہاں اس بات کی جانچ کرنے آئے ہیں۔ کہ جس طرح کرشن بل، شوریہ بل، الیوتورہ ودیا۔ گیان وغیرہ سبھی باتوں میں اگر گامی ہے۔ ویسا گورو سیداشردھا اور پریم میں بھی ہے۔ کہ نہیں، تم دیکھو گے۔ کہ ہم ان کی پرکشا کس طرح کرتے ہیں۔ پس بھوجن تیار ہونے پر کرشن خود گورو جی کو بلانے آئے۔ انواع و اقسام کے بھوجن کرشن نے جن میں اپنی ذریعہ کوئی تیار کرائے تھے۔ مگر رشی نے دیکھتے ہی ناک بھوں چڑھا کر کہا۔ کہ یہ کھانا سارے مطلب کا نہیں۔ تم نے کیوں نہیں ہم سے پہلے پوچھ لیا۔ کہ ہم کس طرح کا کھانا کھاتے ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ اس سب کھانے کو سمندر میں بہا دو۔ اور سو فلاں فلاں شتم کا کھانا تیار ہو۔ وہاں کیا فقار صرف حکم کی دیوبری تھی۔ بھوجن جیسا کہ رشی نے بتلایا تھا۔ پھر تیار ہو گیا مگر وہ بھی ناپسند کھرا یا گیا۔ غرض اس طرح چند بار بھوجن بنا۔ آخر بصد منشا رشی نے بھوجن کیا۔

ناظرین! آپ خیال کریں۔ کہ دس ہزار آدمیوں کے لئے بھوجن بنا اور ایک بار نہیں کئی بار۔ آخر استقلال ہی تو ہے۔ کہاں تک قائم رہے۔ مگر وہ اسے کرشن۔ پریم اور استقلال کی معنی۔ آپ سب پریمیوں کے سرواڑ ثابت ہوئے مانتے میں ذرا بل نہیں آیا۔ اور نہ ہی دل درمیل ہوا۔ بلکہ جوں جوں رشی بھوجن ناپسند کرنے لگے۔ ان کا پریم اور طبعنا گیا۔ جب رشی بھوجن سے فارغ ہوئے اور جنگ کی طرف جانے لگے۔ تو کرشن نے اپنے خاص رفیق کو لانے کا حکم دیا۔ مگر دیا شتا رشی کہنے لگے کہ کرشن تم نے بھوجن سے پرہیز کیا۔ جی چاہتا ہے۔ کہ آج ایک ایسے رفیق کی سواری کریں جس میں ایک طرف تم اور دوسری طرف رکنی کھوڑوں کی جگہ جتنی ہوتی ہو۔

اگر کرشن کی جگہ کوئی اور ہوتا۔ تو نہ صرف رشی سے ناراض ہی ہو جاتا۔ بلکہ اگر وہ چاہتا۔ تو جو چاہتا سارا دینا کیونکہ راجہ جو کھڑے۔ مگر کرشن کے پریم اور شردھا میں ذرا فرق نہ آیا۔ رشی کو سمجھا کہ آپ سیدھے رکنی کے محل میں دوڑے۔ اور رکنی کو بلایا جا کہ بیٹ رانی تھی۔ اور نہایت حسین نازک اندام تھی بڑا استری تھی۔ رکنی۔ مہاراج کیا آگیا ہے؟

کرشن۔ آج تم سے کچھ ایسا ہی کام آ رہا ہے جس کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبل اس کے کہ وہ کام تم کو بتلایا جاوے۔ پہلے تم پر تلگیا کرو۔ کہ وہ کام تم کو آکر دیں گے۔ سو امی! ایک استری کے لئے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے بچے کے کام آوے خواہ وہ کام جان دے کہ یہی سیدھا کیوں نہ ہو۔

کرشن۔ مہارانی۔ بدلی جان دینا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ مگر وہ کام جو آج میں تم سے کرانا چاہتا ہوں۔ اس سے بھی مشکل ہے۔

رکنی۔ پیادے سو امی! آپ خوشی فرمائیے۔ لوندی ہر طرح سے آپ کے کام کرنے کو تیار ہے۔ اس بات کو کرشن۔ بیتی بڑا استری کو کسی کام کے ایوگیک سمجھنا ٹھیک نہیں۔ تم سے وہ کام ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ہی سی اندھین۔ ضرور اٹھانی پڑے گی۔

رکنی۔ میں اتر کر آتی ہوں۔ جو آگیا آپ کی ہوگی۔ اس کو سب چشم منظور کروں گی۔ کرشن۔ پریمی اتم کو معلوم ہے۔ کہ کل سے ہمارے گورو دواد کا میں تشریف فرما ہیں۔ اور آج تمہارے گھر پر



پریم کرپاکر کے بھوجن کرنے پدھارے ہوئے ہیں۔ کمال خوشی کی بات ہے کہ وہ بھوجن سے اتنی پرسن ہوئے  
جب وہ بھوجن سے فارغ ہوئے۔ اور اپنی قیام گاہ پر جانے لگے۔ تو میں نے ایسا رکھ منگایا۔ کہ وہ سوار ہو کر  
چلے جائیں۔ مگر رکھ کو دیکھ کر وہ فرمانے لگے کہ کرشن تم نے بھوجن سے ہم کو بہت پرسن کیا ہے۔ ایک بات سے  
اور پرسن کرو۔ تو ہم تم سے بڑے پرسن ہوں گے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ آج اہم چاہتے ہیں کہ ایسے رکھ کی  
سوا دی کریں جو کسی کو نصیب نہ ہوئی ہو۔ اس میں گھوڑوں کی جگہ ایک طرف تم اور دوسری طرف رگمنی جیتے۔ پس  
ایسی لٹے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ کہ تم چل کر رگمنی کی اچھیا پوری کرو۔ رگمنی نے بہت جلد وجہ کی مگر چونکہ پہلے  
قول دے چکی تھی۔ اس لئے کرشن کے ساتھ رکھ میں جتنا ہی پڑا۔ اور جب یہ اٹھارہ رکھ دریا شاہی کے نزدیک آیا۔  
وہ نہ صرف خود ہی اس میں سوار ہوئے۔ بلکہ بہت سے شاگردوں کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اور باگ خود سنبھالی کر اپنے  
مار مار کر رگمنی کی پیٹھ لال کر دی۔ جب سب طرح سے تھک گئے۔ تو آخر کرشن کو چھاتی سے لگا لیا۔ ردیو ٹاؤن سے پھوٹو  
کی بڑے زور سے برکھا شروع کر دی اور کہا کہ تم پیراجیشور ہو۔ ہمارے شرش نہیں۔ بلکہ گورو ہو۔ دیو ٹاؤن کے  
کینے سے میں محض تمہارا امتحان لینے آیا تھا۔

ناظرین! آپ اندازہ لگائیوں۔ کہ کرشن کو اس امتحان میں کامیاب ہونے سے کتنی ناشی ہوئی ہوگی اس پر پوچھو تو  
اس امتحان میں ناپس ہونے والے ان کو اتنے بڑے پد پر پہنچا دیا جس پر کہ اور کسی کا پہنچنا اسے وال ہے۔

ادم ششم

## پریم کا ایک قدم

ہمیں منظور ہے یا رب تیرا ظلم و ستم لیکن  
جفا اور جور بہتر ہے تیرا عالم کی الفت سے  
نگاہ یار کو لگتی ہے مثل تیر پہلو میں  
طلب میں تیری اسے جاننا اگر چہ خاک جھان میں  
ہے بہتر تیرا شجرِ ظلموں کے دستِ شفقت سے  
نہیں منظور دنیا کی شہادت عزت و حرمت  
کرم بن تیرے اسے رہبرِ عبادت ہے دیوی حشمت  
نہیں لیکن مزار اس سارا ہوا غبار کی حکمت  
کہاں ہے اس کی ہم پلہ جہاں کی شوکت و ثروت  
جہاں کی مہربانی سے ہے ارادہ کر کی غفلت

اگرچہ تیرے شیدا ہیں مسکینی میں بالآخر  
مگر درپردہ میں وہ شہنشاہِ دوزخ و جنت



# پریم سے جیون

سچنہ پریم انک، میں پریم کے تعلق پہلے صفحات میں کافی سے زیادہ مضامین عامل باطل پیشوں کے ہر وہ  
 دینی سمندر سے موجزن ہوا کہ تکلیف کے لئے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب اس مضمون پر کچھ اور لکھنے کے لئے پریم انک  
 کے صفحات اجازت بنیو آئیے تاہم خالص کے مطابق پریم سے جیون کے متعلق لکھنے کا اہم کیا جاتا ہے۔  
 ایک پریمی کے جیون اور اس کے بھاؤں کو تحریر میں لانا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ان کا پرگٹ کرنا اسی کا  
 ہی کام ہے جو اس مارگ سے گزر چکا ہو، جسے سمندر میں غوطہ لگانے والا جب موتی کی تلاش کر لیتا ہے۔ تو  
 باہر کے لوگوں کو اس کی خوبی اور سرت معلوم نہیں ہوتی۔ اسی طرح جو پریش بھگوان کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اپنے  
 ہر وہ دلی مندر پر اس کے ساتھ کھیتا، درشن کر پاتا ہے۔ تو وہ اپنے آند اور خوشی کی حالت کو زبان سے درشن  
 نہیں کر سکتا۔ اس پریم سے دستہ کو وہی جان سکتا ہے جس نے اس کا مزایا ہو، نیز اگر وہ اپنے سمجھنے والوں کو کبھی  
 اپنی اندر وں حالت کا ذکر کرنا بھی ہے۔ تو اس کو وہ لوگ سمجھنے کے ہی اسرقہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ آنت اندر وں  
 کا آند نہیں بلکہ ہر وہ ہے محسوس کرتے ہیں۔ اس آند کا بھان (احساس) ان پریمی بھگتوں کو ہی ہوتا ہے  
 جنہوں نے اپنی خودی اور ذات کا تیار کیا ہے اور صرف بھگوان کے ہی ہو گئے ہیں۔ ان کو دنیا میں سوائے  
 بھگوان کے کوئی نظر ہی نہیں آتا وہ ذاتی اسراض سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ ان کو اپنے شریک اہنگنا مٹا بندھن  
 میں نہیں ڈال سکتی، وہ دنیا کے تمام جھگڑوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ پریم ایسی چیز نہیں جو عام لوگ حاصل  
 کر سکیں جن لوگوں نے تمام کامناؤں کا تیار کیا ہے اور جن کے تمام کام بے غرضانہ ہوتے ہیں۔ اور جو اشور  
 کو انگ سنگ دیکھتے ہیں۔ نیز اشور سے اپنی کوئی علیحدہ ہستی تصور نہیں کرتے۔ ایسے پریش ہی اس آند سے  
 جیون میں دیتے ہیں، شریک میں ایسی ہستیاں جنہوں نے اپنے من اور اندر وں کو دشن کر کے مایا کے تئیں غفلت  
 کو آدھین کر لیا ہے۔ اور لہذا ایسے آند سے جیون کو لبر کر رہے ہیں۔ ایسے پریش ہی منس کہانے کا حق رکھتے ہیں  
 جو بھی اندر وں کے غلام نہیں۔ کام کر دھ۔ لہجہ، موہ وغیرہ جن کے اوپر ہمیشہ سوار رہتے ہیں۔ وہ اس پریم کی منزل  
 تک نہ گزرتے ہیں۔ جنہوں نے ان تمام منادوں کو طے کر لیا ہے۔ اور بھگتی مارگ میں پریش کر کے صرف  
 بھگوان کے ہی ہو گئے ہیں۔ وہ ہی اس آند کو محسوس کر سکتے ہیں، پریم اور بھگتی کی نسبت جب بھگوان کی  
 اثیت کر یا ہوتی ہو حاصل ہوتی ہے۔ بھگوان کی کرپا کے حاصل کرنے کے لئے مہانتا لوگ حسب ذیل  
 سادھن بتلاتے ہیں :-

پریش اپنے آپ توں بھگدائے  
 تہوں لور اپدیش نادان ہوئے  
 بھل اپنی اور پر تہوں ہونڈی  
 جدول اپنا پھر گمیان ہوئے



گیان اپنے آپ دے دے تہوں  
ہوئے جگیا سا پورن تہوں ہنوں

ہوئے تہوں کر پیا بھگوان دی پی

بھکتی ہوئے گی تہوں بھگوان والی

ست آچرن مشریر کرے سدا

آج ملی سادھی سرب سوکھی

غفلت چرخ آکھل آپ کوں

گو بند دکھڑا رہے نہ پھر کوئی

سچا پریمی جس وقت تن من اودھن

پہلک ہوئے اودھن کی شدھی وغیرہ کو اپنا اصل کرتوت بنالتا ہے۔ زبان سے ایشی

فاجہ جانی دھننا ہے اودھن میں اس جیتن سرورپ آئند کند بھگوان کا دھیان کرتا ہے۔ اس وقت ایشیور کی

کر پیا ہو جاتی ہے اودھن پریم کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

ایسے پریم کا دوجہ کیسان سے بھی افضل مانا گیا ہے۔ جہاں پریم کا دیوتا ہے۔ اس جہاں جہاں ہے۔ وہاں گیان

کی کچھ پیش نہیں جاتی کوئی نصیحت کا اگر نہیں ہوتی۔ پریم کی ہمدانی لا علاج ہے۔ کسی شاعر نے بالکل ٹھیک

کہا ہے کہ

واعظا کیا ہے نصیحت کیا مجھے سمجھائے ہے

نیک و بد سو مجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

ایک اور شاعر نے توں ارشاد کیا ہے

کیا دیکھتا ہے۔ ہاتھ میرا چھوڑ دے طیب

یاں ہاں ہی بدن میں نہیں نفیض کیا چلے

بابا سائیں داس جی فرماتے ہیں

ہرچ میں سدا دھلائی گیان تائیں بھولا

پریم بھکتی جت سماں فتنی میں جھجھولا

شرمید بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی کے پریم میں گوپیاں اس قدر راز و خفا رہتی تھیں کہ ایک لمحہ کے

لئے ان کی جدائی گوارہ کر سکتی تھیں۔ ایک دند کرشن جی کو بند رہنے سے رخصت ہو کر منہ ارجانا پڑا۔ وہاں

وہ کافی غصہ تک کنس وغیرہ پاپوں کی سرکوبی میں مصروف رہے۔ ان کی جدائی میں جو حال گوپوں کا ہوا۔ اس

کا بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ جب ان کا یہ حال زاری شیاہ سندھ کے گوش گزار کیا گیا۔ تو انہوں نے

اپنے گیانی بھگت اودھو جی کو گوپوں کو گیان آپدیش دے کر شانتی دینے کے لئے بھیجا۔ اودھو جی

پورن موکھ اچھا

کہ پیا ایشوری جہاں بلوان ہوئے

جہاں پریم بھگت

تن من تے اندر زبان ہوئے

مکھول نامہ بنوں دھیان پور

میش الیدانہ

پور دکھ تکلیف

جہاں شکھ سرور

رشدھیا آپنا

رکے ناموں اودھن وغیرہ کا

اس وقت ایشیور کی

کے شاعر نے بالکل ٹھیک



گیان یعنی علم معرفت میں توئی الواقع ماہر کامل تھے لیکن پریم کی مہما کو نہیں جانتے تھے۔ پس انہوں نے حالت ہی گیان کا دفتر کھول دیا۔ اور طرح طرح کے آپدیش دینے شروع کر دیئے۔ کہ اے نادان لڑکیو! کیوں خواہ مخواہ اپنے جی کو بلکان کر رہی ہو۔ کہشن جی کی موہنی مورت کا خیال چھوڑ کر ایک شدھنرا کا پرہانما کا دھیان کرو۔ جس کی نہ کوئی شکل ہے، نہ صورت، رنگ ہے نہ روپ۔ ماں ہے نہ باپ جو ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے اسی کا جاپ کرو۔ اور پریم کے اس فضول آڈنبر کو جو تم نے دج رکھا ہے نیاگ کر لے کر اپنے فراتقن منضی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس میں تمہارا کلیان ہے۔ ورنہ یوہنی روڑو کر مفت میں جا بیس گنوا دوگی اور ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ کوکل کا وہ گوالہ تمہارے پریم کی تدر کیا جانے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اودھو جی کا جادو کار کر نہ ہوا۔ بلکہ اس کے تمام وعظ و نصیحت کا اُلٹ ہی اثر ہوا یعنی بجائے اس کے کہ گویا گیان دھیان میں لگ جائیں۔ انہوں نے اُلٹا اودھو جی کو پریم کا ایسا شاندار سبق پڑھایا کہ اسے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی۔ اس کی تڑپیں مثل ہوتی۔ کہ "گئے تھے نماز بخشوا نے اُتے روڑے لگے پڑے مچانچے اودھو جی بھی سری کہشن جی کے پریم میں اس تدر سرشار ہو گئے۔ کہ تن من کی بھی سدھ نہ رہی۔

جب وہ سری کہشن جی کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے دیباذت فرمایا۔ کہ کہو بھائی گویوں پر تمہاری نصیحت کا کچھ اثر ہوا یا نہیں۔ اس پر اودھو جی نے نہامت سے گردن جھکا لی۔ اور عرض کی کہ میری نصیحت کا تو کیا اثر ہونا تھا۔ اُلٹا ان کی نصیحت مجھ پر جادو کر گئی۔ اور میں بھی آپ کے پریم میں ایسا ہی دیوانہ ہو رہا ہوں۔ جیسے کہ وہ۔ میں کہ کہشن جی بے اختیار ہنس پڑے۔

انفرن پریم کی مہما کا وزن کرنا آسان نہیں۔ یہ وہ جادو ہے۔ جس کا کوئی منتر نہیں وہ مرض ہے جس کا علاج کوئی نہیں۔ لیکن مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ قابل تحسین ہیں۔ وہ ہنسیاں جو اس جنون میں مبتلا ہوتی ہیں۔

جب بھگت کامن بھگوان کے پریم میں مگن ہو جاتا ہے۔ تو وہ تمام دنیاوی تفکرات سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کے آئینہ دل پر صرف بھگوان کی تصویر منعکس ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے تمام خیالات کا نقش حرمت غلطی طرح مٹ جاتا ہے۔

بھگت اپنے بھگوان کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اس کا جسم تو دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن روح پر بھگت کی گود میں۔ البتہ پریمی کو دنیاوی لوگوں کی محبت کا لے ناگ سے بھی زیادہ خوفناک دکھائی دیتی ہے۔ اہل دنیا کی محبت کی نسبت گوشتہ تنہائی کو وہ لاکھ درجہ بہتر سمجھتا ہے۔ کیونکہ گوشتہ تنہائی میں وہ اپنے پیارے پر بھگت کے زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور کیف روحانی اور سرور سرمدی کو حاصل کرتا ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے برقرار رہتا ہے برخلاف اس کے وہ بھگت دنیاوی لوگوں کی محبت جس کا نتیجہ دبدبا کلش ریح و الم بغض و عنادوت۔ حُصلی بخیلی کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا نیاگ کرتا ہے۔ جب تک اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیاوی لوگ اس کو ناکارہ۔ بزدل۔ جاہل سمجھ کر اس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ جو کہ اس کے لئے باعث راحت اور منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ سچے پریمی کو چھوڑ کر اپنے شری سے کوئی مودہ نہیں ہوتا۔ نیز عزت و ابرو کی خواہش نہیں ہوتی۔ اس لئے دنیا داروں کی پرواہ نہ کرتا ہوا ہمیشہ بھگوان کے چروں میں دھیان لگا کر رہتا ہے۔



دنیا دار لوگ اُس کو کئی طرح کے عذاب دیتے ہیں۔ لیکن وہ ثابت قدم ہی رہتا ہے۔

عشق میں جان سے گذرتے ہیں گذرنے والے

موت کی راہ ہی نہیں دیکھتے مرنے والے

اپنے سچے پریمی اپنے پریم کی چاہ میں اپنی ہستی کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

خاک ہو کر عشق میں پائی حیات متقل

دل کی بربادی میں مہینہ زندگی کا راز ہے

پریمی بھگت ایشور روپ ہوتے ہیں۔ گویا ہر طور پر وہ سادھارن سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام دنیا داروں کی نظر میں وہ کم عقل ناکارے ملک پر بوجھ مانے جاتے ہیں۔ لیکن اصلیت میں ایسے مہا پریش تیم دنیا کے لئے ایک بے مثال ہستی ہوتے ہیں۔ ان کے جیون سے ایک ایسے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو کہ تمام سنسار میں سکھ اور شانتی کے پھیلانے والی ہوتی ہیں۔ گویا دنیا تک دیو جی کا پتا کا لورام تو یہی سمجھتا تھا۔ کہ اُسکا لڑکا اُس کے کاروبار کو۔ اُس کی محنت سے حج شدہ دولت کو لٹا رہا ہے۔ لیکن اس کو کیا معلوم تھا۔ کہ اُس کا تو نہال دُنيا کے سامنے ایک ایسا آدرش پیدا کر رہا ہے۔ جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔ دنیا میں کروڑ بیتی ہو گذرے ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ لیکن گورو ادران کے پتا کا لورام کا نام جب تک دنیا رہے گی قائم رہے گا۔ بھگت ان کے پریم میں اپنا سرو سو (سب کچھ) ادا کرنے والے ہمیشہ ہی زندہ ہیں۔ جو ایشور کا بھجن کرتے ہیں۔ اور پریم بھکتی میں سرشار ہیں۔ ان کو ناکارہ نہ سمجھو۔ وہ ایک سوج کی طرح ہیں۔ جو سورج کوئی کام کرتا نظر نہیں آتا۔ لیکن اُس کے پرکاش سے ہی تمام دنیا کے کاروبار چل رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سچے بھگت کی روحانی زندگی تمام دنیا کو شانتی اور سکھ کی پراپتی کر رہی ہے جس کو عام دنیا دار اور دُشے و کاروں میں بھنے ہوئے لوگ محسوس نہیں کر سکتے۔ ظاہر طور پر جو کام دنیا میں چل رہے ہیں۔ ان کی کیا وقعت ہے۔ ایک شخص صبح سے لے کر شام تک کام کرتا ہے۔ دس کا مقصد دھن کمانا ہے۔ وہ دھن کمانا ہے۔ تباہی اس کی محنت کا کیا نتیجہ نکلا۔ صرف یہ کہ مٹی کا ڈھیر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا۔ اس سے کیا لالچ ہوا۔ لیکن اس کے مقابل میں ایک بھگت کی زندگی ایک سچی راحت سچی خوشی کے دینے والی ہوتی ہے۔ بھگت اپنے سروپ میں جاگتا ہے لیکن ایک دنیا دار خواب غفلت میں سویا ہوا ہے۔ بھگت نے منہ جیم کو سچل کیا ہے۔ لیکن دنیا دار نے ایک ایسے قیمتی وقت کو ضائع کیا ہے جس کا خمیازہ وہ گدھا ادریل بن کر بھگتے گا۔

سارے متجنبا منہ جیم کی سچھٹا اسی میں ہے۔ کہ بھگوان کی سچی بھکتی پر اہت ہو۔ یا گیان کی پراپتی ہو مایا کے تین فن دست روح ادرنم۔ سب پر مودیت ہو رہے ہیں۔ جب ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی وقت ایشور بھجن ادرنیک احوال کرنے کی طرف طبیعت رجوع کرتی ہے۔ ایسے وقت کو عنایت سمجھنا چاہیے۔ یہ اوستھا گذشتہ کے ہوئے شہر کموں کا اسی بھل ہوتا ہے۔ اس حالت کو ایشوری کر یا اسی سمجھنی چاہیے۔ جس پریش کو انیہ بھکتی پر اہت ہو چکی ہے۔ اُس پر ہمیشہ ہی ستوگن کا غلبہ رہتا ہے۔ اُس نے توگن اور روحن کو دبا لیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ دنیاوی کاروبار اور دکھشرب کو پسند نہیں کرتا۔ اور اٹھوں پر بھگوان کے چرنوں میں رہ کر آئندہ اور سرود کا لطف اٹھاتا ہے۔ نہ اُس کو کھانے کی پرواہ ہوتی ہے۔ نہ پینے کی۔



نہ کہیں جانے کی نہ آنے کی۔ نہ کسی سے کوئی غرض ہے نہ واسطہ وہ شری کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے وہ استھت پر گیا یعنی بلیک العقل ہو جاتا ہے۔ اس کا جنم مرن چھوٹ جاتا ہے۔ وہ ان دنیاوی مذاہب کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام کو وہ ایک جنم ہی سمجھتا ہے۔

م مذہب ناہیں کوئی عاشقان دا لا مذہب والے رستے جاوندے اوہ

اول

م مذہب دی گل کی پھینا ہیں مذہب عاشقان دا مولا حبان اگو

البتہ کے سچے بھگت دنیا میں کیا ہیں۔ نماز روزہ اور شریعت پر چلنے والے۔ نیز ملک دکانے والے۔ سدھیا کرنے والے۔ مندر دل میں جانے والے تو آپ کو بشپار میں گے۔ گو یہ کرم بھی اس پریم کی منزل کی پہلی سیڑھی ہیں۔ لیکن اس کے آگے کی منزلوں کو طے کر کے عشق حقیقی کے شاندار مندر میں کوئی جلاہی پریش نظر آئے گا۔

گو جلاہی میں ایک بھگت ہو گزرے ہیں۔ جن کا نام بھگوان تھا۔ ان کے تینا کا نام پنڈت جیون ل تھا۔ بھگت جی کو لوگ سدھ سدھ کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ ایک اچھ برابھن خاندان سے تھے۔ اداں عمر میں انہوں نے کچھ سنسکرت دیا اپنے تینا سے حاصل کی۔ گیتا۔ وشنو سہسرام۔ دواہ پدی اور دیگر کرم کا نڈ کے گرنہ جن کو پڑھنا ایک برہمن کا کر تو یہ سمجھا جاتا تھا۔ بھی انہوں نے پڑھے۔ ان کی طبیعت شروع سے ہی بہت سادہ رہی تھی۔ لیکن گیان کی پرائی کے بعد تو بالکل ہی سادہ لوح ہو گئے۔ جینا پیر عام لوگ تو ان کو مورکھ اور بوقوت ہی خیال کرتے تھے۔ ان کی ایسی وچتر حالت تھی کہ اگر وہ حج بھون کرنے میں بیٹھے تو سارا دن بھون ہی ہوتا رہتا۔ نہ کھانے کی سدھ ہے اور نہ گھر جانے کی۔ گر ہستی لوگ جن کو کچھ شرم ہوتی۔ وہ ان کو اپنے گھر لے جاتے۔ اور ان سے وشنو سہسرام یا گیتا کا پانچ گروا تے۔ اور جنک ان کو یہ نہ کہا جاتا کہ اٹھو اور بھون کر لو۔ وہ پاٹھ ہی کرتے رہتے۔ ان کی ماتا پردھ تھی۔ خصوصاً ماتا کا پریم انتہا درجہ کا ہوتا ہی ہے۔ وہ ان کی فکر میں رہتی۔ اور جب کہیں کسی سے پتہ لگتا وہ ان کو پکڑ کر گھر لے آتی کپڑے بدلتی اور بھون کھلاتی۔ وہ کئی دفعہ ان کو بازار سے غور و فیاض لانے کے لئے بھیجتی۔ وہ خرید لانے لیکن راستے میں کسی نے کہا کہ سدھ جی مجھے بھوک لگی ہے۔ یہ مجھے دے جاؤ تو تمام کا تمام سامان اس کو میٹھے دیتے اور خالی ہاتھ گھر لوٹتے۔ ماں بہت ناراض ہوتی۔ لیکن وہ ہنس کو کہہ دیتے۔ کہ ایک بھوکا شخص ملا تھا اس کو دے آیا ہوں۔ کئی شرابی لوگ ان کی اس طبیعت سے واقف ہونے کے باعث ان کے کپڑے بھی آڑو لیتے لیکن ان کو ہر کہہ ہوتا نہ شرم۔ ایک دفعہ ایک غنڈے نے ان سے تمام کپڑے آڑو لئے۔ اور ایک کو نہیں پرے جا کر کہا کہ سدھ جی۔ اس کو نہیں میں چھلانگ لگاؤ۔ سدھ جی کو تمام پریشوں میں بھگوان کرشن کے ہی درشن ہوتے تھے۔ بھلا وہ بھگوان کی حکم عدولی کیونکر کرتے۔ وہ جھٹ کٹیں میں کو دے کو تیار ہو گئے لیکن

جال کو راٹھے سائیاں مادر سکتے تو

نور ہی ایک شخص نے ان کو آکر کندھے سے پکڑ لیا۔ اور کہا سدھ جی یہ کیا کرنے لگے ہو؟ سدھ جی خاموش۔ وہ اسی جس نے اس طرح کی شرارت کی تھی۔ کپڑے وہاں ہی چھوڑ کر بھاگ گیا۔



ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سدھ جی کو اپنے بھائیوں کے گھر میں موضع بوڑھہ در ضلع بھراوا میں ایک شادی کے موقع پر بھیجا گیا۔ چونکہ وہ شادی وغیرہ کے تمام سنگار کر سکتے تھے۔ اس لئے عام طور پر ان کے گھر والے ان کو ایسے موقعوں پر بھیج دیا کرتے تھے۔ جب سدھ جی بھائیوں کے گھر پہنچے۔ تو ان کی خوب خاطر تواضع ہوئی۔ گھر میں تمام افراد ان کی عزت کرتے تھے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایک تماشہ ہاتھ آگیا وہ سدھ جی کو کہتے۔ سدھ جی بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ جاتے۔ پھر کہتے سدھ جی اٹھو۔ وہ اٹھ جاتے۔ سدھ جی کپڑے اتار کر دے دو۔ وہ ویسے ہی کرتے۔ کچھ لڑکوں کو شرارت سوجھی وہ سدھ جی کو ساتھ لے گئے۔ اور گئے کے کھیت سے گئے اکھاڑ اکھاڑ کر جو سننے لگے۔ اور سدھ جی کو کہا۔ کہ اگر کوئی زمیندار رجاٹ (اس کے نو خبر کر دیتا۔ چنانچہ رجاٹ آواز سن کر فوراً اپنے بھائیوں کو لے کر گیا۔ کہ سدھ جی نے ہمیں گئے اکھاڑنے کے لئے کہا تھا۔ اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ کیوں سدھ جی! آپ نے کہا تھا نا، سدھ جی نے حسب معمول ہاں کرئی ہی تھی۔ بس پھر کیا تھا۔ برہم زمیندار نے خوب زبرد کو ب کیا۔ مگر سدھ جی ہیں۔ کہ زبان سے کچھ کہتے ہی نہیں۔ سدھ جی کو ہاتھ کر مٹھا دیا گیا۔ پھر بھی انہوں نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ عین راحت اور اطمینان سے تماشہ دیکھتے رہے۔ آخر کھروالوں کو پتہ لگا۔ وہ آئے اور رجاٹ کو لعن طعن کی اور سدھ جی کو گھر لائے۔ اس زمیندار کا بعد میں پرچہ ہوا کہ اس کو ایک مہلک بیماری نے آن گھیرا اور وہ بہت دکھ اٹھا کہ کچھ عرصہ بعد اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اور اسی طرح اس کا تمام کنبہ قبیلہ بھی راہ عدم ہوا۔

دوسرے دن وہی چھوٹے چھوٹے لڑکے سدھ جی کے ارد گرد ہو بیٹھے۔ اور کہا۔ سدھ جی کوئی بھجن تو سناؤ۔ سدھ جی نے بھجن کا ناشروع کر دیا:-

ٹھٹھک چلت راجندر باجت بے جنیاں  
 کلکت اٹھ چلت دھائے پرت بھوم لٹ پچا  
 دھائے مات گودیت جسر تھ کی رنیاں  
 انچر راج انگ جھاڑو دوجھانت سوسوار  
 تن من دھن وار دیت کہت مرد بچنیاں  
 مودک میوار سال اور رچر لیو لال  
 اور لیو و رچر یاں کنجن گھنگریاں  
 اد بھت شو بھا اپار کوئی جن نہ پائے پار  
 گاد گن نشیش جاں کے سہسر شور و جنیاں

۱۔ اکر ۲۔ مٹی

۳۔ مٹائی

۳۔ کٹی طرح

۲۔ مٹی بچن

۴۔ اور جو خواہش ہو



# تلسی داس اتی آنند ویکھت مکھاہ بند

## رگھیر کی چھب سمان رگھیر چھب بنیاں

شادی کا اتسو ختم ہونے کے بعد سیدھ جی کو بہت سے یار چاٹ مٹھائی وغیرہ اور کچھ نقدی دے کر الوداع کیا گیا۔ وہ مستی کی حالت میں چھوٹے چھوٹے جھانٹے ۱۲ میل کا سفر طے کر کے شہر گجراتوالہ میں پہنچے۔ ایک مکان پر ٹھہر گئے۔ ان کو مال و اسباب اٹھائے ہوئے دیکھا۔ تو ان کو کہا کہ سیدھ جی یہ کیا ہے۔ جواب ملا۔ کہ یہ مٹھائی اور کپڑے ہیں۔ سیدھ جی میرے بچے چھوٹے ہیں، سردی سے بلداتے ہیں۔ یہ مجھے دے دو۔ پس سیدھ جی کو کیا دے رہی۔ سب نقدی اور پارچاٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ اسوقت نہ ان کو اپنی ناداری کا خیال رہا۔ نہ مال کی گالیاں ہی یاد رہیں۔ ان کو تسوائے اپنے پیارے کرشن کے دوسرا نظری نہیں آتا تھا۔ اسی طرح ان کی شاندار زندگی کے دن گذرتے گئے۔ آخر ۴۰ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے فانی جسم کو گیتا کے اٹھارویں ادھیائے کا پاٹھ کرتے کرتے تیاگ دیا۔ جن پریموں اور شردھاؤ پرشوں نے ان کی سیوا کی ان پر بھگوان کی اتی کہیا ہوتی تھی خصوصاً ان کے چھوٹے بھائی سبھت میلادام جی ڈاکٹر جو کہ ایک خاص مست سنی اور دھرماتما پرش تھے نے ان کی خاص شردھا اور پریم سے سبوا کی جس کا پھل یہ ہوا۔ کہ جو مر لھن بھی ان کے پاس آنا وہ شفا یاب ہوتا۔ دن بدن ان کا کام بڑھتا گیا۔ اب ان کے لڑکے ڈاکٹر کرشن لال بٹرا کی دکان چھینڈی گڑھ میں ہے۔ بہت بہت دور سے ان کے پاس لا علاج مر لھن آتے ہیں۔ جن کو شفا ہو جاتی ہے۔ یہ سب مہاتما پرشوں کی سیوا کا پھل۔ گویا سیدھ جی کی روحانی شکتی نے ان کے لہر حقیق کو بھی رنگ دیا۔

اسلئے معمول ایسے محبوب، بھکت شرومنی، برہم نشہ والے پرشوں کو بھی نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ ان کو کامل مست اور ملک پر لوجھ کہہ کر بے عزتی نہ کرو۔ کیونکہ گورو نانک صاحب فرماتے ہیں: "برہم گیانی آپ پر بیشور ایسے پرش برہم روپ ہوتے ہیں۔ ان کی بندیا کرنا مہا پاپ ہے۔ اور ان کی سیوا سے لا بھ پہنچتا ہے۔ ایک سچے پریمی کا جیون اپنے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ دُنیا کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے وہ اپنے شریہ کو دوسروں کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اس کو زندگی کی خواہش نہیں۔ اور نہ ہی مرنے کا ڈر ہوتا ہے، وہ اپنا دھن دولت و فائدہ عام کی بھلائی اور ان کے دکھوں کے دور کرنے میں پروردہ رہتا ہے۔ وہ دُنیا داروں کی طرح دھن کو صرف اپنی ذات یا اپنے بال بچوں کے لئے ہی جمع نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنا کمایا ہوا دھن غریبوں محتاجوں میں خرچ کرتا ہے۔ عام طور پر دُنیا میں دیکھا گیا ہے کہ جب تک انسان کے پاس صحت اور پیسہ ہے دُنیا دار لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اور اپنے مطلب کیلئے اس پر جان و شہ دے دیتے ہیں لیکن خدا کو آنند جب کسی مہاک سہا جی میں غلبہ ہو جاتا ہے یا اس کے پاس دھن نہیں رہتا تو اسے تیزی سے چراتا ہے وہ اس کی سیوا کا ہر داری کیلئے نہیں کرتا بلکہ خاص غنیمت اور شردھا سے اس کی تس منی اور دھن سے سبوا کرتے ہیں تیر ہو جاتا ہے۔ اور عزت کے قابل نہیں رہتا۔ بھگت کا جیون ہی ایک سچا پریم شے جیون ہوتا ہے۔ ایسا پرش ہی دھت ہے۔



== (از گویند پرکاش مصنفہ برہم لین شری سوامی گویند آنند جی مہاراج) ==

دُنیا دلوں منہ نوں موڑیں دین دلوں دی نا  
 جیتے پریم ربانی ہوندا دین دنی بھل جاون  
 بو خودی دی کڈھے اندر دل دنی دلوں مٹانے  
 نال پیارے جھوٹے ہر دم میل بنا کے سناواں  
 مورت وانگن صورت اسدی مورتوں لاسکدا  
 بالن بہوں پریم مواتا اندر جیدے بلیا  
 باجھ پیارے سچن اسدے ہونہ تقاضے جھپے  
 عشقے والی چنچا چڑھا کے پھوکے تن من نول  
 مثل سودا بنیاں دے باہر دل اندر دل اوہ بکا  
 اک اک لہر دکھا کے دنیا دوجی لہرے روہرے  
 جھپ کے آب محبت والا مشق پریم دی لیکے  
 عاشق نت کریندا ٹھنڈی بن چھپا رچلا کے  
 اونہاں منتر لے کد کرنی جنہاں دل دھڑکے  
 لوکاں بھانے ایہہ گل ہا سعا عاشق کو دکھلاو  
 دم دم تیکے واسط سچن دی کراوہ دیش دیوے  
 بن کے بھل بچھے گل دے اینا آپ کدافے  
 جھم جھم بانی برسن اکھیاں جھم جھم قدم دھرنیا  
 گوہرے انہن خونیاں وانگر عاشق جان نشانی  
 دنیا چھوڑ دیوانہ ہو کے یار یار نکارے  
 تن من اسدا رہے نہ رتی سبھی پھوک دکھاو  
 مثل سمندر پر جہاں چھلے ہوئے ظاہر سارے

پریم بیا داجے توں لوڑیں او منتر مٹوانے  
 اک آیتان تے دو تاراں سرگرداں سعادون  
 پریم حقیقی پاوے سوئی جو زندہ مر جاوے  
 پینا گھال پریم چڑھا بنیاں جتنے نال شق دیاں لاول  
 گوہرے بن دا انگ منانہ دے بربر نکدا  
 ہوش عقل سب تیری ہی تن من اسدا جلیا  
 طرف ماسی دی تنگے ہر دم اک بل نظر نہ آکے  
 جھوٹے بھٹو دیے وادم دم جانے دین دنی نول  
 گنگا گیا گئے بھل اسٹوں امرکا دل بھیس مٹکا  
 وانگ سمندر مارے لہراں کون اسٹوں پورے  
 رکھے صاف ولید انکھن عشق بہاری دے کے  
 عشق مچاندا گ بہوں دی آہیں بیکہ ہلا کے  
 راہ پریم فرج مارو بدل ظالم بھلی کرط کے  
 مویاں باجھ نہ بلدا ماسی مر جیوے سو پاوے  
 لوں لوں بار کو کیندا عاشق بیک آرام نہ لپے  
 پی پی کراوہ مثل پتھر کوںخ وانگر کراوے  
 تن عاشق دا تھر تھر بنے پھر پھر جگ کریندا  
 سبلا رنگ تے آہیں ٹھنڈیاں عقل ہوئے مٹانی  
 جنٹل اتے پیاریں پھر وانا لے ندی کنارے  
 جس بیچارے پریمی اندر بھانٹ پریم مچاوے  
 منہ پر مہر خانو نشی لا کے دل فرج یار چنارے



دل دے ٹھاکر دوائے اندر پریمی پوچھا کر دے  
 کرے حویلی دلی خالی چری نہ پھر تنن یادے  
 لے پرواہ پیار پر ایسا پاس کھلون نہ دیوے  
 جگ جھوٹے پاس کھلون کے دور دل یا زنجیندا  
 پر جے سر اپنے نوں کٹ کے بھٹیا یاد کر آئے  
 دھوکہ مہتہ جگت بھنیں دو دیں پڑھے نماز حقانی  
 جس دم پیار نظر نہ آئے سودم کافر جانے  
 پن ذات نہ کوئی دیکھے جو بیدے اسو بھوے  
 جھباکی دلبر والی با بھوں تن نوں جانے مر دے  
 پوچھتی تیرا دن کوئی بھٹے وید تیرا نا  
 بے تے داستان نہ پڑھدا پڑھدا الف حقیقی  
 یوں چال دی غرور نہ اسنوں جال بولے ناں دلبر  
 تیری مالا دونوں ٹوڑ پھوڑے ورد نہ بانی  
 فانی چیزاں یوں بھلا کے رہند ایم سہاے  
 کیسی بھلاں دانگوں دنیا بھوکی من وچ جانے  
 خواہش اس دنیا دی کوئی ذرا نہ دل تے رکھے  
 ہا رہند گار نہ چاہے تن واکرے نہ من دا بھانا  
 ناموری دانام نہ لیندا نہ ہی لوڑ لڑائی  
 کھانا پن دا خیال نہ ماسہ بھوے خواہ نہ بھوے  
 سینہ بے تن تے اکھیں جگ نوں منہ پیر لگا دے  
 شیشے دانگوں صاف کریندا شیشے سینے والا  
 میں میری دی جانہ اوٹھے جتھے دے پیار  
 پریم طہاچہ لگدا جتھے جگدی ہوش بھلا قے  
 دیکھو پریم مورچہ راجے جگ میں کر دھلا یا  
 دیت تیر پھلا دھگت نے پریم کیا بھگوانا  
 مہاں میر منہ منت جی جب پریت رام من دھاک  
 اڈے بنال پران دے پریمی طرف پیارے جاتی  
 چوداں لوکاں گدہ کھلیوے اک اڈائی لاکے  
 عاشق اک راہی نوں اکھیں من او جادوں ہار  
 اندر پیار پیارے تینوں بٹھے کم نہ کوئی

بن بھاکر کوئی ہو نہ دیکھے دویت نہ دل پر دھوا  
 ایک ایلی دل دے اندر پیار یا رہ دسا دے  
 سایہ دیکھے ہیرا عاشق دل نوں خوش کر لے  
 ایہہ تھی جان غنیمت دیوچ لکھ لکھ شکر کریندا  
 بے سر ہوئے پیارے والا پورا درشن یادے  
 ترک خودی دا سجد کر کے چھوڑ ڈھوڑ فانی  
 با جھوڑ چھوڑے اوس سجن دے ہونہ پاپ بھانے  
 اپنی پن پریمی سمجھ سمنکھ یاد کھلو دے  
 نظر نہ آئے سوہنا جس بل دم دکھنا نہ بھرا  
 تیرے دے دی گل میں چکا پڑھن تیرا نا  
 ملاں مسجد یا نہ رکھے اکو یا رہی  
 نقش نقوش نہ کوئی دل تے نہ راہی نہ نہر  
 من کا منکا پیرے ہر دم گردا درد ربانی  
 جیون اپنا ہو نہ جانے بن اک جانی پیارے  
 ناٹک جادو سنا خیالی ایہہ سنسار بھٹانے  
 بے خواہش دیتوں تھی ہوئے مڑہ پریم دا جتھے  
 نفس حرامی جانوں نالے رکھے پریم ربانا  
 عزت پت پرچونکا پیرے کھنکھ نہ کام لڑائی  
 گل چاواں نوں چاہ وچ پاکے بے جاہ لکے کھلو  
 ملن دھوڑا کوڑا چھوڑے دل سائیں دل لاوے  
 داغ کوئی بھی نظر نہ آئے نہ جیٹ نہ کالا  
 سایہ اوتھے رہن نہ ملدا دیتے داک جارا  
 تن دھن خوش قنبلہ سارا بندے پیار اڑاے  
 تیر دھراے پرچیرا نمھوں نہ سی الا یا  
 دھارا دپ نہ سنگھ غنیمت ہیری بیگ پرگٹا  
 بیج سمھا پرگٹ دھلا یا لوں لوں رام اچاے  
 کوئی اس نوں روک نہ سکدا اندر میں جہانی  
 پاس پیارے پریم اپنے ہو پھل وچ جاکے  
 پینڈا پریم مکایا چا میں خیال بھلا دیں سایے  
 جاگدیاں نہ ویرے اک دم سینے اندر سوئی

موتی سرنج بنجوں دے پیچھے لے کر مار رو دیں  
 آہساند انبوا کے پکھا دم دم کھیں یارا  
 تن دھن دی پرواہ نہ رکھیں سر سائیں توں قاریں  
 زندہ چڑھیں چنچاٹے اُتے کفن پے تشری بائے  
 کر کے صاف دے داخانہ کوڑا خودی اٹھائیں  
 دیا دلدار روشن کر لیں پریم نیل من بانی  
 کھنکھ پیاس گواکے ساری اس پیارک کھیں  
 شہر ت عزت تے دویائی خاک تہناں سراوین  
 من بہ نکال والی جد توں کھید تیا لیں ساری  
 ہوش غفل دنیاوی چھوڑ کے در سائی دے دیں  
 خود امید نہ رہی کوئی تروک اکد نہ ہوسی  
 تن کھنکھ من مٹ بنا کے پریم مصلحہ یاروین  
 وشے اندرے سب بھل جان دے دم پیارا  
 دن اندر کوئی کم نہ تینوں راہیں بند بھلا دیں  
 سیر واقفہ روپیائے کے پریم خریدیں سچا  
 تن دھن دا جے ہر ذکر کے خیر ہیں راہ نہ سائیں  
 راہ پریم وچ پری پریشاں لگدے تیر کھنیرے  
 دیوے اندر جیوں جیوں تہی سراپا کٹوا دے  
 تیسے جبرے پیچھے پری عاشق رب کہا دن  
 بھوڑ بھوڑ بندہ سن توں اکو پرگن دکھو دکھو  
 پروانہ تے کھنکھ دو نوں جلن شمع تے آون  
 پیچھے پری مول نہ ڈر دے طعنہ دکھاں پاسوں  
 دل کزور بھسے وچ وشاں پس عاشقاں کرے  
 سر توں گٹ تلے تے رکھے گل یار اوہ آدے  
 فک سوج دی جانہ رکھے عقل ہوش توں چھوڑے  
 پریم پیالابی کے ہر دم مست رہے مثوالا  
 بان لاجہ دا خیال نہ رکھے نہیں نفع نقصانا  
 ابراہیم ادھم دے وانگوں جگ توں کرے کناو  
 خاکی تن دی خاک آوازے وانگوں شرف قلند  
 مثل شمس دے کھل خودی دی آپے چا اتارے

بانوئیں سوہنے دے گل اندر وچ پھر پھر نہ روویں  
 جھلٹیں سر سچن دے اُتے ہوسی خوشی پیارا  
 من اپنا بھی نال خوشی دے قربانی کر داریں  
 مثل سسسی دے ملسی تینوں پریم جلدی اُتے  
 یار پیارا تر ت ملے گکاجے انوار بلا سیں  
 دیکھ غنچا پ جانت سوہنا ملسی را تو رانی  
 دل توں سواد بھلا دیں جھوٹے مزہ پریم کھنکھیں  
 خودی سارے کے سواہ وسدی تن من چار ما دیں  
 عشق نہر سے دیوچ آکے پڑھیں واحد باری  
 پریم پیالابی کے سچا تر ت مست ہو جا دیں  
 سدا مست شکم اندر رہیں دکھ نہ کوئی پوسی  
 میخانے لیکھوئی اندر دست شراب کدھوا دیں  
 بو خودی دی ہے نہ باقی ہوویں سب سے نیارا  
 دل دے اندر دلبر والا نقشہ خوب جھوا دیں  
 وشے ہر کاراں دنیا والا چھوڑیں سواد کھیا  
 اوڑک لوں سب کھنکھ ہو جان پسین لکھ بلا سیں  
 پر دل اندر فک نہ لاون دٹ نہ پاوان چرے  
 نیوں توں روشن ہوتی ہو دے جان کھنا دکھاٹے  
 جیوں جیوں دیکھن منہ دکھانہ اتیوں یوں ہم دھوا  
 گوئل کا توں رنگ برابر پر بولی توں بھڑے  
 کھنکھ نئے پر پروانہ تن من حال دکھا دن  
 لاون تے چا توڑ بھادن ڈرن نہ لیکن ساسوں  
 گلے بھان مزہ پریم داپیر بچیاں توں دھڑے  
 لے سر ہو کے خودی گواکے نہ پیارے توں پاپے  
 دور اندیشی تے دانائی والا رشتہ توڑے  
 گال الانہ ڈرانہ سمجھے فرق نہ دکھ سکھ والا  
 زرتے خاک برابر سمجھے اپنا اور بے گانہ  
 تیر مرن قبول کینو سونا چھوٹا اس پیارا  
 کھادا اس مچھیاں سارا فرق نہ لسیا یا اند  
 شاہ منصورہ وانگر چڑھ سولی یار یار پکارے



توں کھائے ویر بند بنائے توں توں شکر گزار ہے  
وانگوں بھکت گبر جولا ہے ایک رام سنگت ہے  
چھوڑے ڈاڈ مکر سب من توں کھیلے باندی ہے  
موند کھ لوگ بھسا دن والے چھوڑے ڈھنگ ہے  
جینگا بُرا نہ کوئی دیکھے بناں پیارے جانی  
جاگدیاں تے نیندا اندرا اب دم یاد نہ بھلے  
گنتی منتی توں نہ ہووے جیتھے پریم الارا  
دین دنی توں سہت خودی تے وانگوں موم جلائے  
شرم کم دیا چا دھیاٹے بند شرم عدے توڑے  
روم روم ویر دے پیارا دے رگ رگ اند  
کھڑک دکا مال پوہ نہ تیکے کوڑ حقیقی ہے  
گردن نفس حرامی اتے رکھتے لت دبا کے  
شع غرض د ادا من جھاڑے چھوڑے جرض بجانی  
میراں آنے کرماں بائی وانگوں پریم کما دے  
جرض ہوا دی توں آوے جھڑ جاونے اس من دی  
شرت بے بڑتی دی مطلق پنچم پرواہ نہ ہووے  
کوئی ساس نہ جاونے خانی بن اس جانی پیارے  
سرپ چوہری ہر کر دیکھے وانگوں رام سوانی  
پچھے اوپر دلبر دیکھے دیکھے اندر باہر  
اول آخر اوہی دیکھے گو تہ بند باطن ظاہر

پریم پیادا یا بل دکھایا سر مد پریمی پیارے  
عورت بلیا تہی سارے راہ پریم دے جوتے  
ڈال پریم دی ڈالے ایسی رہے نزد نا کچی  
چالائی ڈا نام و سارے توڑے تیر نشا نے  
جدھر دیکھے دلبر دیکھے نہ باقی نہ قانی  
جنوں تے پیارا دے شرفے دل دے کھلے  
پورا پریمی سوئی کہا دے تن من ایسے سارا  
با جھ پیارے ہو نہ باقی ایسا جال دکھاوے  
سب و توں منہ موڑے اپنا اک سا من دل جوڑے  
جگ جیان ویر داسا اسدا تن بن خاں مندر  
وانگوں شیر رہے ویر دنی کوئی نہ آگے کھڑے  
پیش نہ جاون دیوے اندی رکھتے جت جاکے  
خوف چپکا دے دل توں سب کیا بند کیا تانی  
دکھ سارے بھی سکھ ہو جاون نہ سر امر نہ ہو جاون  
رہے خیال نہ تن دارتی خواہش ڈا نہ دھن دی  
رج کوڑ دوہاں توں جھڑ کے ویر میدان کھلو  
دم جائے تے جائے پر اک جھڑک نہ بار سہارے  
دل ویر خوف نہ بدے چہر بھلے نام نہ نامی  
دیکھے اندر باہر  
اول آخر اوہی دیکھے گو تہ بند باطن ظاہر

## نقدیر و تدبیر کا ایکسرے

اوم شانتی، شانتی شانتی  
مصنف شری بھاگل سانی  
موتیوں سے تولے والی کتاب

یہ کتاب اس مہا سہ سے اور جیون کی سمجھتا کی آئینہ دار ہونے کی وجہ سے سچ و شانتی اور خوشی کے لئے  
زندہ جادوئے معلم کا حکم رکھتی ہے اس کے لفظ لفظ میں اور سطر سطر میں، صفو صفو میں آچو شادی راز ملیں گے۔ جن کو  
جان کر آپ سورگی جلیوں سے بہرہ ور ہوں گے یہ وہ بے مثال کتاب ہے جو ہزاروں جیون کے مارگ پر چلتے چلے  
تھکے ماندے مسافروں کو تپتی اور آتش دہلی اور لاکھوں لپیت ہمت نوجوانوں کیلئے ترقی کا راستہ کھول دیتی اور  
انہیں خود کشی کے منہ سے بچائے گی، سینکڑوں اچھے بھٹے گھر آباد ہوں گے۔ جو گلی ہوئی زندگی بن جائے  
گی۔ کاغذ، لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت محض ایک روپیہ  
رہنے کا پتہ : میلنجر رسالہ اوم اندرون اجمیری گیٹ دہلی

ڈرامہ

# بھرت جی کا بھرتی پریم

حصہ حقیقی محفوظ ہیں

شری سوامی اکھنڈ آتما مندی پارس

## پیر ارتھنا

ہم دین انا تھہ پیکار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے  
 اک سوڑ سے بن اچار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے  
 اس بابجے کی سارے گا۔ ما اس دھوک کی کٹ کٹ دھا  
 سب کہہ یہ تار سار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے  
 سنسار سمندر بھارا ہے، اک تو ہی تارن ہارا ہے  
 ہم پانی پھنس منجھدار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے  
 اس ہر دے میں ہو واس تیرا، ہو پار سنس واسن داس تیرا  
 بس اتنا ہی آپکار رہے شری رام ہرے شری رام ہرے

— (پیر ارتھنا) —

## ”راستہ“

{ شری رام پتا پر گیا پالن کرتے ہوئے بن گئے ہیں شری کشتن میتا جی جڈائی گوانا نہ کر سکتے  
 ہوئے ساتھ چلے گئے ہیں۔ جہاں جہاں دشت بھد رام دیوگ میں پران دے چکے ہیں گوردوشت  
 کے پتر اوسار بھرت شری دین نفعال سے واپس ایو دھیا آ رہے ہیں }



بھرت :- (دھڑہ سے ایو دھیا کے درو دیوار دیکھ کر)

گانا

دل ہے گھٹنا جارا ہوں جوں ہے منزل کٹ رہی  
ہو کسی اک اٹھ رہی ہے اور چھاتی پھٹ رہی  
بے وجہ چرگز نہیں پڑ کر دلی اندر دلی  
ہو ایو دھیا میں کشل کہ آج میسری بے طبع  
جی میں آتا ہے کہ یارس بھر کے جی روٹوں ابھی !  
ہے غمی گھر کر رہی دل سے خوشی ہے ہٹ رہی

نثر :- بھرتا شرومن ! جس وقت سے ایو دھیا کے درو دیوار نظر آنے لگے ہیں بے مایہ خیالات دل کو تڑپانے لگے ہیں  
یادوں بیماری ہو رہے ہیں آنکھوں سے خواہ مخواہ آنسو جاری ہو رہے ہیں باتیں آنکھ پھڑک رہی ہے سینے میں جو الاسی بھڑک رہی  
ہے ایو دھیا کے سر پر جیسے منڈلا رہی ہیں دن کے وقت آؤ کی سی آوازیں آ رہی ہیں ہونہ ہونہ دال میں ضرور ہی کچھ کالا کالا  
ہے اور شہن نے نہیں کسی چکر میں لا ڈالا ہے۔

نثر و من :- بھرتا جی ! آپ نے تو میرے ہی دل کی کہہ سنائی ہے گویا میرے ہی منہ سے بات اڑا رہے ہیں خود حیران ہوں سرسیر  
پریشان ہوں یہ رب کچھ خالی از عدت نہیں۔

بھرت :- رہ رہہ کہ خیال آتا ہے کہ شاید ہم کسی مصیبت سے دوچار ہونے والے ہیں اس دکھ بھرے سنسار میں دکھی اور لاچار  
ہونے والے ہیں اسی لئے تو قاصد نے اس کے سوا کچھ بھی نہیں بتایا ہے کہ آپ کو گوردی نے ایو دھیا میں جلدی ہی بلایا ہے  
جگوان کرے پرائوں سے پیار سے رام نکشمن اور جانی جی بہت کشل پورک دقت بتا رہے ہوں اور پھر غنیمت پتا جی عدلی  
انصاف سے حسب دستور سلطنت کا کام چلا رہے ہوں ماما کو شک کیا، ستر اور جینی نہال ہو اریا کا کھڑو دھرم پر  
درتھ اور خوش خیال ہو۔

نثر و من :- بھرتا جی ! آپ تو ایو دھیا کی کشل کے خیالات دوزار ہے ہیں مگر حالات تو کچھ اور ہی بتا رہے ہیں ہم صدر دروازہ  
تک پہنچ گئے لیکن نہ ہی کسی نے کوئی شادیانہ بجایا اور نہ ہی حین کوئی راستہ میں لینے آیا۔ میرے خیال میں ایو دھیا پر کئی  
بھاری شکٹ آپڑے ہیں دیکھو تو یہ درو دیوار کئے عجوبت کھڑے ہیں۔

نہیں خالی یہ عدت مصیبت اس پر آئی ہے  
ایو دھیا نے جو صورت غمزہ اتنی بنائی ہے

بھرت گانا

درو دیوار سے تیرے یہ حضرت کیوں رستی ہے  
بھرتی ہے ریت تالابوں میں بیت بھڑ ہے درختوں پر  
گلوں کی ٹوکا کشن خود نظر آتا ہے شیدا نا !  
پڑے ویران مندر و بستانا حضرت چچایا  
پوری ماتم کدہ ساری نظر پارس کو آئی ہے  
ایو دھیا آج ناگن بن کے کیوں بھگدو ڈستی ہے

نشر: پیاری ماتری بھومی یہ کیسے بھیا نک آشادھیں اتیرے پہلے ہوتے گلی دنگلار کیوں نقش بہ دیوار ہیں۔ چار کوٹ میں گہرے  
والا سورج بنسی جھنڈا آج کیوں سرنگوں ہے، پُر دوز گلی کو چوں اور بازاروں میں ہو گا عالم کیوں ہے۔ بھرتا شتر دھن جہاں  
تک نظر جاتی ہے، اندر لگی اور پڑ مردگی ہی نظر آتی ہے۔ محلوں میں گئے بغیر یہ عقدہ داہیں ہو سکتا۔  
شتر دھن: میرا اپنا یہی دچار ہے ابن آج ہے ہوسے بازاروں میں زیادہ دیر گھر تاجے کا رہے۔ چلے ماما کیسے کے کہوں میں مکان ہے  
پتاجی دہاں ہی راجاں ہوں اور اُن کے پوتر چرنوں میں پہنچ کر ہماری تمام مشکلیں آسان ہوں۔

(ڈراپ سین)

(دوسرا سین)

## محل کیسکتی

(کیسکتی اور دوسروں کا ماتمی لباس میں نظر آنا۔ بھرت اور شتر دھن کا اندر داخل ہوتے ہی جیسا ان ہو جانا)

بھرت (۶) صفت ماتم کچھی کیسکتی یہ کس کا شرک کرتے ہیں  
شتر دھن (۶) ہے پیچا کوننا غنہ یہ سب آہیں کیوں بھرتے ہیں  
کیسکتی (۶) اٹھا تمہارے سر سے اب پتا پائے کا سایا ہے  
کسی کا بس نہیں بیٹا یہی بھگوت کو بھایا ہے

## بھرت شتر دھن کا مشترکہ گانا

ہرتم ہا ہرتم ہو سرگ کو سدھارے پتاجی ہمیں چھوڑا کس کے سہارے  
تھے نا داں ابھی ہم نہ کچھ بھی پتا تھا یہ تیری کے ہوتے ہیں دکھ درد بھارے  
ایو دھیا پتی رو کے یوہ ایو دھیا مرا کون والی ہے دم دم پکارے  
ہماری قسم لوٹ آؤ دہاں سے ہیں کہتے بھرت شتر دھن تیرے پیارے

خطاؤں پہ جانا نہ پار کس ہماری  
پتانے گئے پتر کے کب بھارے

ہمے ہائے کیا پتاجی دنیا سے منہ موڑ گئے اہم سب سے رشتہ توڑ گئے۔

ہاں پیارے لعل تمہارے سر کا سایہ نہ رہا، میری زندگی کا سایہ یاد نہ رہا۔ جہاں لچ سر پور گن کر گئے۔ ہمارے  
سر صیبتوں کے پہاڑ پڑ گئے۔

آخر پتاجی کو ایسا کونسا اسادھ روگ ہو گیا۔

بھرت (۶) بھیا کچھ بھی نہیں، یو نہیں ہمارا نصیب سو گیا۔ اچانک ہی ہارام، ہا جانی، ہا دشمن کرتے کرتے اپنے پران  
کیسکتی (۶) تیاگ دیئے

بھرت (۶) (زیادہ گھرا کر) ماتیشوری، بھرتا رام چندر، ماما جانی اد دشمن جی اس وقت کہاں تھے؟  
کیسکتی (۶) وہ تو اس سے پہلے ہی ڈنڈک بن جا چکے تھے اور چودہ برس کا، بن باس پا چکے تھے۔



**بھرت**۔ ڈھرائی ہوئی آواز میں کہیں میں کیا سن رہا ہوں۔ ششدری رام کو نبھاس ماما جاننی اور انجان کشن کے لئے صحرانوردی ملے غنیمت  
اس قدر بے دردی آخر تصور ہے

**کیکلی**۔ میرے پیارے میری آنکھوں کے تارے ذرا طبیعت منبھال۔ بات دراصل یہ تھی کہ ہمارا راج، رام کو راج دینے لگے بھرت  
تاج دینے لگے۔ کھلا ہو بچا دی منہ پر کا جھکے سجھایا بھجایا، سارا شیبہ و فراز جتایا۔ پہلے تو میں نے خوب ڈانٹ ڈپٹ بتائی  
لیکن وہ گالی گلوچ سن کر بھی نہ بھڑائی۔ آخر مجھے بھی ہوش آگیا، ہمارا راج کی بے انصافی سے جی آگیا گیا۔ کوپ بھون میں پرو کر  
شوکر کرنے لگی ٹھنڈی آہیں بھرنے لگی۔ ہمارا راج آئے، ایک کھڑے۔ بہت کچھ عہد دردی جانی، لیکن میں ماننے میں نہ آئی بھرت  
جب رام کی سونگس دھکائی تو میں نے زبان پٹائی۔ کہ مجھے دو تیرہ دان دینے کا وعدہ وفا کیجئے۔ بھرت کو راج اور رام کو چودہ برس  
نبھاس دیجئے۔ ہمارا راج سننے ہی غش کھا گئے، اتنے میں رام بھی آگئے۔ اس نے پیاسے کے قول کا پاس کیا، اُسی وقت گروا بھیس یا  
کشمن اور جاننی نے ساتھ نہ چھوڑا، رفاقت سے منہ نہ موڑا۔ تینوں نے ایو دھیا کو چھوڑ دیا۔ انہی کے غم میں ہمارا راج نے دم توڑ دیا۔  
اب شوکر کو جلنے دو۔ مہر اور دھیر یہ سے کام لو۔ یہ راج سماج تمہارا ہے تخت اور تاج تمہارا ہے۔

لانا مونی آشکور کے نہیں ہے اب روتا تھک کو  
نصیحت کر رہی ماما ہے باصدق دھفا تھک کو  
محبت مادی ہی میں یہ پا پڑیں نے بیٹے ہیں!  
نکالا راہ کا کانش دیا راجہ بنا تھک کو

**بھرت** (دیوانہ وار) ماما..... ماما..... کیا میری..... ماما تو ہی ہے کیا..... مجھ نے سب بے شرم..... کی  
جنم داتا..... تو ہی ہے کیا..... کیا..... تو ہی رٹھو کی رانی ہے۔ سچ سچ بتا..... میں غلطی پر ہوں یا  
تو ہی ہمارا راج کی پٹ رانی ہے۔ کھما..... پر کھو..... کھما..... ماما کے تیں انوچت شبد دھکارا..... دھکارا  
..... دھکارا نہیں..... نہیں..... بھرت..... مجبور دلا چار

جو ماما آج تک تھی وہ رہی نہ اب بری ماما  
سمجھ تو بھی نہیں باقی برابر بیٹے سے کچھ ناٹھ  
تھوڑا باندھ کر خود کو میں سمجھو گا بے مال کے تھو  
میں رتبہ پریم کے رشتے یہ رشتہ اب نہیں بجاتا

**کیکلی**۔ اس قدر کچھ کہنے پر بھی تو شانت نہیں ہوا۔

**بھرت**۔ ہاں بھرت بڑا ہی نرم طبیعت کہ اتنے پر بھی جس کا دیہانت نہیں ہوا۔

**کیکلی**۔ بیٹا اب بہت اندرس کر چکے مجھے سخت کسرت کہہ چکے خود سسر دآہیں بھر چکے۔ اب سادھوان ہو کر راج کماؤ وقت کی نزاکت  
کو دیکھو زیادہ آئسو نہ ہواؤ۔

**بھرت**۔ بھارت میں پرش سے یہ راج اور پڑھ میں جیسے تاج۔ ہوتے ہوتے رام کو نبھاس اور بھرت کے لئے بھوگ و لاکس دھکارا دھکارا  
ایسے جیون پر دھکارا۔ بھکارا سیتا ماما اور کشمن بھرتا کا کانٹوں پر بسرام ہو اور بھرت کے لئے محلوں کا آرام ہو۔ پھکارا پھکارا  
ایسی زندگی پر پھکارا۔ کیلئے پر پھری سی جلتی ہے دل میں ان کی جلتی ہے۔ اگر پاس اب نہ ہوتا کہ ابھی مر رہا ہے۔ دیتا۔ نالائق  
منظر اہمیت تجھے کئے کی سزا دیتا۔

**کیکلی**۔ بیٹا ناقص بدگمان کرتے ہو اب سے سوچے کچھ بھرتے ہو میں نے جو کچھ بھی کیا ہے تیرے بھلے کے لئے کیا ہے۔

بھرت

لیکھنی بھرت شرم کر

بھرت

بھلا کرتی تو بچپن ہی میں دیش جس جھک کر بھلا دیتی  
یا جتنا جس گھر میں تھا میں گلا میرا دبا دیتی  
شرم کر دو دھکیٹ کر نہ بن تو بے ادب بیٹا  
نہ نک داپی تباہی تو نہ دھا آتھ غضب بیٹا  
وہی ہے دودھ شہر ماما جو بچپن میں پلا ڈالا  
نہ پیت گریبان ہو تا نہ ہوتا منہ میرا کالا  
تھا اس سے بھی بہت بہتر لٹو لونی اگر ملتی  
مگر کل نا شنی ماما سے رو تا نہ جھٹے پالا!

لیکھنی۔ ارے بھوے نادان! اپنے اور میرے سمبندھ کو پہچان۔ میں نے بھگے راج دلایا، شاہی تاج دلایا، داس سے راج بنایا۔ اس پر  
بھی تیری کچھ میں کچھ نہ آیا۔

بھرت۔ نہیں نہیں پتی گھا تھی یوں کہو کہ میں نے رام سے آگیا کاری پیر پرستم دھایا، کول انگ جبک شندی پر ایسا چار کیا۔ اپنے پتی کا  
توسکار کیا اور اسے پران تیا گئے پر مجبور کیا۔ اپنے اور بد نصیب بھرت کے لئے کلنک کا ٹیکہ منظور کیا۔ سے

ہو بیٹے میں بن بھیجے پتی کو جان سے مارا

اسی اپنی ریاست پر غر ڈاؤں جھٹھ بھرا

لیکھنی۔ بھرت شہر! نہیں نہیں درتھان کے راجہ بنجی، اچت ہے کہ اب راج فیتی کے مارگ پر چل۔

بھرت۔ بھگے تو راج فیتی یہی سکھاتی ہے کہ یا تو رام کو بن سے لونا لاؤں اور راج گدی اُن کے توالے کر کے اُن کی سیوا کماؤں۔ نہیں تو خود بھی  
بنوں میں بھٹک بھٹک کر پران چھوڑ دوں اور اس کھٹکت زندگی سے رشتہ توڑ لوں۔ سے

جو کچھ ہے دُرمتی تیری بھرت سے وہ نہیں ہو گا

پتا نے دی جسے گدی وہی گدی شیں ہو گا!

(شتر دین کا منتھرا کو چوٹی سے پھوٹ کر گھٹکتے ہوئے لانا)

شتر دین۔ بھرت! جی یہی ہے سارا پیش بونے والی، سارے سنساریں ہماری ناک ڈونے والی۔ اسی بد معاش نے یہ گھر اجاڑا ہے اور ہنا بنایا  
کھیل بگاڑا ہے۔ جی میں آتا ہے کہ ابھی اسے جہنم پہنچا دوں اور خیر خواہی کا مزہ چکھا دوں۔

لیکھنی۔ ہائیں ہائیں پتر شتر دین یہ کیا کر رہے ہو۔

شتر دین

اسی نے گھر اجاڑا ہے اسی نے دی یہ بد نامی

اسی میں ہے بھلا ماما نہ بن اس کی تو اب حامی

یہی دلوں کاٹ مر دھڑے تو ققتہ پاک ہو جائے

یہ سارے پاپ کٹ جائیں اگر نہ ہو یہ ترک گامی

بھرت۔ نہیں شتر دین نہیں۔ اس پر کہانی مل تھ نہ اٹھانا اور کل میں ایک اور کلنک نہ لگانا۔

شتر دین۔ کیا اس دشت چٹا لٹی پر آپ کو ترس آ رہا ہے۔

بھرت۔ ہاں اس لئے کہ یہ عورت ذات ہے اگر اس پر ہاتھ اٹھائیں گے تو گل کی مریدا اُن گھن کر جائیں گے۔ اگر استری جاتی پر وار کرنے کی دھرم  
آگیا دیتا۔ تو میں رتب پہنے اس ماما کے سر دپ میں چھپی ہوئی گالی ناگن سے کبھی کا بدلہ لے لیتا۔ جب میں نے اسے چھوڑ دیا تو تو بھی



اسے چھوڑ دے

(ڈراپ سین)

تیسرا سین

## محل کو شلیا

کو شلیا، سمسرا اور تمام دسیوں کا شوک و شرم بیٹھے نظر آنا

کو شلیا (گانا)

امیری آنکھوں کے تار سے رام آ  
ہے سماں آنے کا یہ نہ در لا  
پتر کی فرقت پست کو جان کن  
ہے سواری نے گمن شتر پر کیا  
فرقت پسرو بہو بھی سخت تھی  
دل بیتی کی موت سے چھپنی پڑا  
کون ہے دردی بندھائے دھیر تو  
جھے فلک علم و ستم جب ڈھار پڑا  
ہیں بھرت و شتر وہن نغمال میں  
لاشہ جڑ تک کا پڑا ہے ترستا  
جانگی بخشن بہت آلوٹ کو  
واہ کرم آ کر پست کا خود کرا

پوچھ لے یار اس سے ہم میں جاں بہ لب

زندگی مٹاؤں کی آ کر بھیا

بھرت (دروازے سے باہر نکلے ہوئے) شتر وہن منو محل سے کیسی آواز آرہی ہے، ماما کو شلیا پتا جی اور بھرتا رام کی یاد میں آنسو بہتا رہی ہے۔ اس قدر آہ و نیکا کا باعث میں ہی نا بخار ہوں، پتا جی کی مرتیر اور رام بناس کائیں ہی ذمہ دار ہوں۔ اب مجھ سے یہ کشت نہیں سہا جاتا اور دنیا میں ناک ڈلو کر زندہ نہیں رہ جاتا۔ بھرتا رام اپنا آپکار کرنا کہ میری لاش سر جو کھار سے پہنچا دینا اور جب ہی پتا کا داہ کرم کو نامیری بھی چتا جلا دینا (خبر نکال کر) میں اب اس گھور پانی جیو آقا کا گھات کرتا ہوں (خبر پیٹ میں مارنا چاہتا ہے کہ پیٹ سے محل کا دروازہ کھلتا ہے۔ کو شلیا دوڑ کر خبر دلا مانتھ پڑ کر گلے لگا لیتی ہے)

کو شلیا بس بس مٹیا صبر کر طبیعت پر پھر کر

بھرت (چونک کر) غائیں..... ماما جی آپ کو کیا خیال آگیا۔ کیا فرط غم سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ جو مجھ پانی اچھا گے کو اپنا لیا۔ اور پریم سے گلے لگایا۔ آپ کو پتر نہیں کہ میں کل کلنگنی کیسی کا پتر ہوں۔ میری ہی وجہ سے آپ پر مصائب کے بادل چھا رہے ہیں۔ میرے ہی کارن بھرتا رام کشمن ادا ماما جانی بن کے کشت اٹھا رہے ہیں۔ میرے ہی نام پر پتی گھاتنی کیسی نے آپ کا ہر اکھرا کشن برباد کیا بلکہ یوں خیال کیجئے کہ میں ہی نے یہ ستم ایجاد کیا۔

بھرت جو تیکل ہی ہے کھانے کے قابل

نہیں ہے گلے سے لگانے کے قابل

کو شلیا۔ نہیں پتر نہیں، میں نے ایسا کبھی بھی نہیں بکرا ہے۔ اگر رام آنکھوں کا تارا ہے تو بھرت پرانوں سے پیارا ہے اور خصوصاً آج میں تمہارے ہوا میں کس کا سہارا ہے۔ باقی رہی بات کیسی کی داستا میں اس کا بھی کچھ قصور نہیں تھا بلکہ ہمارا شکہ سے رہنا ایسور کو منظور نہیں تھا۔

بھرت۔ ماما شوری آپ کی اوارتا پتر بران اس قدر بلند خیالات اٹھاتے گئے ہیں کہ میں سو گند دھکھا کر کہتا ہوں کہ ماما اگر اس میں نہیں سمجھتا تو کبھی گنہگار ہوں تو دنیا کو رام، بھرت اچھا ہے ہی بن گجھا ہے گلے میں لیکن میں سو گند دھکھا کر کہتا ہوں کہ ماما اگر اس میں نہیں سمجھتا تو کبھی گنہگار ہوں تو دنیا

میں جس قدر سزائیں رائج تھیں تمام کی تمام بھگتنے کو تیار ہوں۔ جو پاپ گنہگاروں کو روک دے، براہمن بدھ، پرمارکھ، سنیہا کرنے اور پرایادھن اٹانے میں لگتا ہے۔ جتنا گناہ دلش کا بُرا چاہئے سناٹے سے بھاگتے ہوئے پرستش چلانے اور تینوں کال سندھیانہ کرنے میں لگتا ہے جتنا پاپ اپنی قوم کا دشمن بننے امانت کی خیانت کرنے اور پرواہا ہرنے میں لگتا ہے وہ مجھے ملے اور جتنی سزائیں ان پاپوں کی دیدہ آگیا اور سارے وہ تمام میں لگاتوں۔ اگر اس میں میرا ذرا سا بھی اشارہ ہو اور مجھے اس کی خبر تک بھی ہو۔

پرچلت تھیں پاپ جتنے جس قدر ان کی سزائیں

ہو بتا سکتی میری تو وہ بھی میرے آئیں

کوشلیا۔ ولس! کیوں اپنا آپ گنوا رہے ہو کس لئے بار بار سونگھ رہا ہے ہو۔ آخر کچھ پر ایک کس نے کیا ہے مجھے کد کس نے دیا ہے۔ جب میں سچے دل سے کہہ رہی ہوں کہ مجھے تم پر کوئی شک نہیں تو سنا رکھو کب تک یہ اعتراض کر سکتا ہے، کوئی دوسرا کب الاہ دھسکتا ہے

بگھا تھا جو مقدر میں دہی کچھ پیش آنا تھا

مزن راہ کا ہونا تھا جو بن بگھرنے جانا تھا

بھلا دوں دویش میں کس پر کر دوں کس کی شکستیں

ادشیر ہونا تھا یہ سب کچھ فقط بننا ہونا تھا

(گوردوشٹ جی وارد ہوتے ہیں)

دشٹ۔ بنیا بھرت ذرا ہوش میں آؤ نہ خود رو نہ اوروں کو رلاؤ، رونے کو کیا یہی ایک آدمہ گھڑی ہے بلکہ اس کے لئے تسماری کی ساری عمر پڑی ہے۔ جوں جوں ہمارا راج یاد آئیں گے، ایکلے ہم تم کو کیا اور دھیا کے تمام تر نامی آئیں وہاں گئے۔ اب اُچھٹ ہے کہ پتا کا داہ سنا کار کاؤ۔

بھرت۔ پتا..... پتا..... پتا..... (بھرت کاغش کھا کر گناہ کوشلیا ہسترا کا جیل کے پھینٹے دے کر اٹھانا

اور گوردوشٹ کا بھانا)

دشٹ۔ بیٹا گیانی ہو کر کس کا شوک کرتے ہو یہ شریر ناشوان ہے جیو آتما اس میں چند روزہ بھانا ہے۔ سسے سسے پر چولا چھوڑ دیتا ہے اور اس سے رشتہ توڑ دیتا ہے۔ دوسرا شوک اس کا کرنا چاہیے جو سنا رکھ لیا یا اور ترشنا پر مرتا ہے جو پاپی و بھج پارسی پاکھندی ہو کر موت سے ڈرتا ہے۔ شوک اس کا کیجئے جو سچا بن کر دنیا ٹھکے یا دویا پاکر اچھیان کرے، جو دھنوان ہو کر نہ دھن کو ستائے یا اپنے نام کی خاطر پیہ دان کرے۔ انوس اس کی حالت پر کرنا واجب ہے جو اپنے میں اونچ نیچ کا بھید لگا سے یا جو مدت مستاتروں کے بھگڑاؤں میں بھٹس کر رہتا جنم گوائے۔ رونا اس براہمن کو چاہیے جو برہم کرم کو چھوڑ دے، رونا اس کیشتری کو چاہیے جو شتر مستاتروں کے بھگڑاؤں میں بھٹس کر رہتا جنم گوائے۔ رونا اس شتر کو چاہیے جو سیرا بھاد سے من بھاپکا ہو اور ماتم خصوصاً اس گیانی کا کرنا اور شیک سے جو ایشور بھگتی سے ناکشنا ہو۔ پر تو مہاراجہ دشتر کہ تو سچے کرم دیر اور پیہ بھتا تھے۔ قول کے دھنی اور پورے دھر ماتا تھے۔ ان کی مرتیو پر آہیں بھرتا اور اس قدر ماتم کرنا بے کار ہے۔ اٹھوٹ اور دھان ہو کر داہ کرم کرنا سب سامان تیار ہے۔

بھرت۔ گوردور جیسے آگیا۔

(ڈراپ سین)



## بدلتھاسین

### دیوانِ خسانہ

دہاراجہ دشرتھ کے داہ کم سے فارغ ہو کر گوردو ششٹ آگیا اوسار عام دربار کیا گیا ہے تمام وزیر امیر اور رعایا کے فرمانری ہو چکے ہیں۔ گوردو ششٹ یہاں آگیا اس پر راجماں سلسلے بھرت شتر دین سرسجود ہیں)

وششٹ (بھرت سے) پتر اب تم داغدہ کو دل سے نکالو، راج سنگھماں اور تلج سنجار

بھرت۔ گوردی آپ کیا فرما رہے ہیں، مجھے خواہ مخواہ پاپ کا بھائی بنا رہے ہیں۔ بھائی رام چند راجی ذی شعور اور سمجھدار ہیں اور حقیقت میں اس تاج کے دیہی حقدار ہیں مجھے تو ذرا ج سے کچھ سروکار ہے اور نہ ہی تاج سے کچھ پیار ہے۔ یقین جانتے ہیں تو قسم کیا

چکا ہوں کہ جب تک یہ راج ٹکٹ رام کے سر پر نہیں ٹہرائے گا، بھرت شتیا تاک کہ پر بھوتی کو بستر بنائے گا۔ لہذا میں سدھت کے کام کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا، اگر زیادہ تنگ کیا گیا تو میرا پتھر مار جاؤں گا۔

وششٹ۔ اگر آپ کے یہی دچا رہیں تو یہ ایدھیا کی بربادی کے آثار ہیں۔ بغیر راج کے راجہ کا قیام نہیں رہ سکتا، ساتھ ہی ماما آگیا انگنم کرنے سے نیک نام نہیں رہ سکتا۔ لہذا جلدی آگیا اوسار شاھی تلج اور ایدھیا کا راج قبول فرمائیے اور ماما آگیا انگنم کے مہا پاپ سے اپنے آپ کو بچائیے۔

بھرت۔ گوردی میں ماما آگیا پالن کرنے سے کب انکار کرتا ہوں۔ البتہ اس وقت قبولی ہوئی ماما کو پاپ کر موں سے بچا کر اس کا سدھار کرتا ہوں۔ جہاں تک بن سکے گا، بھائی کو بن سنے واپس لاؤں گا اور یہ تاج آپ ہی کے ہاتھوں انہیں ہی پہناؤں گا۔ اس طرح ماما کی قبولی بھگوان سے بخشاؤں گا۔

(اچانک ہی پٹ سے زمانے کا دروازہ کھلنا اور کیسکی کا کالے دستروں میں نمودار ہونا)

کیسکی۔ شاباش بیٹا شاباش تیرے اچید چاندل نے مجھے رستہ دکھایا۔ اب میری سمجھ میں آیا کہ میں نے یہ آرتھ کیا اور اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا۔ بیٹا اب دیر نہ کریں خود تیرے ساتھ پیادہ چلتی ہوں۔ ماما کو شلیا اور ستر اک بھی تیار کر جس طرح بھی بن سکے گا، رگو بھر کو واپس لاؤں گی، حقدار کو حق دے کر اپنے پاپ بخشاؤں گی

وششٹ۔ بیٹا تیری رام بھگتی رنگ لائی تیری ماما سیدھے رستے آئی۔ اب دیر فضول ہے۔ تمام شہر میں اطلاع کرادیجئے اور کل ہی بن کی تیاری کیجئے۔

بھرت۔ گوردیو جو آگیا۔

(ذریاب سین)

## پانچواں سین

”جنگل“

(بھرت کا فقیرانہ لباس میں میوں ماماؤں اور پیرائے سمونت اور قریباً تمام نگر نو اسیروں کے ساتھ پیادہ چلتے نظر آنا)

تمام نگر نو اسیروں کا مشترکہ پروگرام  
رگو در کو ہم سب منانے چلے ہیں  
منانے چلے ہیں ایں ڈٹانے چلے ہیں

تسلیں بر آئیں بھگون مہاری  
کہ ہم غرق اپنا بھانے چلے ہیں  
جو سر رد ہوئی تھی خطا کیلک سے  
اُسے رام سے بچوانے چلے ہیں  
جلی میں ستر کو شلیا بھی ہمراہ  
مغاضی اُنہی سے کھانے چلے ہیں  
بڑی نیانگاری کی یادیں بھونریں  
کھویا کوئن سے کھانے چلے ہیں

بھرت —————  
تیری جانب تو مجھ میں باصدق و مصفا آتے  
حزاردل کشم آتے ہیں کروڑوں میں جیا آتے

بھگون میں بھرا تا کو یہ ملکیت منہ کس طرح دکھاؤں گا، اُن کا ہتھین کھینے جھاؤں گا۔ جب اپنا کب اُن سے آنکھیں چار ہوں گی تو دنیا  
بھرت کی لعنتیں ملائیں میرے گلے کا ہار ہوں گی کیا میں بھرتا رام، اُماتا جانی کے قدم چھوڑوں گا کیا کرو دو دوش کشمن کے زور و  
ہر سکوں گا۔ نہیں حیرت نہیں

(لو کھڑا کر گرنا اور سوخت کا اٹھنا)

سوخت۔ دھیرج، دھیرج اور کھوئی پر دھیرج  
بھرت۔ (چلتے چلتے راستہ میں پڑا ہوا پتھر ملا روڑا اٹھا کر) کیا اس سے بھرتا رام اسکا رمی سیتا ماتا اور کشمن جنتی کے پاؤں  
نے بھرت نہ کھائی ہوگی، اُن کو جینہ چروں نے تکلیف نہ اُٹھائی ہوگی۔

اور دُور سے ہاتھ کے تھکاوٹ سے میں اُٹھتا ہوں  
تو اُنکا پاؤں سے اُن کے میں صحت سے لگتا ہوں!

(روڑا اٹھ کر پرانا خون بہہ نکلتا بھرت کا غش کھا کر گرنا۔ ہزار ہوں کا حیران و پریشان ہونا  
بھرت پریم پرانگشت بہ نعل ہونا۔ ماتا کو شلیا کا پتھر کرنا۔ کروڑ و ششت کا پانی کے چھینے دینا)

کو شلیا۔ بھرتا بھرت صبر کر زیادہ نہ سہتا نہ خود رو نہیں ڈلا۔

بھرت۔ (آنکھیں کھول کر) ماما..... ماما..... پر اُنکا دل ماما رہنے دے۔ مجھے ایسی حال میں رہنے دے۔

دششت۔ پیارے بھرت اگر تیرا یہی حال ہے تو ہمارا رام تک پہنچنا سخت محال ہے۔ اُنکو ہم شش میں آؤ اور جلدی قدم بڑھاؤ

بھرت۔ بھرت کب دیر کرنا ہے جس کی آنکھیں رام دشمن کو ترس رہی ہیں۔ (اُنکھ کر چل دیتا ہے)

(مختصری دُور اور اُسے جا کر راستہ میں پڑا ہوا ایک بڑا سا کاشا اٹھا کر اُسے بغور دیکھنا دار دیکھ کر)

بھرت۔ چنبا ہو گا، حیرت چنبا ہو گا۔ بھرتا رام کے چروں میں چنبا ہو گا۔ جینک مندل کے چروں میں چنبا ہو گا۔ پراؤں سے پیارے کشمن

کے چروں میں چنبا ہو گا۔ تیری شونہ شونی لئے ہوئے نوک ثابت کرتی ہے کہ تو پاؤں سے نکال کر بھرت کا گیا ہے (کچھ سوچ کر)

اُن ہاں اسی لئے کہ بھرت نا بھرتا رام کے تواسے پتہ چل جاتے کہ ہم جو تیری خاطر رہ جا رہے ہیں راستے میں ایسے ایسے

کشت اٹھا رہے ہیں۔ بھرتا رام کھما..... ماما جانی کھما..... دشمن کشمن..... کھما.....

لگا کاشا جو چروں میں رہے قسمت بھرت پاتے

ہوں پوند کرنا جہاں میں اندازہ دیکھ کا ہو جائے

(زور سے چھاتی میں مارنا کانٹے کا نصف سے زیادہ حقہ اندر دھس جانا بھرت کا گر پڑنا۔ ستر کا گودی میں سر رکھ کر)

کاشا نکالنے کی کوشش کرنا)



گھر (دکان لگاتے ہوئے) ..... دینا یہ دیوانہ یہ دارنٹلی میں کہیں کا نہ چور سے کی گھر سے دور جنگل بیابان میں اگر دشمنوں کی جان پر کوئی.....

بھرت (بات کاٹ کر اٹھتے ہوئے) ..... رہنے دے ماما رہنے دے یہ کانا چھاتی میں رہنے دے اسنے دے ماما

سو منٹ. دگھوٹی بھوشن کیا کر رہے ہو۔  
بھرت (گھر سے ہو کر دیوانہ وار ادھر ادھر دیکھ کر) ..... بھوشن..... بھوشن..... دگھوٹی بھوشن سے

جو بھوشن تھے دگھوٹی کے لئے میٹھا ہے بن مالی  
پڑی ہے منتری بھوشن سے اب ڈول کی کل خالی  
کہاں بھوشن دگھوٹی کے اگر درشن کرادو تو  
پڑی سوکھی ہے ہو جائے ملت کی ہری ڈال  
دشمنیت سنو سنو بیٹا سنو سنو

بھرت  
رہی گر یہ تیری حالت نہ منزل طے کبھی ہوگی  
نہ ہو کامل دلی مقصود نہ ہی کچھ بہتری ہوگی  
قدم چوڑے لی منزل آ بھلا کیوں ابتری ہوگی  
تیری حاصل مجھے جب اے گورو در بہتری ہوگی

(بھرت کا چل دینا کچھ دور جا کر جنگل کے درختوں کو ملے لگا لگا کر)  
ادب کے بھاگید شالی بریکشور پانی بھرت اس یو گیت تو نہیں کہ تہیں چھو کر آؤ کر سکے پر تو اسی رام کا جن کے کوئل انگوں کو  
تم پرکش کر چکے ہو واسطہ دے کر پر ابھرتا کرتا ہوں کہ مجھے اپنا لو..... گلے لگا لو..... ہاں ہاں مجھے جی بھرت کر دینے  
دو ہلاست کے آئندہ دل سے کٹا ہوں کی میں دھوی لینے دو..... اہ ہاں غضب کی شیتلانی ان بریکشور سے کہاں سے پانی  
پرکش کرستے ہی شانی آگئی ایک سسٹھی سی چائٹی..... کیجیے میں غنڈہ کسی پرنس آؤ شید ہی بھوجان رام نے اب سے بھیت کی کوئی  
اور ایشی اس قدر شیتل آؤ دی ہوگی

سو منٹ. بہت سخت گرمی پڑ رہی ہے تو آفت بد پاکر رہی ہے اس شکھر دوہریں مفر جاری رکھنا مشکل تریں ہے کیونکہ سارے  
راستے ریتلی زہیں ہے جو کہ آفتاب کی گرمی سے تپ کر انگارہ ہو رہی ہوگی

دشمنیت بھرت بہتر یہی ہے کہ وہ پہر بھی پسند رام کی لیں اور اپنی بریکشور کے سارے تلے دو گھڑی آرام کر لیں۔  
بھرت. آرام..... آرام..... سارے سناٹا کے تلے آرام پر تو..... بھرت کے تلے..... آرام..... آرام..... جہاں  
پسند رام جاگی بھوشن اپنی راستہ پر چلتے ہوں گے ان کے پاؤں پر چھین بھی ریت کی گرمی سے جلتے ہوں گے۔ تو پھر بھرت  
گرم ریت سے کیوں نہ کہیں نہ ایسی بات پر چل کرے۔

(دیوانہ وار دور کر تہا زب آفتاب سے حسبتی ہوئی ریت پر گریٹ جانا)  
بھرت. غلا..... غلا..... گو کہی بھرت کے سحر یہ کہ غلا (کر دیش بدل بدل کر) مجلس..... مجلس..... سارے  
جسم کو اچھی طرح مجلس (بھرت کا غش کھانا لوگوں کا ہا ہا کر کے دور سے آنا اہ بھرت کو عالم بھوشن میں وہ خوں کے سارے تلے لے جانا)  
(ڈیراپ مسیمن)

## (چھٹا سین)

### ”چتر کوٹ“

(مشری رام بخش من، جاگلی اور نشاد کا دست سنگ کرتے نظر آنا  
ایک جاسوس کا اوپر سے آکر نشاد سے مخاطب ہونا)  
جاسوس۔ چودھری جی بھرت کا لشکر لانے کے لئے نہیں بلکہ دشمن کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ ہمیں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت  
نہیں۔ کیونکہ بھرت کے دل میں محبت ہے، اگدہت نہیں، اس لئے لڑائی کی کوئی ضرورت نہیں۔

رام۔ بھرت جی کا لشکر کیسا ہے؟

بخش من۔ لڑائی کا ذکر کیسا ہے؟

نشاد۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے بھرتا جی ادھر آ رہے ہیں اور لاتعداد سینا ساتھ لارہے ہیں۔ مجھے شک ہو گیا کہ کہیں لالچ سے  
اندھا ہو کر گئی فتنی سے نہ آ رہا ہو۔

بخش من (بات کاٹ کر)۔ اس کی کھٹا پر شک کرنا سراسر بھول تھی۔ اتنے لشکر کا ساتھ لانا بدیہی کی یہی وجہ  
مستقل تھی۔

نشاد۔ اسی لئے مجھے معلوم کرنے کے لئے جاسوس بھیج دیا تھا اور ادھر احتیاطاً سینا کو لڑائی کے لئے تیار کر لیا تھا۔  
جاسوس بھرت کے دل پر تو اداسی ہے، مچھوٹا اٹھاسی ہے۔ اسے ہمارے کوچہ کو واپس لے جانے کا خط سمایا ہے اور یہی خبر  
اُسے یہاں تک لایا ہے۔

نشاد۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا وہ یہاں تک آ سکتا اور اس کا لشکر بھیلوں کے تیروں سے جان بچا سکتا ہے۔

ابھی کشتوں کے پٹے یاں ہری سینا لگا دیتی

نہ جاتا ایک بھی بچ کر ہمیں سب کو شلادیتی

بخش من۔ ممکن ہے اس نے دھوکہ دینے کے لئے یہ سوانگ بنایا ہو، سند میں رام نام بھی ہے پھر دبا کر آیا ہو۔

نہ بھولو کبھی سے جانے پر بھگت متفاد ہوتے ہیں

کئی دھرتا ہوتے کسی حسد ہوتے ہیں

رام۔ بھرتا بخش من بھائی بھرت پر الزام نہ لگاؤ

جانگلی۔ بغیر تحقیق کے انہیں قصور وار نہ ٹھہراؤ۔

بخش من۔ مانا اس سے زیادہ آزمائش تحقیق کی گنجائش لشکر کا انتظام فوج کا احتیام اس کے نایاب ارادوں کی منہ بولتی  
تصور یہ ہے، مختصر یہ کہ کیسی ہی کا ہے جو رکاری اور قیادی میں اپنی آپ نظر ہے۔ اسی لئے سمجھایا ہوگا کہ ہمیں

الکھیا سمجھ کر چڑھ آیا ہوگا۔

پیارے دھرتا ناگن کا بھرت میں دوش بھرا ہوگا

دو جہنی کے اشارے پر سہرا آکر ہوگا



رام۔ رام اگر ایسا ہی ہے تو بھی وہ مجبور ہے جیسے ہم نے پیا آگیا سے بن گئی کیا اسی طرح اُسے مانا کی خوشنودی منظور ہے۔  
لہذا وہ بالکل بے قصور ہے۔

اگر وہ آگیا پالین جنم داتا کی کرتا ہے  
تو سمجھو نیک بخت اُس کو جنم اس کا شکر دھرتا ہے

مکشمن۔ آپ کے نرم سہجادی ہی نے ہماری یہ دشمنیائی ہے۔ ایدھیا کے راج کی بجائے جنگوں کی خاک چھوڑائی ہے۔ سارے  
سناں کا من آپ جیسا نہیں ہے اس ماں بیٹے کے دل میں ہمارا خاتمہ کر کے نش کنٹک راج کرنے کی دشمنی سمائی ہے  
اور یہی ناپاک خواہش اُسے یہاں تک لائی ہے۔ لیکن ادب بھرت یاد رکھ یہاں بھی کوئی دل چاہتا نہیں ہے جو تو جیسا مانگا  
بلکہ یہ لوہے کے چنے ہیں۔ اگر منہ لگائے گا تو دانت تڑوائے گا۔ طبیعت اچھل رہی ہے۔ تلوار میان سے باہر نکلنے کی  
چل رہی ہے۔

گانا

گئی نیتی قری تم کو یہاں تک کھینچ لائی ہے  
ممبر کے چلے آئے تھے تخت ایدھیا سے  
ملنے کا تخت کے بدلے تھے تخت بھرت اب تو  
سہائی ہوں ترے شکر تو شکر کی قسم مجھ کو  
نہ رو کو اب اجازت دو مجھے مانا بھرتا جی  
نہیں یا ریش بھرت بھائی بناؤ تو قصائی ہے

رام۔ شانت مکشمن شانت کرو دھک اگنی کو آتا پرچند نہ کرو۔ اپنی طاقت کا اتنا ٹھنڈ نہ کرو۔ بھرت بڑا ہی لائق فائق اور سمجھدار  
ہے اُس جیسا بھرتا بلنا بہت ہی دشوار ہے اور اگر بالفرض محال وہ شتر و تا بھاد ہی سے آگیا ہے اور اسی لئے آغا شکر  
ساتھ لایا ہے تو اُس پر جے پانا تیرہ می کھیر ہے۔ کیونکہ تم ایکلے اور اُس کے ساتھ جم غفیر ہے۔  
مکشمن۔ معاف کرنا سامنے بل رہا ہوں اور شاید بے محل زبان کہوں رہا ہوں۔ لیکن یہ

بھرت کی سینہ زدوری کا مجھے جب خیال آتا ہے  
آیتا ہے تو میرا دھنش پر ہاتھ جاتا ہے

باقی رہا اُسے جتنا یہ کوئی اجر محال نہیں مکشمن کے سامنے مہر کے اُس کی مجال نہیں کیونکہ وہ دھرم سے بہن ہے اور  
اُس کا من بہت ہی ملین ہے۔ مل اگر وہ دھرم پر دروہ ہو تا تو ہم کبھی اُس پر وجے نہیں پاسکتے تھے۔ ایک مکشمن کیا روڈوں  
مکشمن بھی اُسے نہیں ہراسکتے تھے۔ اب مجھے زیادہ اپدیش نہ کیجئے اور زرا دھنش کا جلد چر دھانے دیکھئے۔ اب یا تو یہ پالان  
کال روپ ہو کر شتر و دوں کو ہم پر پہنچائے گیا یا بھرت آپ کے چرن یوگ مکشمن کا بلیدان ہو جائے گا۔

(مکشمن کا بھرتان رام کی سر قہ کا کر دھنش کا جلد چر دھانے سامنے سے بھرت کا پیا یادہ سننے پاؤں کچھ دھنش میں لپکتے  
بھرت کا بیکس کیاں بھرتے ہوئے رام چرن پکڑ کر چھائی کے بل ڈھوت کرنا شری رام کا اٹھانے کی کوشش کرنا۔ بھرت کا پاؤں کو  
نہ چھوڑنا۔ مکشمن کا اپنی غلبہ بازی پر دل ہی دل میں ہنسیاں ہونا)  
بھرت (اُسی طرح پڑے ہوئے) مکشمن ہار پر بھرت

اپرا دھ دیکھنے نہ کر یا ہو اس پر  
جس نے گئے ہیں بخشش کی اس پر

رام۔ اٹھو..... اٹھو پیارے اٹھو ذرا مکھڑا دکھاؤ۔ آنکھیں ملاؤ۔

کو کرمی نہیں منہ دکھانے کے قابل  
نہیں ہے بھرت سر اٹھانے کے قابل

بھرت

رام۔ بھرتا سینے میں بہہ اگن بھڑک رہی ہے، ذرا اٹھ کر اسے ٹھنڈا کیجئے۔

بھرت

بھرت کے جی لہو گان ٹھیکو اب ذرا رو لینے دو  
آنسوؤں سے تم چرن اپنے مجھے دھو لینے دو

رام

ختم ہوں گی کبھی پیارے بھرت کیسکیاں تیری  
تئے دیتی ہیں بے خود اب مجھے یہ سچکیاں تیری

بھرت

نہیں ہے دوش کچھ تیرا برحق منکوح کرتے ہو  
آنکھ چھائی سے لگ جاؤ یہ کیسے سوچ کرتے ہو

ہوں میں ہی ٹول نکٹ کا مجھے ٹھوکر سے ٹکراؤ  
میں خار راہ ہو اثابت نہ مجھ پر کچھ ترس کھاؤ

رام

رام۔ بھائی بھرت وحشت کا اتنا جو شش اس قدر اظہار افسوس، بخشش کی غلطی پر اتنا پھٹتا رہے ہو، خود رو رہے ہو اور مجھے نلا رہے  
ہو۔ ہم نے اوشیہ ہی یہاں آنا تھا آگئے۔ اس میں نہ کسی کا لگہ نہ قصور تھا بلکہ اللہ کو اسی طرح منظور تھا۔ اب زیادہ نہ تڑپاؤ۔

پہلو میں دھڑکتے ہوئے دل سے لگ جاؤ۔  
بھرت۔ کر پاؤ میں پائی ہوں مجھ پر دیا نہ کیجئے بھرتا تری پریم کو نزدیک نہ آنے دیکھے، اہل ہاں مجھے ڈنڈ دیکھئے تاکہ میرا سہارا ہو اور

بھرت

سنار سار سے بڑا پار ہو۔ میری طرح آنسو نہ بہاؤ بلکہ مجھ پر کر دھک چٹکاریاں برسائو۔  
رام۔ (زبردستی اٹھا کر گلے سے لگا کر) صبر بھرتا صبر طبیعت پر جبر کر۔

بھرت

بھرت میں آپ کا گھنگھار ہوں۔  
بھرت۔ میں دو لوں کا فقور وار ہوں۔ بھائی بھرت کی بھگتی اور غری رام کی دودھ اندیشی دیکھ کر شر مسار ہوں سے

بھرت

دھو جھانکنا نہ سمجھا تھا تو ابھی مجھے میں آجھٹھا  
دھنش کا بگائی میں میں تھا جلد چڑھا جھٹھا

بھرت

بھرت کیا ہی بہتر ہوتا میرے جھٹک سے نکل جاتا کسی اور کو گزند پہنچائے تیر میری طرف آتا۔ میں اسے پہلو میں جگر دیتا آنکھوں پر پھٹاتا  
گناہوں کے کفار سے میں جان دے کر سرخرو ہو جاتا ہوتا ہے

بھرت

بھائی مرے تھے اسخو غصہ میں اگے رک گئے  
میری خطا بھلائی چلے جو عاتکے رک گئے

بھرت

لکشمن۔ کچھا..... بھرتا کچھا  
(لکشمن کا بھرت کے پاؤں پر گرنا بھرت کا اٹھا کر گلے لگا لینا)

بھرت

(جانکی جی کے پاؤں ٹھوکر) منسکار..... بابا..... منسکار



جانجی (سر پر ہاتھ دھس کر) آؤشمان بیٹا..... آؤشمان پیارے تیر سے دیوگ میں دن رات  
نالے کرتے تھے، ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے، ایشور کا کوٹان کوٹ دھنبا دھنبا، جس نے ملاقات کرانی دل  
کی ٹکائی، جوئی گلی کی ٹکائی۔

بھرت، گنہگار ہوں شر مسکا نہ کیجئے۔  
جانجی، نہیں نہیں بھرت تو دل کا مہرور ہے آنکھوں کا نور ہے  
رام۔ اور کون کون اسے عین ہے

بھرت۔

گورو جی اور باتائیں سُننت ہے اور بجائی ہے  
گنوں میں نام کن کن کا اودھیا ساری آئی ہے

لکشمی۔ وہ سب کہاں ہیں؟

بھرت۔ رو دیک ہی آ رہے ہیں۔

رام۔ (مجھ حاضرین سے) چلو استقبال کو جائیں انہیں اور سہت پہل لائیں

(رکب کا حیلنا)

(ڈرائیپ سین)

(ساتواں سین)

بھرت کوٹ

(بھرت ملاپ ہوئے تین چار روز گزر چکے ہیں، شری رام نے پتا جی کے شرادھ آدمی سے فارغ ہو کر  
عام دربار کیا ہے، جس میں گورو ششٹ آدمی تمام اودھیا لو اسے براہمن ہیں)

وششٹ۔ پیارے رام اتنے دن ہوئے بھرت سے بھی کوئی بات پوچھی غرض ملاقات پوچھی  
رام۔ گورو جی کجا کرنا پتا جی کے غم اور شرادھ آدمی کرم میں مصروف رہا ویسے کبھی ان کی مر تو نے گھبرا دیا ہے، اوش تو کس  
بھلا دیا ہے۔

وششٹ۔ بیٹا یہ دنیا چار روزہ ہے کوئی اسے آج چھوڑ دے گا، کوئی دو چار دن آگے تیرے ان سے رشتہ توڑ دے گا  
(بھرت سے) کب تک خاموش رہو گے، زبان ہلاؤ اور مدھنبا دو۔  
بھرت (نیچی نظر کرتے ہوئے) یہ رگھو کی بھوشن مائے جو انیسٹے ہوا ہے اس کا دھیان نہ کیجئے اب وہ سچے دل سے

پچھتا رہی ہیں انہیں کجا کا دان دیکھئے۔ اس کو سہاوی نے ان کا انگ انگ سیاہ کر دیا ہے ساری عمر کی کھرتی اوریش کرنا  
کہہ دیا ہے۔ اب اگر آپ کر پا کریں تو یہ کلنک کا ٹیکہ اتر سکتا ہے اور ان کا جسم سدھر سکتا ہے۔ بس آپ جانجی مائاؤ  
لکشمی بھرتا مہمت واپس لوٹ کر اودھیا کا راج کیجئے اور مجھے شتر دھن سکت یہاں بنباسی بن کر رہنے کی آگیا دیکھتے  
کیونکہ آپ کے بھیر ساری اودھیا نالے کر رہی ہے اور بن آئی موت فر رہی ہے  
گزارش ذمہ لیتے ہیں آپ کا کارو جائے  
گنہ گنہی کے کٹ جائیں تری جے کارو جائے

Handwritten signature in black ink, possibly reading "Om" or "Om Delhi".







رام بھرتا آپ کی مائری بھگتی تو مستلاج بیان نہیں رہتا تا کی کسی جنتی نمان نہیں بلکہ ان سے اوسک پیاری ہے اور رام ان کا ایک شہ چاری ہے۔ ان کی بن آگیا مجھے راس آئی ہے کیونکہ اسی آگیا نے مجھے ان کی راہ دکھائی ہے۔

کھما بٹا کر سے مال کو دھرم کب یہ بتاتا ہے  
ہے مینا رام ہما بھیر اور کیسی کسی مانتا ہے  
ہے جس مانتا نے کی انسی تری بھوں خطا اس کی  
ہاں پاپی بنوں کیسے مجھے تو شرم آتا ہے

کیسی کا اپنی جگہ سے اٹھنا اور دش بھار کر نار رام اور جا کی کا دودھ کر لے لٹا منہ پر پانی کے چھینٹے دینا  
بڑی دیر کے بعد کیسی کا آنکھ کھولت۔ رام کو سٹنکھ دیکھ کر آہستہ سے بولتا

کیسی..... رام..... میس کر پیار سے رام میرے دل آرام..... آ..... آ..... آ اور میری بھاتی سے لگ جا۔  
سینے میں بھرتی ہوئی اُن کو بچھا، مجھے کیا خبر تھی کہ تم چت کے اتنے آوار ہو اور کو شلیا سے بڑھ کر میت کے فرما پر وار ہو.....  
..... نہیں..... نہیں..... میں یہ سب کچھ جانتی تھی مجھے اپنا دھن جیون اور پران مانتی تھی پر تو نیچ کی سگت سے  
یہ اتنا ت گرایا۔ دشت مارا سی نے پراؤں سے پیارے پتر پر بجر اٹھات کرایا۔ اب ناوم و شرسار ہوں۔ مل ہو کر مہا کی  
طلبگار ہوں۔ پیچھے پتر ہو تو صحت کر دو جگت میں بیکری اور پیش بھی لو۔

دو مقصود سے دامن برا لے رام بھرتی  
میں مضطر ہوں میں بسک ہوں مراد کھد کھد کر دینا

و ششٹ کیسی رو رہی ہے بھرت آستو ہمارا ہے پتر مال کو بھما کرے رام کو ہاں پاپ نظر آ رہا ہے۔ اس لئے میں بچوں  
کی بستی سے رام کی طرف سے کیسی کو بھما دان کر تا ہوں، ساتھ ہی زوردار الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ کیسی کے اتنے  
بھاری اپرادہ کو بچوں نے اس لئے بھما کر دیا ہے کہ اس کی کو کھلے بھرت سا پریم بھاری پتر آتین کیا ہے۔  
مرحبا اولاد ہو تو ہو بھیرا ایسی نیک بخت  
کاش کراں باپ کے رکھ سے جو اتنے پاپ بخت

شتر و من۔ مانیور بھرتا جی عرضداشت کے ایک حصہ پر دچار ہو چکا اور سبھا سدل کا فیصلہ طرین کو سوئیکار ہو چکا۔ لیکن دوسرے  
حصہ کا کہ آپ آج ہی گھر لوٹ جائیں راجہ گندی سنبھال کر تاؤں اور دھمی جنتا کو دھیر بندھائیں، کوئی آتر نہیں بلکہ ہے۔ اس  
لئے ایو دھیاؤ اسیروں کا ٹنکھ کی ابھی بڑی طرح نہیں کھلا ہے۔

تربی فرقت میں مردوزن ہی سب لاجار گری کے  
ہوئے ہیں عو کہ کر کاٹا چل دھلا زگری کے  
نہ ہوں علہ نگی جب تک یہ بھو جت ایو دھیا پر  
نہ ہوں گے دودھ گندہ ہے یہ دھلا زگری کے

رام۔ یہ سب برتھا دچار ہے، رام واپس لوٹنے سے لاجار ہے۔ ایک بار شہر کر کے اس سے مل جانا نادانی ہے۔ اس کی تربیت  
اور من کی پختہ کی نشانی ہے۔

ارادے سے میں باز اپنے کبھی بھی نہیں سکتا  
قدم تو اٹھ چکا آگے نہایا جا نہیں سکتا



گمن بن گا ہے شاہراہ ترقی لطف عالی ہے  
ایو دھیا کی گدی پر رام یہ شکھ پا نہیں سکتا

بھرت۔ ایک مینتی ہے آپ بڑے ہیں پتا سمان ہیں دھرم ثورت اور گیان وان ہیں۔ بے ادبی محات کیجئے اور خود ہی انصاف کیجئے  
بڑے بھائی کے ہوتے ہوئے چھوٹا راج لے سکتا ہے تخت و تاج لے سکتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ بھرت یہ اوج پت  
گرم کرے انکی میں کلنک لگائے اور ادھرم کرے۔

یہی ہے آگیا بھگون کلنکت کیا میں ہو جاؤں  
ادھرمی جگ میں کہلاؤں دھرم اپنا نہ اپناؤں

رام۔ نہیں..... نہیں..... میں کبھی بھی یہ آگیا نہیں دنگا کہ تم کوئی ادھرم کا کام کرو میرا تو یہی آپدیش ہو گا کہ ستیہ وادی  
بن کر ستیہ گرم کر تھوئے دنیا میں نام کرو۔ پر تو ماما پتا کی آگیا مانتا بھی دھرم ہے اور اس کے برعکس ان کی آگیا انگن کرنا نہیں  
پاپ اور ادھرم ہے بھرتا بھرت! کیا تیری ہی مرضی ہے کہ رام بن سے واپس چلا جائے اور ماما پتا کی آگیا بنگ کر  
کے گل میں کلنک لگائے۔

بھرت! آگیا دیتے کلنکت کیا میں ہو جاؤں  
ادھرمی جگ میں کہلاؤں دھرم اپنا نہ اپناؤں  
گرد پھرا آگیا بھگون کہ پر جاشاد ہو جائے  
دھرم دونو کا رہ جائے اور دعا آباد ہو جائے

بھرت —————

دش ششٹ۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ چودہ برس شری رام بنوں ہی میں بتائیں اور بھرت جی ان کے قائم مقام کی صورت میں چودہ  
برس تک سلطنت کا کام چلائیں۔ چودہ برس کے بعد جب یہ واپس لوٹیں تو بھرت جی سبکدوش ہو جائیں اور راجہ کے فرائض شری رام  
جی خود نبھائیں۔

بھرت۔ لیکن بھرت پر ن کر چکا ہے کہ شری رام جب تک بن میں رہیں گے بھرت تخت کیا ستیا چاہیے کہ ہاتھ شک نہیں لگائے گا بلکہ  
پر تقوی سے وہ ہاتھ نیچے گڑھا کھود کر آکسن جائے گا۔ اس صورت میں سنگھاسن سونا نظر آئے گا۔ اس کا بھی کوئی آپا ہے بنا  
دیکھئے اور پلٹ من کی کلپنا بننا دیکھئے۔

دش ششٹ۔ ہاں تم شری رام کے پاؤں کی کھڑاؤں (چن پاؤں) اپنے ہمراہ لے جاؤ اور انہیں گدی پر استقامت کر کے سلطنت کا کام  
ہندی گرام میں رہ کر چنناؤ۔

رام۔ بھرتا تم خود سمجھاؤ ہر طرح ہوشیار ہو دیکھو ایو دھیا! اجڑ رہی ہے بنی بنائی بات بھڑ رہی ہے۔ دھیرج دھرد اور دکھڑاؤں میں  
یہ کھڑاؤں لے جاؤ اور گو رو آگیا اوسار انہیں سنگھاسن پر استقامت کر کے میری طرف سے راجہ کے فرائض نبھاؤ اور عیا پاروی  
کے نام پیدا کرو، شان پیدا کرو۔

بھرت — گانا

کردل انکار کیجئے میں تسلیم خم بھگون  
رہو سنگھاسن کے بناسی مجھے تری استم بھگون  
کھڑاؤں تخت پر ہوئی بھرت گوشہ نشین ہو گا  
ایو دھیا کی حفاظت کی تجھے ہی سبتہ شرم بھگون

میں ہندی گرام میں رہ کر تیرا ہی ورد کر لوں گا  
کلمے بھگت کو نہ گانا آبرس چودہ گزرتے ہی  
سدا رہنا میرے سین میں اُس جگہ جاسے جنم بھون  
بھگت بھگت دیر کرنی نہ پئی کرنا کوم بھگن

رہے پارسی اگر اس سے زیادہ اکلین بن میں  
نہ زندہ پاؤ گے بھگت کو یہ ہوگا شرت بھگن

(نثر) بھرت مجبور و لاچار حکم عدول کرے تو گنہگار کھڑاؤں سے کر جائے گناہ گشتی میں آپ ہی کے سہارے سلفست کا کام چلاؤنگا۔  
پرتو یاد رکھنا۔ اگر آپ چودہ برس سے ایک دن بھی زیادہ لگائیں گے تو بھگت حیرت جیتا نہ پائے گا۔

رام۔ بھرتا رنج و غم کو بھلا دو۔ فرقت کے خیالات دل سے ہٹا دو۔ چودہ برس کے بعد اوستیہ بل جائیں گے اور دلوں کے کول کھیں  
جائیں گے۔

(تمام ایو دھیا نا اسیوں کا شری رام بخش من جانی سے سیتا یوگیہ بعینٹ کرنا)  
(ڈراما پ سین)

(آگے سوال سین)

ہندی گرام

(بھرت کا گشتا آسن پر بیٹھے نظر آنا)

بھرت گانا

درشن دکھانا جلدی او بانگی شان والے  
ہو اک نظر ادھر بھی تیرو دکان والے  
رسول غور چکے ہیں کچھ بھی یہ نہیں ہے  
ہو کس جگہ بچتے آتم گیان والے  
ہے خوش نصیب کچھ بھی نہ لیتا  
کچھ نہ بھی ہے میرا فکر جہان والے  
دل کے چین کے بونے فرقت کی بونے جھلے  
آب وصل سے بچو او گلستان والے  
نزدیک آ رہا ہے آسنے کا وعدہ جوں جوں  
رسول کے دن میں پارسی تیرے دھیان والے

(نثر) رسول بریت گئے پران آدھار کی کچھ خبر نہیں کہاں بچتے ہیں بن گس کے دن یکنے بتیت کرتے ہیں۔ ابھر جب سے چودھویں  
سال کا بارہواں مہینہ شروع ہوا ہے دن دن سال سمان نظر آ رہا ہے۔ شوق کی آگ بھڑک رہی ہے دل خچلتا جا رہا ہے۔ پرکھو  
جکھے میری سو گندھ اب دیر نہ لگنا۔ مجھے آتم گات کا پالی نہ بنانا۔  
(دھما میر کا کلکاری مارنا)

بھرت (چونک کر) یہ آوا کونسی آئی ہے۔ (اکاش کی رات دیکھ کر) یہ تو کسی کوئی اکیل دیو نے صورت دکھائی ہے۔ ہاتھ پر پہاڑ کا پہاڑ لائے آ رہا  
ہے اور کلکاری مار کر شیخی دکھا رہا ہے۔ ہونہ ہو کوئی شتر ہو۔ جو اچانک ہی آفت ٹھکانا چاہتا ہے اور اس تین پہرات گزرتے  
ہیں تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ کیوں نہ اسے گرا دوں اور اس شیخی کا مزہ چکھا دوں (چٹک چڑھتا ہوا) اور مشورہ خردوار ہو جا اور مرنے کے  
لئے تیار ہو جا۔  
(بھرت کا تیر مارنا اور ہومان کا بچے کرنا)

دھما میر رام رام۔۔۔۔۔ رام رام۔۔۔۔۔ بہا میر مجبور و لاچار۔۔۔۔۔ بخشش کا بچنا دشوار۔۔۔۔۔ میں زخمی ہو چکا جان سے مل کھدھو چکا۔۔۔



پریمو.... یہ یقین جانتے ہیں بالکل بے قصور ہوں، دن نکلنے سے پہلے پہنچنے سے مجبور ہوں ہے  
نہیں ڈر زخمی ہونے کا نہیں مرنے کا غم جھٹکو جیسے کسی طرح دشمن ہی رنج و اہم جھٹکو  
اوشیہ سورج نکلنے ہی سے پہلے پہنچ جانا تھا مگر گھٹا کیا کالم نے راہ میں ہا ستم جھٹکو

بھرت۔ (دل ہی دل میں) ہئی! میں کتنا پاپی ہوں۔ اپرا دھڑ پر اپرا دھڑ کے جا رہا ہوں۔ بھگوان رام کو دکھ پڑ دکھ دیتے جا رہا ہوں۔ رام رام کا ذکر  
کشمین کی صحت کا خوشامبرکت کہتا ہے کہ یہ رام کے غمخواروں میں سے ہے رگھو نکی کے جاں نثاروں میں سے ہے دہبا میر کے پاس پہنچا  
بھائی آپ کو نہیں کہاں جا رہے ہیں باز بار رام کشمین کا نام لے کر کیوں گھبرا رہے ہیں شتر و کے دھوکے میں بان چل گیا معاف فرمائیے  
ادھر تشریف لانے کا باعث مفصل بتائیے۔ پرائوں سے پیارے رام، مانا جانکی بھرتا کشمین تو کشمین سے نہیں۔

فہماییز۔ سوک شری رام کا ایک اگلے سا غلام ہے انہی کے قدموں میں نواس ہے سومان نام ہے۔ پاپی راؤن نے دھوکا سے مانا سیتا کو ہر رات  
بھگوان رام نے اس سے گھسان کا نیکو کیا ہے۔ کشمین کے شکستہ بان لگا ہے غشی طاری ہے بھگوان کو غضب کی سبقت داری ہے۔ اب یہ بھگوان  
در کار ہے کشمین کی زندگی کا اسی پر داد دے رہا ہے۔ اگر اس کے دہل پہنچنے سے پہلے سو رنج کی آ یا، سو ریا ہو گیا تو یوں سمجھئے سو رنج نہیں  
میں اندھرا ہو گیا میں یقیناً وقت پر پہنچ جاتا اگر آپ تیر نہ چلاتے اور مجھے زخمی کر کے نہ گراتے۔

بھرت۔ ہا ستم.... بھرتا کشمین بیمار شری رام سقرا اور بھرت با دعا ڈالنے کا گنہگار۔ ہا دیو.... تو کیا کیا گلی گھلا رہا ہے کیوں مجھ سے  
پاپ پر پاپ کر رہا ہے۔ ایک طرف خوش نصیب کشمین جو بھائی پر تیار ہوا۔ دوسری طرف گلی گھٹا بھرت جو باعث آزار ہو اے ہائے ہائے  
بھگوان رام نے تو بھلا ہی دیا، اتنی نیت میں کبھی یاد بھی نہ کیا۔ اگر اس امر کی اطلاع ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ بھرت سے یہ خطا ہوتی۔

ایک ہوک سی دل میں اٹھتی تھساک درد سا دل میں ہوتا ہے  
ہیں رام دکھی رن بھومی میں اور بھرت یہاں پر روتا ہے

فہماییز۔ افسوس پھر کرتے رہنا جی بھر کے آہیں بھرتے رہنا۔ میرا دن نکلنے سے پہلے پہنچا ضروری ہے وقت چھوڑا ہے اور کوسوں کی دُوری  
ہے۔ کچھ تبریز لائیے رن بھومی میں وقت پر پہنچائیے

دل ہے گھٹا جا رہا جوں جوں گزرتی رات ہے پہنچنا پہلے صبح سے اب تو شکل بات ہے  
تیر کا ہی نے ترے ہے کر دیا زخمی گھٹے دُور ہی منزل کا ڈر ہے ہو چکی پر بھات ہے

بھرت۔ سومان جی میں خود ساتھ جاتا۔ راؤن کو اس کی شرارت کا مزہ چکھاتا مگر کیا کروں قول و سے چکا ہوں، اندھی گلم سے اٹھنے کی قسم لے چکا ہوں  
جب تک خود شری رام کی آگیا نہ ہو قدم اٹھا نہیں سکتا۔ کھڑاؤں کو اکیلا چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتا۔ ہاں اگر آپ کو دُور ہی منزل کا خیال ہو تو جی وقت  
کا بلال ہو تو آؤ میر سے اس تیر پر براجمان ہو جاؤ اور اٹھ چھپکنی دیر میں اپنے آپ کو رن بھومی میں پاؤ۔

فہماییز۔ دھرم، ثورت، دھرم دیرا محبت اور پریم کی مجسم تصویر ہے۔ اپنی مہات گہسی کے زور بازو پر پرواز کرنا سومان کی ضمیر کے خلاف۔ کیونکہ یہ رام  
کا ایک اگلے سا بچا ہی ہے اور اس نے جو دھارنا بھی دھاری ہے۔ رام کر پاسے پوری کر دکھاتا ہے نہ ٹکڑی وقت سے ڈرتا ہے نہ کسی  
حکلیفوں سے گھبراتا ہے۔ ہمارے بڑے پریم سے آپ کا نام لیا کرتے تھے بہت ہی تعریف اور توصیف کیا کرتے تھے۔ دل میں شوق ہوا  
تھا مگر وہ قہرنا ڈراؤ شوار تھا۔ راج دل میں خیال آگیا کہ اندھی گلم سے گزرتا جاؤں اور آپ کے پورے چروں کے روشن کرتا جاؤں، سومان کی مڑا دل کی  
آپ کا بھارتی پریم، آپ کی شگفتگی اور شکستہ دیکھ کر دل کی لگی لگی۔ اب کسی قسم کا کوئی بکڑ نہ کیجئے اور سیدک کو اجازت دیکھئے۔ انہی چلا آؤ  
سجیوئی پہنچائی بونی پہنچی اور کشمین جی نے شفا پائی۔

میں ہو کر رام کا سیکو کر دل زلزلت گوارا کیوں  
ہے جاں پر کھینٹا آتا گھٹل اس سے کنا رکیوں  
بھرت دوسرے زور بازو پر کسی کا دل سہارا کیوں  
ابھی پرواز کرتے ہی جا رہا رن بھومی میں آؤ گنگا

(جہاں سے کہانہ دست کر کے پروا کرنا)

(ڈراما پسین)

(نالوال سین)

## ہندی گرام

(دشہری رام بنیاس کو آج پودہ بس گزر چکے ہیں اور ان کے اس وقت تک واپس نہ آنے پر ہجرت جی کا بے قراری کے عالم میں جسم غم نظر آتا)

## ہجرت — گانا

دل کی ٹی بھجھا دے اور بن سے آنے والے پودہ برس تو گزرے تیرے بہانے والے  
جیتنا رہا بھروسے وعدہ دل کے تیرے اُبتک دیکھ کر کیا ہوئے وہ وعدہ نبھانے والے  
پودہ برس گزرنے پر بھی رہوں میں زندہ کتنا ہی سخت حال ہے کھینکے زمانے والے  
ہونے کو شام آئی صورت نہیں دکھائی بیٹھے کہاں ہو بھائی کھجک کھجک دے والے  
پچھترس ٹھہر پھرتے مرنے کو آہ بچاتے بگڑی مری بناتے بگڑی بنانے والے  
اب آخرت کے دن میں پکڑوں گا تیرا دامن بچ کر نہ جاسکو گے دامن بچانے والے

پاپی ہوں یا کو گری پارسیس ہوں تیرا بھائی  
نئے نو لگا مکتی جس پر لگتی دلائے دلے

(نثر) بھرتا رام آج پودہ بس ختم ہو چکے کیوں وعدہ وفا نہیں کیا صرف آج ہی کی امید پر زندہ رہنے والے ہجرت کو کیوں دشمن نہیں دیا  
کیوں زیادہ آڑا ہے ہو کس لئے آتا تر پار ہے ہو۔ لکھو لکھو سالوں کا ہو کر جا رہا ہے، دل بھرا رہا ہے کیچھو منہ کو آ رہا ہے۔ بھرتا کا زندگی کی یہ آخری  
گھڑی ہے۔ موت گودی میں شونے ادا دے دینے کو تیار کھڑی ہے۔ آج تک تیری امانت کو جان کے ساتھ رکھا اب مجبوراً غفلت کے سیرم  
ہاتھوں میں پھوڑ رہا ہوں، جذباتی کے صدموں اور خود داری کے اتفاقوں سے زندگی سے رشتہ توڑ رہا ہوں (کھٹا کھٹا اٹھا کر) بند ہو جاؤ رام دشمن کی  
منتظر آنکھ بند ہو جاؤ، بند ہو جاؤ، رام شبد کے شتان کا نو بند ہو جاؤ، اے جان ہو جاؤ، پر پھر چرن پھوٹنے کے کشیدائی ہاتھ بے جان ہو جاؤ، تان  
ہو جاؤ۔ ایسا ہے بہد کی آسید میں بچنے والے ساز زندگی بے تان ہو جاؤ، پر پھر اب تک انتظار کی۔ اب نہیں رہا جاتا جذباتی کا صدمہ اب زیادہ یہ  
نہیں مہا جاتا جس جیون پر تیری کہ پادشہی نہیں وہ اس قابل ہے کہ اسے بنا دیا جائے جو اٹا کہ زندگی تیرے ٹوٹنے میں ناکام رہا۔ وہ اس  
قابل ہے کہ اسے ٹٹا دیا جائے کبھی کہنا پر پھر میرے ایراد کو کھیا کرنا۔ اب پر لوک جا رہا ہوں وہاں دشمن ضرور ہو گا اوشیر یہی سننا پ وہیں دور ہو گا۔

اب طبیعت ہجر کی زندگی سے ہے اکت گئی مرنے فرقت شل دیکھ جاں جگول کھائی  
پن رگھو بر خاک زندگی ہے ہجرت آکوش میں موت کھیتی ہے مجھے آ جا مری، غوش میں

(ہجرت کھٹا کھٹا مارنا ہی چاہتا ہے کہ اچانک ہی جہاں پر رہیں گے بھیس میں ملنے آکر)

جہاں پر دھرم مورت راج رہتی رہی کیا کر رہے ہو، اہم گات کا گھوڑا پاپ اپنے سر دھر رہے ہو، پتہ ہا دن رام کا نام دھیر اور دھیر سے کام لو۔  
ہجرت (میران ہو کہ) ہر کس نے میرے شتان کا دن کو رام نام سنایا جس نے میری پکیسی روح کو یہ اہرت رس پلایا (پر نام کر کے) اسے روح در جھٹے  
مرنے سے کیوں روک دیا پر لوک گمن کرنے سے کیوں روک دیا۔  
کس لئے ڈالی رکاوٹ نام لے کر رام کا  
کہ رہا کھٹا کھٹا میں رنج دھم آلام کا



جہانگیر بھرت راج اجن کئے میں سوکھ کر کاٹا ہو رہے ہو اجن کی فدائی میں آسودوں سے منہ دھو رہے ہو اجن کی خاطر راجہ پد سو یکا کر کے  
 آسے سوکھا چکے ہو اجن کی یاد میں اپنے آپ کو پورن بن کاسی بنا چکے ہو۔ اجن کی وعدہ و فدائی سے بالوکس ہو کر پرلک گمن کا ہتھام لے گئے  
 ہو جن کی فرقت برداشت نہ سکتے ہو اسے اپنا کام تو کم کر رہے ہو۔ وہی دین دیال پر کھو پر شوم کھو ان رام تشہ لیت لارہے ہیں۔  
 اس تر سے آج جسے جن میں کھیر بہا ر آنے کو ہے اس تر سے مخم جہر سے پر نکھار آنے کو ہے  
 اس قدر بار دل نہ ہو کچھ تو صبر سے کام لے رام تر سے آ کر سہے ہیں اب تو دل کو قنعام لے

بھرت۔ ہیں..... کیا کیا شری رام آ کر سہے ہیں؟  
 جہانگیر ہاں ہاں ماتا جانکی اور کشت میں جی بہت تدم رنج فرما سہے ہیں۔  
 بھرت۔ سچ بولھو تو اعتبار نہیں آسکتا اور مضطرب کو صبر اللہ قرار نہیں آسکتا۔ تا وقتیکہ آپ اپنا نام نہ بتائیں رگھو راجہ کا پتہ اور مقام نہ بتائیں۔  
 جہانگیر (رجن کا بھیس اتار کر بگٹ ہو کر) قربانی اور ایثار کا دیوتا، ہنومان کا پر نام سو ریکار کیجئے۔ بھگوان رام بالیک آئیں تم تک پہنچ چکے قدر سے ہٹنا  
 کیجئے میرے ذہن میں لڑنے کا کہ آپ کو یہ خوشخبری سننا اور بھر باس میں فوٹے کھانے والے بھرت کی جان بچاؤں۔

بھرت۔ پیار سے ہنومان اگر سچ بولھو اتنا رام منتظر آنکھوں کو روشن دعا سنے کر ہے ہی، پرہ ان سے جھٹکتے ہوئے کیلچ کو نقد تک پہنچانے آ کر ہے  
 میں..... کہتا اس نیم فرقت سے لاچار ہوئے والے اور موت سے دوچار ہوئے والے یاؤں اور نا اہیب بھرت کو یہ خوشخبری  
 سننے والے اور اسے موت کے بمیان تک بند میں پڑنے پر بھی بچانے والے جہانگیر تجھے کیا انعام دےں گے اتنا اکرام دےں گے۔

جی میں آتا ہے اودھ کا کل خزانہ دے دےں  
 ہے خیانت کو امانت رام کی تجھ کو دےں  
 سلطنت دوں راج دوں تاج شہانہ دےں  
 پر امانگ ہے دل میں یہ سارا زمانہ دےں  
 جہانگیر رہنا ہے محبت اور گونا گونا جی کی آبادی کا میں تر دک کہے بھنڈا رہی۔ ان کے پر تر نام پر لے کر دوں راج اور تاج بنا رہی۔ میں بھگوان  
 رام کا ادائے سیر کہ ہوں یہ تھوڑی مدت افزائی ہے کہ آپ کو ایو دھیا کا راج دینے کی دھن سمائی ہے۔

ہو جس پر مہر ہاں رگھو سے بھر کر دےں کیا ہے  
 زیادہ شاہ و دو عالم سے رتبہ اس کے سوک کا  
 سما میں رام جس دل میں اسے بھر چھو کیا ہے  
 ہے بھگتی رس پیا جس نے اسے جام دھو کیا ہے

بھرت۔ آ..... آ..... رام اسکی کے دیوانے آ..... کہ بھرت تجھے آنکھوں پر بٹھائے تیرے پاؤں کو چوم سے تجھے سینے سے  
 لگا لے، بائیں بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے دل کو تسکین دینے والے موت کے تلاطم خیز طوفان میں میری زندگی کی چھکوسے کھال بولی  
 ناؤ کو کیسے دےں رام بھگت۔ آ..... تجھے آتم گات کے یہاں باپ سے روک لینے والے آرام آگن کی فخر فروش سن سنا کر زندگی کا دان دینے  
 والے آہے۔

آج آئے غریب سے میر سے بچانے کیلئے  
 ہے رستی آنکھ آنکھوں پر بٹھانے کیلئے  
 بڑھ رہے ہیں ہاتھ پاؤں پر اٹھانے کیلئے  
 دلی دھڑکتا ہے تجھے دل سے لگانے کیلئے

(رام، جانی اور کشت میں کا داخل ہونا)  
 رام۔ (دلی ہی دل میں) بھگتی اور پریم کا دنگ، دفا اور رواداری کی امانگ، چہرے پر ادرسی ابا نکل بنیاسی تجسم ناہ شہگیر بھارتی پریم کی روشن  
 تصویر (غافل) آ..... آ..... مجھ پرانی آ..... آ..... تصویر جرائی آ فرقت میں بھرتے ہوئے دل سے لگ جا رہا ہوں  
 تجھ سے لکھے کو نقد تک پہنچا۔ اپنا بے لوث اور محبت کا دیوانہ دل میر سے دل سے لگا دے۔ پریم، ایثار اور قربانی کا پرانہ دل میر  
 دل سے لگا دے۔

ہے نہیں سمجھی ضرورت تو نے کچھ آرام کی  
 تاج کو خاطر میں لایا نہ تو خاطر میر رام کی





(شرعیہ ہاتھ پر کھنڈا شریعت جی مہاراج کا) =

۱۹۶۲ء کی بھارتی کو دور کرنے کا سندھ

”مہاتما پر بھو اشترت جی مہاراج کچ کا شمار ان مہاتماؤں میں ہے جو ہندوستان بھر میں انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں  
بسیروں کتابیں ان کی چھپ چکی ہیں جن کے مطالعہ سے منشا اپنا جیون سدا رہتا ہے۔ اگرچہ وہ ہنسک میں دیکھ  
تھکتی سادھن اشترم کے نام سے ان کے رہنے کا استھان ہے مگر آج کل انہیں ہر دربار میں رہنے کا آدرش قرار دیا جاتا ہے اور  
دیوالی سے لے کر ۹ فروری تک آدرش برت میں ہیں۔ ۱۹۴۲ء کی بھارتی کاؤدر کرنے کی کھیلے ”اوم“ کے پانچوں کے نام سے  
ذیل سندیش ارسال کیا ہے۔ ناظرین جہاں خود پڑھیں وہیں اردوں کو بھی سن سکیں اور اس پر اوشیہ علی کریں۔“  
(۲۲ مئی ۱۹۴۲ء)

آج کل سلسلہ ۱۹۶۱ء کے سبب مذہبی لوگوں میں بہت الجھے تھے۔ تھا آدم سا پھیل رہا ہے، بلکہ کچھ کال پہلے سے ہی جب سے برہمنوں نے آٹھ گرہ ایکٹھ ہونے کا پرہیز کیا تھا، تب لایا ہے۔ سماچار پڑوں دوارا تھا منیت مہاتماؤں دوارا بھی۔

مجھ پر بھی اپنے نسبت سنائی یا دوسرے سبب کبھی کبھی ایسا پریشان کر دیتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء میں کیا ہوگا؟ ایسے دلیلی ڈکھوں کو تو سرگرم پر بھی جانتے ہیں۔ جو برہمنی رچتا تھا جیوں کا گرم پھل داتا ہے۔ میں تو "آدم" کے پانچوں ادد دوسرے ست سنائی پریموں کو بھی شجہاد دیتا ہوں کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو پرہیز آگیا اور پرہیز کے نیم سے ہوگا ہی۔ ہم اپنے آپ کو دوتمان و بھوشیہ (ماضی دست بقیں) میں سو رکشت (بجفا ملت) رکھنے کے لئے مشکل دکھ رہتا، مشکل سنکھ داتا رکھ شک پتا پرہیز کی شرن لین۔ تھا اپنے جیوں کو سدھارا اور سنوارا لیں جس سے ہمارا اس لوگ نہیں بھلا اور پرہیز میں بھی بھلا ہو جائے۔

دھبہ، جنوری، فردی ان تین مہینوں میں ہم پوری دستش کریں کہ کم کسی سے ایرشا، دلش اور گھرانہ کریں۔ ایمان داری سے اپنا دیوار اور کاریہ دیوار ستیر سے کریں۔ یہ تین ماس چلانے میں آئے (آندنی) کم ہونے کی سنبھادنا ہو تو یوں سمجھیں کہ کم یہ تین مہینے گھر سے کھارے ہیں پر تو پاپ اس اوشٹھان میں نہیں کریں گے۔ یہی تین مہینے ہم کو گھر سے کھانا پڑے تو بھی چھٹا نہ کریں۔ دیے کی منش بیمار ہو جاتا ہے۔ دیوار میں کھانا پڑ جاتا ہے۔ پھل، کپٹ، استیہ، مہتیا سے بچیں۔ اس سے ہمارا یہ لوک سدھ ہوگا۔

ان تین مہینوں میں ہر ایک شخص کو من لگا کر سوا لاکھ گائتری کا جاپ اور نیتیکرم (روزانہ ہون ٹیم) سکے سا کھ ایک مالا گائتری کی ہون میں آہوتی دیں یا کم سے کم ایک وید کا ٹیکہ کریں۔ یہی ٹیکہ کی سامرتھ (فاقہ) نہ ہو تو ایک وید کا پانچ بار ان کریں۔ اس پر مہوشرن سے غماز لوک بن جائے گا۔ یہ کم سے کم ہے زیادہ عبتا کوئی کرے اس کا سو بھاگیہ ہے۔ پر مہوشرن کی نوبت شاپ، سنہاپ، اڈکھ درد اور بھرم بھرائی کو شانت کرنے والی ہے

نوٹ۔ جو کہن یہ سونچنا پڑیں کہ ہر پار کے وہ اپنے دوسرے ہر دین کو خدا دین نامہ وہ بھی اپنا کلیان رکھیں  
 اے آدم بھور بھوہ سہوہ تہ سونیر ستر دیر سویم بھر گو دیو سید بھی دیو یونہی نہ چو دیات  
 آپ کا اپنا اندر پر بھوہ شہرت

# نصیب نہیں

۴۲ شہری گھریال راس شومہ مخلص ملان پوری

اے پیارے کہشن جسے ترانم نصیب نہیں  
زمانہ بھر کی جفائیں تجھی یہ نازل نہیں  
ارم نصیب تھے ہو تو ہو مگر زاہد  
ہے ایک خواب کے غافل دھال جان جہاں  
اسی کا نام محبت کی بے تساری ہے  
کیا تجھ سے زندگانیتا ہے ایک تجربہ سے  
نشان منزل الفت وہ پائے گا کیوں کر  
رُاس کے گانہ بانے کو تو کبھی مخلص!  
تجھے اگر یہ تری چشم نم نصیب نہیں!

نشاط ہستی اُسے بس دکم نصیب نہیں  
غلط کہ تجھ کو تہہ اراکم نصیب نہیں  
مری طرح تجھے رشک ارم نصیب نہیں  
اگر جہاں میں خلوص ہم نصیب نہیں  
سکون قلوب تجھ ایک دم نصیب نہیں  
کیوں جام عشق تجھے دہم نصیب نہیں  
رہ بقایاں جسے پیچ و خم نصیب نہیں

## صحت ہی زندگی ہے۔



اور اس شینی دور میں جب انسان کو دو وقت کھانے کے لیے تمام دن بھاگنا پڑتا ہے۔ یہ جانتا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی مصروفیات کے باوجود کس طرح اچھی اور قابل رشک صحت حال کر سکا کر خوراک صحت اور ورزش کے متعلق وہ ضروری باتیں جو ہر انسان کو جانتی ہی چاہئیں ہر ماہ دلچسپ طریقوں سے ماہنامہ ہمدرد صحت میں واضح کی جاتی ہیں۔



اپنی اور اپنے خاندان کی صحت کے لیے

### ہمدرد صحت

کا مطالعہ کیجئے۔  
ہندوستان کا واحد صحافتی اور سوشل میگزین۔



فوری مفت طلب فرمائیے۔  
سالانہ چندہ جرن ۴ روپے۔

ہمدرد صحت لال کنواں دہلی ۶



# شہری کرشن جگوان سے

از شہری دید گنیشیم شرن آریہ وطن مڑا آبادی

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

ترے گوالے ہیں متوالے اونڈلے جگالے۔ آ

کوئی کہتا ہے منموہن کوئی تو پال گدھارتی کوئی گنیشیم کہتا ہے کوئی کہتا ہے بنواری  
اسی کو کرشن کہتے ہیں جسے کہتے تھک دھاری پتا بست دیو جن کے دیو کی ہے جن کی ہتھاری  
دیاسا گر تو کر یا کر دی گروہ اٹھالے۔ آ

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

کچن گڑوں کو لیکر کے پھرے تھے ساتھ تم بن میں بجاتے تم ادھر مڑی ادھر تو تیں وہ نوش بن میں  
ہزاروں آج تو تیں پار پھر مال ان کی گردن میں یہی رو رو کھے کہتی ہیں چھاپستے کون دامن میں  
بجاری اخبار ہیں ماری او بنواری بجالے۔ آ

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

کیا تھا وعدہ تم نے کہ میں بھارت میں آؤں گا ویت میں اس کی کوئل گا سبھی باتک مٹاؤں گا  
اسی مڑی سے میں سویا ہوا بھارت جگالوں اگر ہوں عزت تو مدھو کرشن یا بھی چلاؤں گا  
دہی گیتا کہ جگ جیتا اسو بھیتا بوبالے۔ آ

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

کبھی سنسار مٹاؤں میں یہ دیو آسمان تھا بھارت میں دیدول کی بویا کا چمکتا بھان تھا بھارت  
سکل گن گیان کی گنجی آئی بلوان تھا بھارت سچل بریو پار تھا اپنا تنھی دشنوان تھا بھارت  
ارے بھگوان اوتھو بن دہی دھن بھر کالے۔ آ

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

وطن کی دیکھ کر حالت وطن دن رات رہتا ہے وطن آزاد ہے لیکن وطن غفلت میں سوتا ہے  
وطن میں کون ایسا جو وطن پر جان دیتا ہے وطن آخر وطن اپنا وطن آپنا ہی ہوتا ہے  
ارے گر دھر او مڑی دھر یہ بچو انکھ بنالے۔ آ

مدھو سودن مدھوبن میں مدھر مڑی بجالے۔ آ

شرمیان سنت نرائن سنگھ جی

# شری گورو امر داس جی کا امرت جیون

گورو اکیہ

"گورو امر داس کی اکتھ کتھا جی ایک جلیہ کچھ کہی نہ جاتی"

اکتھ کہا شری پریم کی پریم آکھے آئے

تس دیواں من اپنڑاں نو نو لاگال پائے

شری گورو امر داس جی کا جنم سکندر دھرمی کے عہد میں ۹ بیساکھ سن ۱۵۳۱ء کو باہری پرگنہ امرتسر میں شری سچ بھان بھلے مٹری کے گھر میں ہوا۔ ان کی ماما کا نام سنگھشی تھا۔ ان کی شادی سن ۱۵۵۶ء میں شرمیتی رام کر سے ہوئی۔ ایک دختر بی بھانی اور دو بیٹے موہن جی و موہری جی ان کے پیدا ہوئے۔ موہن جی شری سے ہی بغیر شادی کے اکتھ رہ کر پرانا نام کی دھارنا میں رہا کرتے تھے۔ ان کی یادگار "چو بارہ صاوب" کا گورو دارہ بیات اندی کے کنارے آج تک موجود ہے۔ بے شمار شری دھارا لوگ آکر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ میلہ کے دن بارون ہو جاتے ہیں۔ شری امر داس جی شادی کر کے کھتریوں کی طرح باقاعدہ بیخ بویا کیا کرتے۔ سبھاوک (پرکرت) ان کی جنم سے ہی سالک تھی۔ ہر دم شری امر داس جی شادی کر کے کھتریوں کی طرح باقاعدہ بیخ بویا کیا کرتے۔ سبھاوک (پرکرت) ان کی جنم سے ہی سالک تھی۔ ہر دم کام کاج کرتے۔ "فقیہ دوستی" اور "خدا پرستی" کی جھلکیں نکلتی تھیں۔ ہمیشہ ان کا بہت سادقت اپنے خاندان کے طریق کے مطابق پڑھا پڑھا اور دھیان میں خرچ ہوتا تھا۔ طبیعت میں خدا ترسی از حد تھی اس لئے دان پتہ بہت کیا کرتے لہذا تیرتھ یا تالا کا لطف دیا کرتے۔ جب عین جوانی میں آئے تو پچھلے سندھ کار جاگ اٹھے۔ دل میں عشق الہی کے دوائے سرکش ہوئے تھے۔ گرسختی کے جیون کا لطف ہر طرح سے دیکھ ہی چکے تھے۔ اکثر اوقات شری امر داس جی اس دنیا کے قیام کو دیکھ کر اپنے اصلی وطن کی یاد میں غور ہوجاتے تھے۔ انہیں دکان پر گھڑیں لوگوں کی سبھا میں بستر آرام پر، پوجا دھیان کے وقت غرضیکہ جہاں کہیں ہوں ایک ہی دھن بگ رہی تھی۔ وہ کیا ہائے! اُس پریم کو کس طرح پاؤں۔ اب ہم خاص ان کے بچوں سے چن کر آپ کے سامنے ان کے قلب کے گڑہ برائی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہم سب کے لئے پرتنا کا موجب ہوں گے اور ان کے طفیل اپنے گھر کی آمدنی و خرچ کا درست حساب لگانے کے قابل ہوجائیں گے۔

یاد وطن امن پر دیسی کو خطاب

من پر دیسی جے تھیتے	سمہ دیسی پڑایا
کس پر کووں ٹھٹھریا	دو کھی تمہرے آریا
دو کھی تمہرے آریا	کوڑ جاندے بدھ میریا
آؤڑ جاندے کھڑے لڈھڑے	کوڑ نہ آدے پھیریا
نام دھو تھڑے اندر کھو تھڑے نال گسڈ نڈا	من پر دیسی جے تھیتے سمہ دیسی پڑایا
لے آما گون کا چکر	لے خالی لے مالو کس



### ماہی کا پتلا شیر کو خطاب

اے سریر میرا اس جگہ رہیے کیسے تھک کر کم نہ آیا  
کہ کوم کسایا تھک سہرا جاں توں جگہ مر آسنا  
جن ہر تیرا زمین و آسمان سو ہر من نہ دسنا  
گر پر سادی ہر من دسنا پورب نہ کھیا پانیا  
کہے ناکہ وہ سریر پر دانتر ہو آ  
جن ستگو رسیوں چٹ لایا

### سیح بیویار کو خطاب

سیح سو دا ہر نام ہے، سیح دا بارا رام  
اے مول اچھا، سیح دا بارا سیح دا بارا نکے وولہاگی  
اے مول اچھا، سیح دا بارا سیح دا بارا نکے وولہاگی  
نڈر کر سے سوی سیح پائے، گر کے سبد و پکارا  
اے مول اچھا، سیح دا بارا رام  
اے مول اچھا، سیح دا بارا سیح دا بارا نکے وولہاگی

### جمع عام میں جا کر

بھگتوں دی جالی نال، جالی نال بھگتا کیری کیری مار گ چکندواں  
کھینوں بھگتوں دی جالی نال، جالی نال بھگتا کیری کیری مار گ چکندواں  
بھگتوں دی جالی نال، جالی نال بھگتا کیری کیری مار گ چکندواں  
کھینوں بھگتوں دی جالی نال، جالی نال بھگتا کیری کیری مار گ چکندواں

### بال بچوں میں ملیجہ کر

اسے من پیاریاؤں سدا سچ سمالے، وہ کتب توں جو دیکھدا - چھنے نا ہی تیرے نالے -  
ساتھ تیرے چھلے نا ہی کس نال کیوں چٹ لایے، ایسا کم ٹولے نہ کیجے، جت انت چھو تائے -  
نت گود کا اپیش نہ توں، ہر دے تیرے نالے، کہے ناکہ من پیارے، توں سدا سچ سمالے -

### پو جا دھیان کرتے ہوئے

اسے من چھپلا چترائی سکے نہ پایا  
اے مایا مہر مہر ایت بھرم بھسکنا  
چترائی نہ پایا سکے توں سنہر مہر میریا  
مایا تاں مہر مہر تیرے مہر مہر مہر میریا  
کہے ناکہ من چھپلا چترائی سکے نہ پایا  
قربان کیاتے تیرے دلوں، جن مرہ میٹھ لایا

### درگاہ ایزدی سپہ پیغام

ان خیالات کے گرد ہولائی میں پروا کرتے ہوئے شری اورداس جی کو گھر پر بیٹھے رہنا مشکل ہو گیا، کیونکہ دنیا میں انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا۔  
مہر وقت ہی دل میں آتا تھا کہ ان سب کو گھر پر بکھاپنے، بل بل ٹیکھ لایا ہر چھنے "دل کو سناتے ہیں۔"  
۱۔ چر بایہ رفت زین دار دنیا  
۲۔ بنایہ رست دل بازن دسہ زند  
۳۔ ز دنیا و اہل اک چوں تیر مگرین  
۴۔ جو بگریزی بد و ریشاں بیا میز  
۵۔ تر چھہ آد لاش میری بات! آخر این دنیا کو تو نے چھوڑ کر ملک عدم کی طرف روانہ ہونا ہے تو پھر کیوں تو دنیا کے دھندلوں میں ول کو کھینے سے بچنا؟  
۶۔ دلا! تجھے اپنے تئیں زن دوزخ کی محبت میں جہنم نہ ہونا چاہیئے بلکہ اپنے تئیں تجھے حقیقی دہر کے حوالے کرنا چاہیئے۔  
۷۔ دلا! تیرے ناند دنیا اور دنیا کے بندوں سے بھاگ کر نیکی جا اور خدا کے در کے بندوں کی صحبت میں جاہل۔

لے قبول لے آپیش تیرے خدیر کہ ازہد عقیقتی لے شکل لے ہر شے کھنڈا لے تر لے باریک لے خودی سے گر سے لے کھوان کے پریم کے تر اسم کوئے

پھر سرجی میں فیصلہ کیا کہ شہری گنگا جی کے تہ پر عمارت گزاریں کیسی ہے وہ گنگا۔ پادان ہوئے ہیں جس کے رگ دریشے سادھیات شہری نارائن جی کے چرن پریش سے دھارن کیا ہے۔ جٹا ہیں جس کی پھین کو نہال بوگیشہ نہ ہمارے پو توڑ کیا ہے جس کو اننت بد بد پریشوں کے چرن دھول نے اجم داتا ہے جس کی رینو برہم دیوتا کے پنج مہا پریشوں کی پرکاش ہوئے جس کا شہری بجا کر تھکے تھکے ہوئے۔ وہ شہری بدھان ہے ہمارے پتروں کے پٹشہوں کی۔ ایسی گنگا داتا کو میرا نسا کار ہو! نسا کار ہو! اس گنگا کا کاشرا لینے کو جی توپ اٹھا۔ چنانچہ ہر سال شہری گنگا اشٹنان کا مہتم دھارن کیا، وہ کس بدھی سے۔ دھرم اڑسا۔ اپنا کار ویلہ ہار کرتے جی میں ہر دم پرانا کا خیل رکھتے۔ آمدنی کا بہت تھوڑا حقہ پر پیار کی پالنا میں ملتا ہے چھ ماہ میں جتنی کچھ بچت ہوتی اسے کر دانا ہو جاتے۔ یا تر اپنی دل یا ہر منہ کرتے راستہ میں ادھیکاری جنوں کو پین دان کرتے جاتے۔ جہاں ہیں کوئی دیراگ وان، پریمی پریش بلتا اس کی دل دھان سے سیرا کرتے اور پر سیر ہری جو چاہے لالہ اٹھاتے۔ شہری ہری دوار کے اشٹنان بدھی سنجکت کر کے دھان کے کشتہ ہوں میں جا کر سنت مہاتماؤں کی سنگت میں وقت خرچ کرتے اس طرح سے بیس سال گزار دیئے۔ ہر سال چھ ماہ سفر میں اور چھ ماہ گھر پر رہنے کا پرن لڑا کیا۔

## مالک گل کا "پریم پریش" ہو کر درشن دینا

بیسویں دفعہ یا تراسے واپس آتے ہوئے ایک سادھو شہری امر داس جی کو مل گیا۔ کیا ہے وہ سادھو، لیکن ہیں رسال (سیٹھ) جس کے اندر ہے جس کے ماتھے پر چمکتا ہوا، قاب میں ہیں اندیاں جس کی آتم پران ہے درتی جس کی، ادا میں ہے کہ ریا جس کی، پریشن ہے بدن (مکھڑا) جس کا، ڈنگل ہے چل جس کی، گھوڑم ہیں تیر جس کے استی سے بریز ہے درشتی جس کی! اس مالک دھارن کے پریش کو دیکھ کر شہری امر داس اس پر ہزار جان بدھا ہو گئے۔ اس کا ساتھ چھوڑیں نہیں۔ ہر وقت ساتھ ہی اس کے بگے پھر ہیں۔ تفتہ کو تاہ منزل کاٹتے اسے وطن میں اپنے گھر لے آئے۔ چوبارہ میں عسدرہ رعیل پٹنگ بچھایا اور پر نرل بستر سجایا اور انہیں اس کے اوپر چرن رکھنے کو عرض کی۔ وہ سب سبھاو بیچھ کر بیچ آست میں مگن ہو گئے۔ دل اچھتا ہے خوشی میں سماتے نہیں۔ گھر کے اندر، سنی رام کس دھن میں ہیں۔ ہم گھس جین آئے سچے سیل ملائے پر سادھو (لیکن) اکادقت ہوتا ہے۔ نانا پر کار کے بیٹھے، اسٹونے، اکوٹ رس کے بہت تعال بدوس کر آگے ہاتھ لکے رکھتے ہیں ہاتھ دھاکر بیتی کرتے ہیں۔

کرمی پاک سال سورج پوڑا ہنر لاو بھوگ ہری داسے

ہے ہمارا ج! اس بھوجن کو بھوگ لگائیں!

وہ پریم پریش (سادھو) روپ میں نارائن) بھوجن پر درشت لگاتے ہیں اور شہری امر داس جی سے پریش کرتے ہیں۔ "نعلت جی! کیا آپ کسی برہم نشہ گورو دیو سے دیکھتے ہوئے ہیں یا آج تک گورو کے نہال ہی آؤ بہتیت کیا کرتے ہیں؟" جب یہ لیکن شہری امر داس جی کے کان کی تاروں سے گزر کر ہر دے استھان میں نیچے تو فوراً غشی کی حالت میں گر پڑے اور نہیں معلوم تھا دیر دھان چوبارہ میں پڑے رہے۔ وقت کا پران میں دے نہیں سکتا۔ جب ہریش آئی تو فیل روپ دھنٹ داسا دھو لوپ ہر چکا تھا یہ اپنی مگر تا رہناں گورو کے ہونا اور مایا نے سادھو کی جدائی پر زار نادر دھتے تھے۔ دو تین روز تک کھانا پینا بند اور نیند حرام ہو گئی کسی طرح سے چین نہ آتا تھا۔ آخر کار دل کو انتریا می کے چونا بدھ میں ایک لاکر کرتے ہیں کہ ان کے کان میں دھنر سہو رہیں گا۔ کیا ہر اشہد پڑا۔

مرا بھل دھتے لیسکھ پتی

ا۔ کر شہری کا گد، سن سدہ شہری



۲. جیوں جیوں کرت چلائے تھیں چلتے ڈنگڑ ناہی آنت ہر سے  
 ۳. چت چیتس کی نہیں باوریا۔ خالی زینٹ، جال دن ہوا۔ جیتی گھڑی۔ لپ ہی تیتی  
 ۴. رس رس جوگ چنگہ بت بھاسہ چھوٹس کوڑھے کوٹھر گھڑی  
 ۵. گایا اہرن پرن دوج دوج اگن تس لاگ رہی! کوٹھے پاپ پڑے تس آہرن من چلیا سستی چنت بھی  
 ۶. بھیا نوکچن بھر پور سے جسے گڑ بٹے تینہا ایک نام اترت ادھ دیوے تو ناک ترشس دیہا  
 یہ آواز کہاں سے آئی۔ بی بی امر دای ددھر سری گورو انگد صاحب، گورو ناک دیو کے جانشین، جو ان کے بھائی کے لڑکے سے بیہی  
 ہرئی تھی اکی پوتہ زبان سے نکلی رہی تھی۔ اس کا مطلب

۱. یہ جو کمال اعمال نامہ کاغذ ہے ادھ آنتہ کرن دواست ہے۔ اس میں سے منو درتیاں نکلتی ہیں اور پاپ پنہ کے حروف نکلتے جاتے ہیں  
 ۲. ہے ایشور! تو بے انت لیدا کو دھارن کرتا ہوا اور بس سندس کاروں کے مطابق اندر سے جیو کو پریرنا کر کے کرم میں لگاتا ہے  
 جس طرح تیشری نتر کو چیتا ہے۔

۳. ہے من! کیوں نفلت میں پڑ رہا ہے، آجاگ سچیت ہو۔  
 رات کو جھٹکے کچی۔ اب دن چڑھنے کو آیا ہے۔ مگر بے جیتی بدستور ہے۔ آنکھوں پر (دن رات) میں جتنی گھڑیاں گزرتی  
 ہیں قید میں کھتی ہیں۔

۴. یہ جیو پنکھی کی طرح دنیا کے رسوں میں مہمت ہو کر (جوگ چنگے کو) پھنستا ہے۔ آہ! کب آزادسی کا دن آئے۔ لیکن یہ کن  
 غلوں سے نصیب ہو۔

۵. گایا اور پ اہرن پرن لوہے کی طرح جو جی کھاتا ہے۔ بار بار کام کر دھ آد اگنی سے جل کر (گناہوں) کے انگاروں میں تپا ہوا  
 چنتا کی سستی سے بچا ہوا آدمی ہو کر منور کی مانند نشٹ ہو جاتا ہے۔

۶. آہ! یہ سن گورو کے چرن اور پ پارس سے سپرٹ کر کے سونا بن جائے۔ اگر اپنے پر ساد سے دھ اترت سپنے کو پھر بر انگڑ ہو جائے  
 اس شبہ کے سنتے ہی ان کے من کو دھیر آگئی جس طرح جیوٹھ اسادھ کے ماہ میں شمس ہوئے کھیت پر بونہیں پڑنے سے نہ مرنی  
 کو دھیر آتی ہے۔ اسی طرح من نے دھیر ج پکڑا اور تسکین کے گھر میں آیا۔

## بریم نگر (کھڈور صاحب) کی طرف قدم

جس طرح سانپ بین کی آواز پر لوٹن پوٹن ہو کر نہر کے پوٹ کو ٹھنڈا کرتا ہے جس طرح ہرن نادر سن کر بیہوش ہوا جاتا ہے اسی طرح پورے گورو  
 کے کلام کو سن کر من نے دھارن بندھی شری امر داس جی اگر بی بی جیو کے قدموں پر گر پڑے اور دھن کرنے لگے کہ بی بی! جہاں سے تو نے یہ  
 ہانی سیکھی ہے وہاں ہی ٹھٹھے بے چلو۔ بی بی نے کہا کہ یہ بال میں نے اپنے پتا شری گورو انگد دیو جیو سے جو اس وقت کھڈور صاحب میں  
 شری گورو ناک دیو جی کی گدی پر براجمان ہیں میں نے محفوظ کی ہے۔ یہ بالی آدمی گورو صاحب کی اچارن کی ہرئی ہے، نکت جگت کی داتا سرب  
 اچھا کے پورن کرنے والی ہے، ایتھر دیراگ سے تمام رکاوٹوں کو انسان ہو کر جاتا ہے، یہ نیم سناٹن ہے، انرم من بی بی جی ان کو ساتھ  
 پر چھوٹا کر دیتا جی کے حضور میں گئی۔ جو شری نساکار کو کے سنگھ گھڑی ہوئی۔ تو اتریا ہی گورو بولے۔ اس برادھ پر کہ کو کھیل نگر کے باہر ہی بھاگ گئی  
 تھیں لایا گیا۔ جیو جن پاکرتن میں رہا سستی آگئی۔ جس میں کیا کہتے ہیں۔

”من پر دیسی آسپا  
جس کو کھر کو چاہتا  
دیوسا اڑھ کے سنگ  
سویا لا نامہ رنگ“

پریم نگر کی گلیوں میں گھائیں ہو کر پھرتے ہیں

کوچ میں تیرے جو گئے واپس نہ ہوئے  
سجدہ میں جس منہ بوند کے سر کو تھکا چکے  
نشان کھ پا کو تیرے گھونٹ چکے  
جانب سے اپنی ساتھ ہی سر کو لگا چکے  
سنا کر تے نام تے تیرے شہیدوں کا  
پر آب تو اپنے آپ پہ خود آڑا چکے

پہلے دن ذرا دیر سے گئے ہیں اس لئے پریم نگر کا جو ہر دیکھ نہیں سکے۔

پریم نگر کا مرکز گوردوارہ ہے جہاں شری گورد انگ دیو جی کا رواج عام کے لئے لنگ جاری ہے۔ لنگ بھی دو قسم کا شاریک اور آٹک دو قسم کے کھجور بن باق امدہ دو وقت ملتے ہیں۔ صبح شام دیوان لگتا ہے جس میں ربانی میٹھی آواز میں جڈت گورو گور نانک دیو جی کی میٹھی بانی کو راگ میں آوا کر کے پریمی جنوں کو نہال کرتے ہیں۔ گورد صاحب خود بھی گور آپدیش سنار کرتا رہتے ہیں پھر پاک شالار (لنگر) میں رسوئی تیار ہوتی ہے اور چاروں درن کے لوگ مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ گورد بار میں آکر کیا نظارہ دکھائی دیتا ہے! وہ پر نام پریم کی نورت شری انگ دیو (انگ سے پیدا شدہ) جن کے سینہ میں اک رس نورت ٹپی ہوئی ہے شری نانک دیو بی نور اعلیٰ نور کی۔

جس طرح مقناطیس کشش سے کھینچ لیتا ہے وہی کو۔ اسی طرح جیت چوڑوں میں بندھ گیا جنس جس پر کار مالنسور و کو چھوڑ نہیں سکتا ہی طرح گوردیو کے پسند کی سنگدھی میں کھنڈر کی مانند من لپٹ گیا۔ سڈت کے دائرہ کے میں مرکز میں وہ شنی کی ہوئی نورت، اوکھ دیکھ کر بہت ہونے جاتے ہیں۔

”انتریاکس اٹھی پر بھ کیری سنر گر جن من تیر لگیا“

۱۔ گور انگ دیو دھمی پھری  
۲۔ نانک کا یا پڈت کھر  
۳۔ درسیوے امنت کھری  
۴۔ در درویش خضم دے  
۵۔ لنگر دولت دندا لے  
۶۔ منج کرتے ہنہ بہالی  
۷۔ نل تخت بیٹھا نے ڈالی  
۸۔ مصقہ ہوئے جنگال  
۹۔ نامے سچے بانگلی لالی  
۱۰۔ رس امنت پھر انگلیالی

ترجمہ: شری گورد نانک دیو کے برہم جوتی میں لین ہونے کے بعد اگر تا پرکھ کے حکم سے گورد انگ دیو جی کی ربانی دلش ریش نرتوں میں پھر گئی۔ یعنی ان کے تخت نشین ہونے کا شاہی اعلان شہر کیا گیا۔

۱۱۔ عجیب جٹا مشہ ہوا دی گورد نانک دوسری شکل میں اس امر تک تخت پر آ بیٹھا ہے۔

۱۲۔ آپار سڈت درشن کی خاطر در پر انتظار میں کھڑی ہے وہ ربانی جلال سے پڑ چکلتا ہوا نکھر جس کے درسن سے من کا رنگ اتر جاتا ہے اور مصفا ہوتی ہے اور شیشہ کی طرح چمک دینے لگتا ہے۔

۱۳۔ وہ درویشوں کے لباس میں گورد انگ دیو جن کے ہاتھ پر پر ماتما کے نام اور گور بانی کا نور چمکتا ہے۔

۱۴۔ جس کے لنگے سے امیر و فقیر کو کھانے کو لکھی سے ملی ہوئی کھیر ملتی ہے۔

وہ کھیر کیا ہے جس میں ہری گن کھرن (چاول) سیرا کھیتی (کھانہ) ہری نام سرن (دودھ) نسیپت برہم گمان (دھی) ملا یا گیا ہے اور جسے پریم گنی پر دھیرے دھیرے پکایا گیا ہے۔ یہ چاروں چیزیں دنیا میں موجود ہیں لیکن پریم گنی کے بغیر ان کا بلاپ محال ہے۔ وہ پریم گنی کی





## پریم دس کی خماری

شری گوردانگدجی کے دو صاحبزادے تھے (داتوجی اور داتوجی)۔ جب انہیں سلام ہوا کہ گربانی اُن کے پیاجی نے اپنے سیک کو دے دی ہے تو اپنے تئیں اس بخشش سے محروم پا کر نہایت رنجیدہ ہو گئے لیکن اپنے باپ کی موجودگی میں ان کا جوارہ چل نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ اُن کے پریم بھین ہونے کے بعد ایک دن کو تھو پاکر داتوجی گھسے لڑ گدھی پر زبردستی قبضہ کرنے کے لئے نکلے۔ جیسا ساندی کے ناکے شری گوند دال میں جہاں شری گوردانگدجی کا دربار لگا ہوا تھا اُسے بے شمار سنگت جمع تھی درمیان میں وہاں لڑائی اُنکیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ داتوجی دوڑ کر گوردجی کے تحت کے پاس گئے اور انہیں ایک لات زور سے گھاگھٹس اُس کی جگہ سے نیچے گرا دیا۔ تمام سنگت جہاں ہوا گئی لیکن کسی نے اُت تک نہ کی۔

جب گوردجی کی آنکھ کھلی تو انہوں نے داتوجی کے چرن پچھ لئے اور کہنے لگے۔ منعین العری کی وجہ سے میری لمبیاں سخت چوری ہو گئیں۔ اُس کے چرنوں کو اگر تکلیف ہوگی تو تم معافی کا خواستہ گارہاں مگر داتوجی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ سب چڑھاوا اور دیگر اسباب لٹ کر واپس چلے گئے لیکن راکھ میں داتوجی نے سب کچھ گھس لیا اور وہ خود گھر پہنچ کر بیمار ہو گئے۔ جس پاؤں سے بے ادبی کی تھی اُس طرف کی ٹانگ میں سخت درد شروع ہو گیا۔ عرصہ کے بعد پھر گورد صاحب سے معافی مانگنے پر انہیں بخش دیا گیا جس دولت کے لئے انہوں نے اپنا کچھ کیا تھا اُسے حاصل کر نہ سکے۔ گوردانگ دیو کے پوجکار گدی شین گورد کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے آگے سر جھکانا کفر سمجھتے تھے۔ وہ دولت نہیں ہے۔

۱۔ دولت رانبارت رستم از آسینہ زوال

۲۔ دولت رانبارت رستم از آسینہ زوال

ترجمہ ۱۔ جس دولت کو زوال لے لے نقصان کا خطرہ نہیں ہے وہ فقیروں کی دولت ہے، غور سے سنو۔

۲۔ جس دولت کی تلاش میں جہاں کے بادشاہ سرگرواں ہیں اُس کا منظر فقر کے چہرے کا دیدار ہے۔

اُس نشہ وں پریم گیانی کو "دیر" کا خطاب دیا گیا ہے۔ "دیر" جان کو "دیر" سمجھتے ہیں۔ جو دیر ج کا نمونہ اور پر کی سطوں میں پیش کیا گیا ہے۔ پریم اہمال ہے لیکن دیر ج کا نام اُن سے ہے۔ پریم پریم کے دھام پر نام دیوں میں تیر سو رنگ سے جو پیار ہے اُس کی خماری سے یہ یاد رکھنا ہے۔

## پریمی بے نیاز ہے

گورد امر دیو جو جسمانی ضروریات بہت ہی کم رکھتے تھے۔ خود اپنے لئے ایک سے زیادہ پوشاک جمع نہیں کرتے تھے۔ طرف ایک ہی وقت ادھر (چاول، آٹا، نمک، بیزنگ) کی گراڈا کرتے۔ رنگ کے لئے نمک جنوں سے ایک دن کے لئے رند لیتے جس قدر کھانا بچتا جانوروں کو کھانے کے لئے دیا میں مچھلیوں کے لئے ڈال دینے کا حکم دیتے۔

اکبر بادشاہ نے راجہ کوڈرل کے کہنے پر قلعہ جتوڑ کی فتح کے لئے گورد صاحب کی عزت مانی ہوئی تھی۔ ۱۶۲۱ء بمطابق ۱۰۳۱ھ میں گورد امر دیو کی زیارت کے لئے آیا اور بہت کچھ تحفہ تحائف اور زر نقد نذر کیا اور کچھ جاگیر رنگ کے نام دینے کے لئے عرض کی۔ مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور نہ مانا کہ یہ ہمیں درکار نہیں ہے۔ یہ کہہ کر پانچ صمد شریفیاں جو شاہ نذر کی تھیں فوراً غصہ باہیں تقسیم کر دیں۔



# عشق کا پوچھو پتہ

از دھرم کل شری سوامی دریا سنگھ

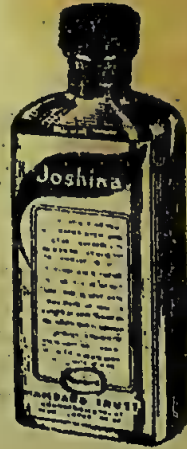
عشق کا پوچھو پتہ ماہی کے دل سے  
عشق اللہ میں چائے گئے اُن میں ذکرِ الٰہی کی  
وَدِیَا جلتا کیا کوہ سے گناہ کیا منظور  
نوکِ ضیاعاں نے چرا بکایوسف سہر بازار  
کھالِ شکر کھنی منظور چپٹھیا سُدلی  
نامِ زندہ ہے بھیجیوں کا منہ لگا اب تک  
گرسپکاؤں کی نصیحت ہے الفت کرنا  
پریم سنساریں عاقبتی ہے تو بس پریم ہی پریم  
پریم کی پریم سے سہتی ہے نہ بیگانے سے

## فوری آرام اور تسکین کے لئے

جوشینا

طیب یونانی کے مشہور نسخہ جوشانہ کا ایک سرٹیکٹ  
جوشینا زکام کا مکمل علاج ہے۔ یہ سانس  
کی نالیوں کو کھولتا ہے۔ کھانسی، چھینکوں اور حرارت  
کو روکتا ہے اور تسکین بخشتا ہے۔  
ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھیں۔

ہمدرد دواخانہ (دھم)  
دہلی - کانپور - پٹنہ



# حضرت ابراہیم ادم

حضرت ابراہیم ادم کا نام اکثر مصنفین کی زبان پر عام طور پر رہتا ہے۔ "ذکرات الاولیاء" نامی کتاب میں فرید الدین عطار نے صاحب موصوف کے حیرت انگیز حالات کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔ کبیر صاحب کے مکتبوں میں بھی اس پاک ہستی کی بابت بہت کچھ اشارے آئے ہیں۔ کبیر صاحب اپنے ایک مکتب میں اس طرح فرماتے ہیں:

"سلطانان بلخ بخارے کا!"

جن کے اوڑھن شال و دشالے اور تار و دھالے کا  
جن کے مہو جن مہل اور میوہ مصری کھانہ چھوڑے کا  
جائے شاہ کنگ ذل بادل و شہر گھوڑ قندھلے کا  
چن چن کلیاں سچ بچیاں، دامن نیارے نیارے کا

سولان انگو جی سکھی صاحب نام تمہارے کا  
کہہ کبیر سیکھو سلطانان اچھوڑ گئے اکھاڑے کا

بلخ کے بادشاہ سے مطلب حضرت ابراہیم سے ہے۔ ان کے پتا ادم شاہ کی نسبت بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ مصنف نے آپ کے حالات ضرور کہیں درج کئے ہونگے مگر مولیٰ آذین کو ان کا پتہ نہیں ہے۔ "سلطان بودھ نامی" کبیر صاحب کے لکھنے میں سوامی جگنانند جی بہاری نے کسی اُردو کتاب کی نظروں سے جا بجا بدلی ہے مگر انیسویں کتاب کا نام نہیں دیا گیا۔ ہم اسی سلطان بودھ کے آدھار پر ادم شاہ کے پرنے پر نقد کر اپنی زبان کا سنیا مگر سادا اور مفید ناز باکس پہنا کر یہاں پیش کرتے ہیں۔

ادم شاہ کہاں کے رہنے والے تھے۔ کبھی کو سلوہ نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ فقیر تھے اور پر ماتما کی پُر ن بھگتی میں ہی مکت رہتے تھے اور نہ ہی ایک عجز رہتے تھے۔ کبھی عرب میں اور کبھی شام میں۔ کسی نے سچ بھی کہا ہے کہ

دردیش رداں رہے تو بہتر  
آب دریا بہے تو بہتر

ادم شاہ گھومتے پھرتے تو بے بلخ میں داخل ہوئے شہر کی سیر کرتے کرتے شاہی محل کے نیچے آنکلی نکلا۔ نگاہ اُپر گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادشاہ کی لوہی کھڑکی سے منہ نکالے آئے جانے والوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر فقیر کا دل بیقرار ہو گیا۔ تن بدن کی شدہ جاتی رہی۔ دماغ پر عشق سوار ہو گیا۔ ادم اپنی بے خودی کی شہاب کی سستی میں شاہی دربار میں جا پہنچا۔ بادشاہ کی نگاہ اس تنگ دھڑنگ فقیر پر پڑی، اس کو اپنے پاس بلایا۔ پوچھا بابا تیرا کیا سوال ہے؟ بے خوف ادم نے جواب دیا۔ "تیری دفتر نیک اختر کے عشق کا سودا ہے۔ اس کے ساتھ شادی کرنے کا خیال دانت لگ رہا ہے۔"

یہ گستاخی اور یہ بے ادبی! اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اس طرح زبان کھولنے کی ہمت نہ کرتا۔ مگر اس فقیر پر تو کوئی مہبت سوار تھا۔ بادشاہ دنگ



دُزیرا میر حیران، انکار پریشان، بادشاہ فقیر پرست تھا اُس کو فقیر کی بددعا کا در تھا۔ دُزیر نے بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو سوچ میں پڑ گیا۔ آخر کار کو ایک بات سوچ بھگئی اور فقیر سے مخاطب ہو کر بولا۔ "بابا! شہزادی سے شادی کرنا آسان نہیں شادی خزانے میں ایک بہت بڑا موتی ہے اُس کا کہنا ہے کہ جو کوئی اُس موتی کا جوڑا بنا دیگا وہ ہی میرے ہاتھ کا حقدار ہو گا۔" فقیر بولا۔ "موتی تو دکھاؤ۔" دُزیر نے اسی وقت موتی دکھا کر سامنے رکھ دیا۔ اُس نے دیکھا اور پھر سوال کیا۔ "موتی لانے پر تو شادی ضرور ہو جائے گی۔ پھر تم کوئی اگر مرگ تو زکوہ دے گے؟" دُزیر بولا۔ "ھرگز نہیں، قول مردان جاں دارد، یعنی مردوں کی ایک ہی بات ہوتی ہے۔"

ادھم رخصت ہوا۔ دُزیر سچا کہ برسرے نکلا نکلی۔ بادشاہ اور دُزیر دونوں خوش ہوئے۔ اُن کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ نہ تو من تیل ہو گا اور نہ رادھا ناچے گی۔ ایسا نادر موتی بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ یہ بھی ایک مانگنے والا کہاں سے لائے گا۔ مگر حضرت یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا بھی جب ملتا ہے فقیر کو ہی ملتا ہے بادشاہ کو خدا کب ملتا ہے اور جب خدا جلدی چیز فقیر کے حصے میں آجاتی ہے تو پھر کوئی کا ہاتھ آنا کونسی مشکل بات ہے؟

ادھر یہ اپنے کام کاج میں گئے ادھر ادھم نے اپنی گدڑی سنبھالی کسی سے سن رکھا تھا کہ موتی سمندر میں ہوتے ہیں وہ بغیر سوچے سمجھے سمندر کی طرف چل دیئے۔ سمندر کے کنارے پہنچے۔ اُدبھی لہریں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ پانی جوش پر تھا، جوار بھانا کر رہے تھے اور کوئی شخص ہر جا توہمت مار بیٹھا۔ ڈرجاتا۔ مگر ادھم کی مگن سچی تھی۔ "یا تن رسد بہ جاناں یا مُراد من بر آید" یا تو موتی مل کر رہے گا یا جان ہی اُس کی تلاش میں چلی جائے گی اور تو کچھ نہ بن آئی۔ گئے دونوں ہاتھوں سے سمندر کا پانی باحسد کھینکنے۔ اندھیرے! کسی نے اپنی ننھی ننھی ہتھیلیوں سے سمندر کو کب خشک کیا ہے مگر حضرت عیسیٰ کے سامنے غیر ممکن کا بھی امکان ہے اس کے لئے ہر طرح کی مشکل بھی آسان ہے۔ دنیا کی عقل و فکر والے اس کا جھوٹ اور پاگلپن بتانگے اور اعلیٰ کے نقطے یا بعید کو نہ سمجھیں گے اُن کو کیا معلوم کہ انسان کا دل تمام طاقتوں کا خزانہ ہے قوتِ ارادی یا درڑھ تشبیح کی دیر ہے وہ چاہے تو دنیا کا تخت اٹھ دے یہ سمندر خشک کر رہے تھے کہ کسی کامل یا پورن پرست کا اُس طوط گرر ہوا۔ پوچھا۔ "بابا! یہ کیا کر رہے ہو؟" جواب ملا۔ "جب تک نایاب موتی کا جوڑا نہ ملے گا شہزادی میرے ساتھ شادی نہ کریگی۔ اُسی خیال سے اس سمندر کو خشک کر رہا ہوں۔" وہ بولے "مگر یہ کام بہتاری شکست سے باھر ہے۔" ادھم نے کہا۔ "مجھ کو اپنی طاقت کی جانچ پڑتال کی فرصت نہیں ہے یا تو اسی میں مرٹوں گیا یا موتی نکال کے پھوڑوں گا۔ آپ کر پا کر کے یا تو کوئی آپاےے بتائیے یا پھر تشبیہ سے جانیے مجھ کو میری قسمت یا تقدیر کے حوالے کر جائیے۔"

فقیر نے دیکھا کہ اس میں سنساری پریم کا پورا پورا اثر گھر کر گیا ہے۔ دل میں خوش ہوا، اثرِ پند کے پراپت کرنے کا یہ سنساری گیان بھی ایک زمین یا سیڑھی ہے۔ دنیا ہی کے جان نثار شور پیر یا کچھ پریمی یا جان پر کھیلنے والے عاشق پورن پرست ہوتے ہیں۔ شرط پورن کی ہے۔

فقیر نے دیا کی اور اپنی جمبولی گولہ دی۔ اس میں انیک پرکار کے اور بڑے بڑے دُر نایاب شپے موتی تھے۔ بابا! ناحق میں جان جو کلم میں نہ ڈال اور انہیں لے جا۔ میرے کسی کام کے نہیں ہیں اگر تیرا ہی کام بن جائے تو اچھی بات ہے۔

کسی ادبیت لیس ہے۔ "نانک ندریں ندر نہال" والی بات بن گئی۔

نکھ دیں دکھ کو ہریں، دُور کریں اُپر ادھم کہہ کجیہ وہ کب ملیں، پریم سنبھلی سادھ

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں، دلی کی مراد پوری ہوئی، دل میں خوش ہوئے، ادھم نے اُس مرد کامل یا پورن پرست کے چرن کٹوں میں اپنا سر ٹھکا دیا۔ جب مر اٹھا یا تو فقیر غائب تھا۔ دراصل تو خدا ہی فقیر کے بغیر ہیں اس کی سزا کا منا کو پورن کرنے کے لئے آیا تھا۔ ادھم موتی نے کرشماتی دوبار میں غار ہوا، بادشاہ اور اہل دوبار نے جب اس قدر قیمتی موتی دیکھے تو حیران و ششدر رہ گئے۔ دُزیر اپنی زبان سے پھر گیا۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ اس کو دوبار سے باھر لے گئے اور شہر سے دُور جنگل میں لے جا کر اس کو خوب مار پیٹ کی۔ اس کو اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا اور اس کو وہ کچھ دیا کہ اس کے

## شہزادی کے من پر انٹری پریم کا اثر

میسے نالوں کے اثر سے دلی تیرا بل جائیگا  
دین دکھی کی آہ بُری ہوئی ہے بے بس اور بے کس کا دکھ تمام سنا کر تباہ کر دیتا ہے۔

تکسی آہ غریب کی ہری سول ہی نہ جاتے بنا سانس کے جام سول کوہ بستم ہو جاتے

ادھر ادم کو وزیر کے آدمیوں نے مار کر جنگل میں پھینک دیا۔ اُدھر کا لون کان یہ خبر سن کر پہنچی ایسی واردات کب بھی رہ سکتی ہے شہزادی نے بھی سنا کہ اس کا چاہئے والا فقیر اس کے پریم میں پھنس کر مار کر پھینک دیا گیا ہے اور جو ہزاروں اُمّتیں گھبرا کر کسی پرکار کوئی لایا تھا وہ غریب بنا کر کسی قصور کے خاک و خون میں ملا دیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی شوک و غم پر گئی کی لڑکی تھی اس خبر کے سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ پیٹ میں ایسا درد شروع ہو گیا کہ جو ناقابل برداشت تھا بے دم ہو کر زمین پر گر پڑی طیب اور حکیم لوگ اُسے مؤمن بن چھوٹ گئی۔ شہزادہ بغداد پر دیا۔ بادشاہ اور دیگر نے اپنا سر پیٹ لیا۔ تمام شہر میں کھرام مچ گیا۔ آخر جنازہ اُٹھایا۔ لاش کو قبرستان میں لے جا کر نہلائے کے بعد قبر میں دفن کر دیا اور سب روئے جھپٹتے واپس آ گئے۔ بیچ کی راہ دعا مانجی آج کے دن سنان ہو گئی۔ کیونکہ بادشاہ کی یہ ایک ہی اولاد تھی۔

## موت کا ساتھ دینے والا سچا پریمی

ایشور کی لیسہ لکھی بڑی دچتر ہے اس میں جیتنے مرے ہوئے پر تیت ہوتے ہیں اور مردہ جی اُٹھتے ہیں۔ یہ پر کر قی کا نیم بھی ایک دچتر پہیلی ہے ایشوری یا یا میں سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ بچارے اُدھر مرے ادم کے شہر میں ایک پرکار سے ٹھنڈی دال کے جھونکوں نے نئی جان ڈال دی۔ ہوش آیا۔ اُسکے کھول دیو کا چاروں طرف بیابان جنگل ہے۔ شہر کے روم روم میں درد ہے لیکن وہاں سے کچھ پریمی! اُس نے سوچا کہ ایک دفعہ نہیں سو دفعہ مریں گے مگر پریم کے نام کو بڑبڑ نہ لگائیں گے۔

پریم پیالہ وہ پیسے جو شیش دکھنا دے دکھی شیش نہ دے سکے نام پریم کا لے !

ادھم اُٹھا اور چہل قدمی کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا یہاں ہر طرف اُداسی چھا رہی تھی۔ ایک سجن سے اُچھا کر یہ سنان کیوں ہے۔ جواب ملا کہ بادشاہ کی اکلوتی بیٹی مر گئی ہے۔ ایک فقیر اُس کی موت بن کر آیا تھا اُس کی بددعا سے یہ حال کر دیا۔ اُسنا سنا تھا کہ غریب کا کلیجہ دہل گیا۔ جی میں آیا کہ وہ بھی وہاں ختم ہو جائے اور اپنی جان دے دے مگر ساتھ ہی اُسے خیال آیا کہ کم سے کم عشوق کی مُردہ صورت تو دیکھ لوں۔ اگر جیتے جی ملنے کی اچھا پوری نہیں ہوئی تو مرنے کے بعد تو ایک دفعہ اُس کا درشن کروں۔ یہ سوچ کر اُس نے شہر پرستان کا پتہ لیا۔ وہاں آیا۔ چوکی پر سے کا بندوبست دیکھ کر ڈرا۔ جیسے کیسے وین گزارا۔ جب اُدھی رات ہوئی اور پہر بیدار خواب غفلت کی خیمہ سو گئے تو اُس نے قبر کو کھودا۔ مُردہ کو پیٹ پر اُٹھا کر اپنی گھونپڑی میں لے گیا۔ کفن اُتارا۔ لاش کو نہلا یا دیکھ کر کپڑے پہنائے اور دیوار کے ساتھ اُس کو بٹھا دیا۔ اس کے چہرے میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا بلکہ زندہ کی طرح جلّی برستا تھا۔ وہ ایسے سلام ہوتا تھا جیسے کسی دیوی کی توراتی ہو۔ وہ رد رو کر اُس مُردہ عورت کے سامنے لیٹ گئے مگر اُنہوہ سنیں ہی رہی ہو۔

اے بُتِ سنگین دلِ ناامِ شتا  
کیوں دکھا کر ایک دم اپنی بھین  
درِ غم میں آپ نے کر کے مُبتلا  
عہد کر ٹھک کو دفن کرنا تھا  
تجھ میں کچھ بُرے دنا راری نہیں  
تجھ کو گورنیا سے کرنا تھا  
کیوں کیا تجھ کو تلو میں مُبتلا  
رنج میں ڈالا تھا اے نازک بدن  
ایک مدت تک تجھے رُستو کیا  
تجھ کو زندہ چھوڑ کر مرنے نہ تھا  
یار ہو کر شیرائے یار ہی نہیں  
ساتھ تجھ کو لینا تھا اے پریم



روح تیری باغِ جنت کو گئی ! دے مٹی اس سخت جاں کو بھگی  
 حال کی میت سے خبر ہے کچھ تھکے کل نہیں بڑی کھپسی کر دت تھکے  
 باغِ جنت میں کب لڑنے دھن میں دم دو تا یہاں ہی جان من  
 خیف صد خیف ! دیدارِ خلیف بعد مرنے کے ہوا تھکے نصیب

داہرے ! قسمت بری داہ ! داہ

کیسا دکھ تھکے دیا آہ آہ آہ

یہ کہہ کر زار زار رونے لگا۔ ٹوٹی کچھ بجا رہی بھی اسی پر کار اپنی پتھر کی ٹوٹی کے آگے روتے اور جان کھوتے ہیں۔ کیا اُدھم میں مردہ پرستی  
 اگنی مٹی؟ نہ مردہ پرست (بجادی تھا) نہ بت پرست۔ نادان دنیا کیا جانے اس راز کو۔ اصلی بھید کا اس کو پتہ نہیں، نہ ٹوٹی پتھر کی ہے نہ  
 لاش بے جان ہے، ساری کائنات تو لگن یا بھاد کی ہے۔

رو دیا ! رو دیا ! ! ! اُسٹہ اُسٹوں سے دھوا۔ سنان جگل میں فیر کا جھونپڑا ہے کون سٹہ۔ مٹن سٹہ والا پرانا آقا خاں  
 ناٹھ سٹہ۔ دین دیکھوں کی سہا سٹا کرنے والا تو موجود ہے۔ وہ سرب شکستیاں ہے ہر ایک جو جنت کے مردہ ہیں برا جان ہے۔ وہ سرب کا پرک  
 ہے وہی مردہ میں جان ڈال سکتا ہے۔ اُدھم اب فائوش ہو گیا اور اس مالکِ کل سے دعائیں مانگنے لگا کہ اے خداوندِ کریم۔ یا تو تھمیر سی  
 جان نکال لے یا اس مردہ جسم میں پھر روح ڈال دے۔ تو کیا نہیں کر سکتا۔ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

## مرد و شکستیاں دیا بندھان کی دیا

اُسے فعل کر تے نہیں لگتی بار نہ ہو اُس سے مالو کس آئندوار

ادھر اُدھم بے چین ہیں ادھر مالکِ کل (ایشور) کے دربار میں اُن کی پرار تھا سنی گئی۔ ایک سوداگروں کے قافلہ نے دھل سے کچھ ٹاٹے پر ڈیرہ  
 ڈالا ہوا تھا۔ رات میں اُنہیں آگ کی ضرورت پڑی۔ جھونپڑے میں آگ روشن تھی، سمجھا یہاں کوئی فقیر رہتا ہے اپنے ایک آدمی کو آگ لینے کے  
 لئے دھل بھیجا۔ وہ آیا اور اُدھم کو اُس کے پاؤں کی آہٹ سے سنا دی۔ ڈرا کہ کہیں پیر سے دار ہی لاش کی تلاش میں نہ آ گیا ہو۔ چور کی دائرہ میں تھکا وہ  
 خود مردہ ہو کر ایک طرف چھپ گیا۔ وہ آدمی آیا مگر یہاں کی حالت دیکھ کر اُسے نہ صرف تعجب ہوا بلکہ وہ بھی ڈر کے مار سے کانپنے لگا۔ مالِ کل  
 رہی ہے اور کسی انسان کی لاش اُس کے سامنے بے جان ٹوٹی کی طرح بیٹھی ہوئی ہے۔

یہ اُسٹے پاؤں داپس گیا۔ ساقیوں کو عجیب غریب حالت کا حال سُنایا۔ اُن کے سردار کو اچھا ہوئی کہ اس دچر پہلی کا کچھ پتہ لگا تھا۔  
 اُس کے ساتھ ایک حکیم بھی تھا۔ تینوں جھونپڑے کی طرف اُسے حکیم نے بڑے غور سے دیکھا۔ معلوم کیا کہ لاش میں تو کوئی جان سلوم نہیں رہی مگر  
 چہرے کی چمک جیوں کی تیرن بھی ہوئی ہے۔ یہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے۔ مگر ہے یہ عورت مری نہ ہو اور نور چھائی کی حالت میں اس کے گھر  
 والے یہاں چھوڑ گئے ہوں۔ یہ کہہ کر حکیم نے لاش کو اپنے ہاتھوں سے بلایا، شریر میں رشتہ لگایا، خرقہ پہنے لگا۔ اب تو اُس کو یقین ہو گیا کہ مردہ  
 ہے۔ اُس نے اُس کا منہ کھولی کر صلی کے اندر دوا پھانسی۔ اُس نے عرض میں آکر آنکھیں کھول دیں۔ وہ بڑے تعجب میں رہ گئی، نہ محل ہے نہ کوڑ چاکر  
 شرمائی اُٹائی۔ بالآخر اسے بونا ہی پڑا۔ اُس نے پوچھا۔ "آپ کون ہیں؟ میں کہاں ہوں؟ یہ کونسی جگہ ہے؟ مجھے کون یہاں لایا ہے؟  
 اُن لوگوں کو کسی بات کی کیا خبر تھی۔ عرت آگ کی تلاش میں یہاں اُن کے کچھ اور اُس کے زندہ کرنے کا حال کہہ سُنایا اور اُس سے پوچھا کہ  
 کچھ حال تو بتاؤ۔

شہزادی نے اپنی ساری دستاں کہہ سُنائی۔ اب اُدھم کو بھی یقین ہو گیا کہ یہ پیر یا نہیں ہیں بلکہ مسافر ہیں، بے دھوک سامنے آ گیا۔ پہلے اُس  
 کو بھی ٹوٹی کو کھسکا دیا۔ پھر سوداگر سے بات چیت کرنے لگا۔





تمام حالات دریافت کئے جن کو سن کر محلوں میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اسی وقت سچ و سچ کے ساتھ بادشاہ میگم اور سب اہلکار اودھ کے گھر پہنچے کی طرف روانہ ہوئے، ماں باپ بیٹی تینوں گلے ملے، بادشاہ اُسے گھر لایا، خوشیاں منائی گئیں۔ بادشاہ نے ابراہیم کو نو دراج بنایا، وہ شہی محل میں بڑے لاؤ پیار سے رہنے لگا اور شاہی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ اودھ اور شہزادی نے محل میں رہنے سے انکار کر دیا اپنے گھر پہنچے ہی کو لوک اور پرلوک کا دھام سمجھ کر اسی میں رہے اور ساری عمر مالاک کی یاد میں گزار دی۔

## بادشاہت

اپنے نانا کے پرلوک سدھارنے کے بعد ابراہیم اودھ اُن کے تخت پر بیٹھے۔ راج کلچ بڑی شان و شوکت سے کرتے تھے، غریب سے غریب آدمی کی داغ بیل یاد رکھی جاتی تھی۔ وہ درجہ کے نیک اور ایشور بھگت تھے۔ ایشور نے اُن کو کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا تھا۔ اسی کارن انہوں نے اپنے شاہی ٹھکانہ کو فقیری گڈڑی میں بدل دیا تھا۔

دو لوگ تھے ایک دن تخت پر بیٹھے بیٹھے نیند آگئی، سوچیں کیا دیکھا کہ محل کی چھت در در سے ہل رہی ہے، کوئی منتر اُدھر آ رہا ہے آپ نے پوچھا، "کون جو؟" جواب ملا، "آتش نا، پھر پوچھا، یہاں آنے کی ضرورت ہے؟" اُس نے عرض کیا، "میرا اُونٹ کھو گیا ہے اُس کی تلاش میں یہاں آنے لگا ہوں۔" بادشاہ ہنسنا اُن نادان چھت پر اُونٹ کا کیا کام۔ شاہ تیری عقل ماری گئی جا کہیں اور جگہ تلاش کر۔" اُس نے کہتے ہوئے جواب دیا، "مجھ سے کہیں زیادہ تو نادان ہے جو اس شہی ٹھکانہ اور پوشاک میں خدا کی تلاش کر رہا ہے تیرے ہوش و حواس ٹھیک نہیں، ورنہ تو ایسا کام نہ کرتا۔ ان سب کو چھوڑ دیا کہ خدا کی تلاش میں لگ جا۔" اتنے میں حضرت ابراہیم کی آنکھ کھل گئی۔ دل میں ڈر سے اور ریشہ چیر کیا کہ واقعی خدا کی تلاش ان سب بندھنوں سے نکت ہو کر ہی کرنی چاہیے۔

دوسرے دن رات کو سوچیں دیکھا کہ سارا محل جگمگا رہا ہے روکشی اس قدر تیز ہے کہ آنکھوں کو چکا چوند کر رہی ہے، غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ فرشتہ تخت پر بیٹھا ہوا کچھ کھ رہا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا کھ رہے ہیں فرشتے نے جواب دیا، "میں خدا کا فرشتہ ہوں اور ان اشخاص کی فہرست بنانا ہوں جو خدا کو بہت پیارے ہیں۔" حضرت ابراہیم نے پوچھا، "اے خدا کے قریب رہنے والے، ذرا دیکھو تو سہی میرا نام بھی کہیں اس فہرست میں درج ہے یا نہیں؟" اُس نے اپنا ہی کھانا دیکھ کر کہا، "نہیں۔" آپ بولے، "بیشک مجھ میں بندگی اور ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر خدا کے لئے میرا نام بندگان خدا کے خادموں میں ضرور رکھ لیجئے۔"

دوسرے دن حضرت ابراہیم کو پھر اُس طرح آدمی رات کے وقت اُسی فرشتہ نے درشن دیئے اور کہا، "اے نیک بخت! خوش جو بندگان خدا کے خادموں میں نام درج ہونے کی برکت سے تیرا نام بندگان خدا کی فہرست میں سب آبل خاص خدا کے حکم سے لکھا گیا ہے کسی نے سچ کہا ہے خدا کے بندہ تو جیسے مناروں میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں میں پھرے ہیں مارے مارے میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا۔"

## فقیری

ایک دن آپ تخت پر بیٹھے راج کلچ میں لگ رہے تھے یکایک ایک رنگ دھڑنگ فقیر جوتی سے دربار میں آدھکا حضرت نے پوچھا تو کون ہے اور یہاں کس لئے آیا ہے؟ اُس نے جواب دیا، "یہ سا فرخانہ ہے کچھ دیر یہاں مقبرہ لگا اور پھر اپنی راہ لے گا، حضرت نے کہا تو غلطی پر ہے یہ میرے یاد دہشتارہ نہیں ہے، وہ ہمیں کو تو چھینے لگا۔ تم سے پہلے یہاں کون رہتا تھا۔ ابراہیم نے اپنے نانا کا نام بتایا، اُس نے پھر پوچھا، اُن سے پہلے یہاں کون رہتا تھا حضرت نے اُس بادشاہ کا بھی نام بتایا، اسی پر کار پھر دیر سوال جواب کرتے رہے پھر فقیر نے ہنس کر کہا کہ جب اتنے آدمی اُسے آکر چلے گئے تو یہ میرا ہے نہیں تو اور کیا ہے؟ اچھا لہائی اب میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ دربار سے چل کھڑا ہوا۔ ابراہیم بھی اُس کے پیچھے پیچھے چل کھڑے ہوئے، بہت دور چلے گئے چلے

گئے وہ فقیر کہیں غائب ہو گیا۔ اب انہوں نے اپنی شامی پوشاک اٹار دی اور فقیری اختیار کر لی۔ نو برس تک گھورتپ یا کی نوشاہی میں ایک بہت بڑی چٹھا ہے۔ وہی ان کی گشتیا بنی۔ کبھی کبھی جب گھوڑی سہائی کو جنگل سے لکڑیاں چن کر شہر میں پہلے جاتے اور ان کو فروخت کر کے روٹی خرید لاتے۔ آدمی کسی فقیر یا غریب کو دے دیتے اور آدمی خود کھانگڑ کر دیتے، سوئی اگر ایسی گھوڑی پکس کو برداشت کرتے ایک دفعہ سردی انتہا درجہ کی پڑی۔ انہوں نے حسب معمول پر بھات کے کسے اٹھ کر گھٹہ سے پانی سے ابشان کیا اور میچ تک نماز پڑھتے رہے۔ سردی کی وجہ سے گھوڑیاں اور بھار ہو گئی اور آپ کو اپنی زندگی خطرہ میں نظر آئی۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی گرم پیرا یا کھانہ ہو تو آرزو ہوتے۔ یہ سنکھاپ اٹھنے کی یہی تھی کہ آپ کو معلوم ہوا کہ کسی نے ان کی پٹیکہ پر گرم پوشاد ڈال دیا ہے۔ سردی سے چھٹی ملی سو گئے۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ آٹھ ہزار (بہت بڑا سانپ) ہے جس نے آپ کو گرمی پہنچائی ہے۔ آپ نے خدا سے پکارا تھا کہ اسے خداوند کریم، آپ نے دیا کہ میرے آرام کے لئے اسے بھی بھگتا لیکن اب مجھے یہ کمال روپ نظر آ رہا ہے مجھے اس قدر آزمائش میں نہ ڈال۔ اسی وقت آٹھ ہزار پٹیکہ سے اتر کر کہیں غائب ہو گیا۔ آپ اٹھنے اور مگر شریف کی طرف چل نکلے اور وہاں چودہ سال تک تپتیا کی مگر خریف میں رہ کر حضرت ابراہیم جنگل سے شوکی مکہ ویاں لے آئے اور انہیں فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتے۔

## میٹے کی ملاقات

جب آپ بلخ سے روانہ ہوئے تھے تو آپ کا ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ جب وہ تھوڑا بڑا ہوا تو اس نے ماں سے اپنے باپ کا پتہ پوچھا اس نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ آج کل مگر شریف میں رہتے ہیں۔ پتہ نہیں کہا۔ اہل جان! چلو ان کے دیار بھی کریں گے اور مگر شریف کی یا تر بھی ہو جائے گی۔ ماں کی اجازت پاتے ہی سارے شہر بلخ میں منادی کرادی گئی کہ جو شخص چ کے لئے جانا چاہے اس کا سارا سفر خرچ شاہی خزانے سے ہلکیا۔ منادی ہوتے ہی چار ہزار آدمی مگر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ وہاں جا کر کچھ فقیروں سے پوچھا حضرت ابراہیم کہاں رہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو پہلے بزمِ مُرشد تھیں۔ اب جنگل میں مکہ ویاں لینے گئے ہوئے ہیں۔ لڑکا ان کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ ایک بوڑھے آدمی کو مکہ ویاں کا گھٹہ پیٹھ پر لاتے ہوئے دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن مضبوط کیا اور ان کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ انہوں نے حسب دستور مکہ ویاں بازار میں فروخت کیں اور روٹی خرید کر کچھ بانٹ دی اور کچھ کھالی اور پھر پانچ ہزار جاں تک گئے۔ نماز کے بعد اس روئے کی طرف پریم درشتی سے دیکھا اور قدرتی محبت جاگ اُٹی۔ سچ ہے اولاد کا سوہ باز بردست ہوتا ہے چاہے کہ اس کو گلے لگائے لیکن آسمان کی طرف درشتی کی۔ خدا سے دعا مانگی کہ اسے فدا! مجھے آسمان میں نہ ڈال میں اب دنیا کے بندھن میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اسی وقت لڑکے کے پران پکھیرا اڑ گئے۔

ابراہیم آدم دے دناؤں جاگ تل کرے کنارا  
پتر مرن تبری کیتر سرنہ چھٹیا اس پیارا  
حضرت ابراہیم پورن تیا گی اور کالی فقیر ہوئے۔ انہوں نے چالیس سال گھوم پھر کر لوگوں کو راہِ راست پر لایا اور اسلام کو پھیلایا۔ کاش! کہ کج کے سنا مان ان کی بریدی کر کے انسانیت اور اخلاق کو پھیلایں اور صحیح دھرم کے پیو کار بنیں۔

## قطعات

۱۲ جناب حسرت پالوری

### انکشاف

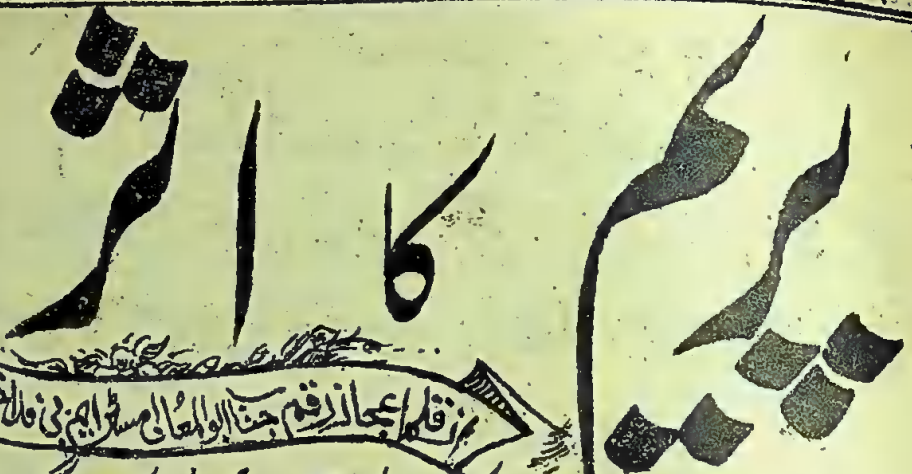
تو سدا دل بہت درد ہے میں جانتا ہوں  
اپنی مخلوق سے سدا ہے میں جانتا ہوں  
لیکن اک راز سے آگاہ کئے دیتا ہوں  
میں رشنا سا ہوں ترا میں تجھے پہچانتا ہوں

میں نے مصحوم بہادر دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا

میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا  
میں نے فہم سدا دل میں لکھ دیا







کیا سہانا پریم کا ہے ایک چھین چھین دیکھتے ایک چھین میں بھیلنی کے پھر گئے دن دیکھتے  
بیراک نا چیز سی ہیں چیزیں کن دیکھتے رام نے وہ کیا مزے سے کھائے گن گن دیکھتے

ہو سہر تسلیم حتم جب پریم کی درگاہ میں  
کیوں نہ پیدا ہو اثر پھر خلیق اپنی آہ میں

اپنے جیون میں سبق کیا کیا سکھائے رام نے دل پہ جو غفلت کے پردے تھے ہٹائے رام نے  
بھید سچے پریم کے ہم کو بتائے رام نے کیا مزے سے بھیلنی کے بیر کھائے رام نے  
جب کہا لچھمن نے جو ٹھے بیر میں نہ کھاؤں گا  
رام نے ہنس کر کہا کھا لو! ابھی سمجھاؤں گا

پریم جب امتداع کا الم اک با ہے پریم ساز ہستی انسان کی مضراب ہے  
رکشت ہستی کے لئے اک چشمہ پر آب ہے تیرگی شام غربت کے لئے مہتاب ہے  
پریم ہی ہم کو کب کھاتا ہے معیا زندگی  
پریم ہی ہے رام جبکہ افصح زندگی

پریم کی زنجیر میں جکڑا ہوا انسان ہے ہر نشتر کی زندگی کا پریم ہی دھار ہے  
نن اگر طنبور ہے تو پریم اس کی تار ہے پریم ہی مضراب ہے تو پریم ہی جھنکا ہے



پریم سے کلفت جسے ہے پریم ہی سے پیالہ ہے  
وہ گل بخنداں ہے بیشک گوشت شکل خاں ہے

پریم ہی سے جھومتی ہیں باغ میں سب لہلیاں  
پریم سے پتے پتے بجاتے ہیں چمن میں تالیاں  
عندلیبوں نے ہے سیکھی پریم سے طرزِ فغاں  
پریم سے بادِ صبا نے سیکھی ہیں ٹھکھیلیاں  
ہیں غرض باغِ جہاں میں پریم کی گلکاریاں

پریم سے ترکیب پا کر جب بنا انسان ہے  
پریم سے خالی ہے گرتو پھر نہ حیوان ہے  
پریم ذوقِ طبع کی روحِ رواں بھجان ہے  
مرضِ دردِ عالم کا یہ پریم ہی درمان ہے

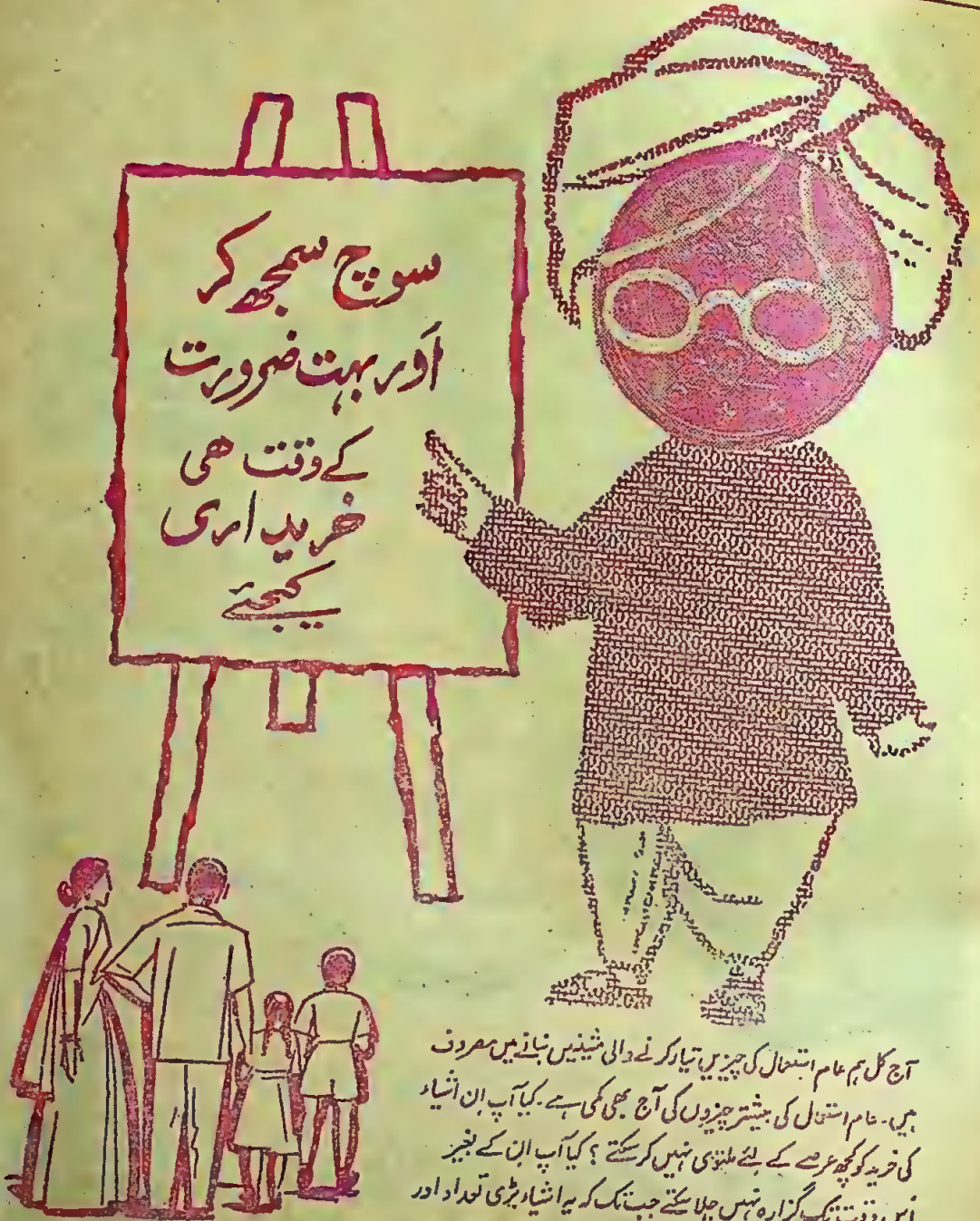
پریم راہِ منزلِ تسلیم کا ہے راہِ ہر  
پریم و جشا دہیِ قلبِ حزیں ہے سرِ ہر

پریم سے لطف و مزہ ہے بات کا تقریر کا  
پریم کرتا رنگِ دوبالا ہے ہر سخنِ ہر کا  
پریم سے وہ کام نکلا جو کہ تھا شمشیر کا  
پریم سے شکرِ فشاں ہے لبِ ہر اک تصویر کا

پریم سے شیدا ہوا انسانِ حسنِ حور کا  
پریم سے سوچا جسے سوچا ہے مضمونِ دور کا

باغ کے ہر ایک گل میں رنگِ بویِ پریم کی  
بیشک گلزار کو بھی جستجو ہے پریم کی  
طاہر و انساں کے لب پر گفتگو ہے پریم کی  
ہر دل پر آرزو میں آرزو ہے پریم کی

پریم ہی ہے زورِ ہستی کا ناحِدا  
پریم ہی ہے خلیقِ بیشک نورِ واحد کی ضیا



آج کل ہم عام استعمال کی چیزیں تیار کرنے والی مشینیں بنانے میں مصروف ہیں۔ عام استعمال کی بیشتر چیزوں کی آج بھی کمی ہے۔ کیا آپ ان اشیاء کی خرید کو کچھ عرصے کے لئے ملتوی نہیں کر سکتے؟ کیا آپ ان کے بغیر اس وقت تک گزارہ نہیں چلا سکتے جب تک کہ یہ اشیاء بڑی تعداد اور معقول داموں پر دستیاب ہونے لگیں؟

اپنی محنت کو سودمند طریقہ پر استعمال میں لائیے۔ اسے قومی ترقی میں لگائیے اور اپنے مستقبل کو شاندار بنائیے۔



قومی آرگنائزیشن





بچے

# جوشینا

زیادہ پسند کرتے ہیں۔  
کیونکہ یہ پلینے میں خوشگوار ہے  
اور زکام کی تکلیف اور بے چینی  
کو فوراً دور کرتا ہے۔



جوشینا بندگان کو کھوتا ہے۔ کھانسی اور گلے کی خرابی  
کو دور کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو صاف کرتا ہے۔  
اور تسکین پہنچاتا ہے۔



دہلی - کانپور - پٹنہ



گزشتہ سے پیوستہ  
سیکشن  
سوامی رام تیرکھتی بہار



(جو کہ)

انہوں نے لکھنؤ میں ۱۹۰۵ء میں دیا تھا

(سجدہ مستانہ ام باشد نماز + درد دل با او دقرآن من)

(مستانہ سجدہ ہی میری نماز ہے۔ اُس کے واسطے درد دل میرا قرآن ہے)۔  
حقیقی نمازیہ ہے۔ کہ مارے مستی کے لڑکھڑاہٹے کبھی ادھر گزرتا ہے۔ کبھی ادھر۔ ایک مالا میں ایک دم میں ہزار  
مالا اتر جاتا ہے۔ مگر دل سے مالا جی جائے تو بہت میں ایک خیر (پہی) ہے۔ جس میں سب مالا ایک دم سے گھوم جاتی ہے  
اگر ایک دفعہ خدا کا نام پو لیں مگر ہر مال کی زبان ساتھ ہی بول اٹھے تو ایک دفعہ جو زبان سے نکلا تھا۔ اُس کو ہزار مالا دل  
سے فرب دے آیا۔ مطلب یہ ہے۔ جو نیکے دل سے نیکے۔ جگر سے نیکے۔ سیالکوٹ میں رام کے ایک دوست تھے۔  
جنہوں نے جیتے جی نماز نہیں پڑھی تھی۔ یہاں جو اہل اسلام ہے۔ وہ میری بات کا بُرا نہ مانیں۔ بچہ میں محبت کامل  
ہوتی ہے۔ جس سے وہ ماں کو چیت مارتا ہے۔ اُس کی چوٹی کھینچتا ہے۔ سیالکوٹ میں جو بہت تھے۔ اُن کے انداد  
کے لئے دار برٹن بھی لگیا۔ دار برٹن پو لیں کا ایک نامی افسر تھا۔ اُس نے وہاں جا کر یہ انتظام کیا۔ کہ پنج قوموں کی تین  
دفعہ حاضری لی جاوے۔ جس سے چوری کا کسی قدر انسداد ہو گیا۔ ایک دن جمعہ کو سب لوگ نماز پڑھنے جا رہے تھے۔  
لوگوں نے شیخ سے پوچھا۔ تم میوں نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا۔ ان لوگوں نے چوری کی ہے۔ حاضری دینے جا  
ہیں۔ میں نے چوری نہیں کی۔

جسم چوری کا مال ہے۔ جو لوگ اس جسم کو چرا بیٹھے ہیں۔ یعنی خودی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں  
کہ میں برہمن ہوں۔ چھتری ہوں۔ دلش ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ ہاں ایک دفعہ شیخ صاحب نے نماز پڑھی۔ مگر  
اس خیال سے کہ:-

سجدہ میں گر پڑوں تو پھر اٹھنا محال ہے

سر کر اٹھاؤں کیونکر ہرنگ میں یار نے

نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کو سر جھکا یا سر نہیں اٹھا۔ پر ان چھوٹ گئے۔ یہ نماز پڑھنا ہے۔ مسلمان کے معنی ہیں  
اسلام والا۔ یقین والا۔ نام دیو کے دل میں اُس وقت اسلام تھا۔ یقین تھا۔ اور سچائی تھی جس نے خدا کو ایک دفعہ  
جسم کر دکھایا۔ گڈ رپے کے دل میں بھی حقیقی اسلام تھا۔ وہی یقین تھا۔ وہی لبو اس تھا۔ خدا نے اسی لئے موسے کو جبر کا  
تو براے وصل کردن آری  
نے براے فصل کردن آری



دو تھوڑے لوگوں کو ملائے آیا ہے۔ نہ کہ جدا کرنے)

نی رسی در کعبہ ز اہل برود از راہ تری  
ز ہد خشک صوم تو بے دیدہ گریاں عجب

داسے پارسا تری کے راستہ تو کعبہ کو جلد پہنچ سکتا ہے۔ تیرا خشک روزہ پارسا ہی اور بخیر روزے کے دیدہ بالکل بے فائدہ ہے)

خشک نماز۔ خشک مالا۔ خشک چپ۔ خشک پاٹھ۔ جن میں نہ آنسو ٹپکے نہ دل بے خشکی کی راہ ملے کو جاننا ہے۔  
لوگ تری کے راستہ جلدی پہنچتے ہیں۔ اگر اس موقع پر مضمون ادھر کا ادھر ہو جائے تو سمجھ تعجب نہیں۔

چنی طاقت کجا دام کہ ہمایاں را نگہ دارم  
بیالے ساقی دیشمن بیگ پیمانہ پیمان را

ایسی طاقت اب مجھ میں کہاں جو اترار کا خیال رکھوں۔ لے ساقی (مُرشد) آ۔ اور اپنی سستی کے ایک پیالے سے رانی وعدہ کو توٹ

ان دو مثالوں سے کیفیت پردہ اٹھ گیا۔ اب ایک مثال لیجئے۔ کہ پردہ پلا تھا اور اٹھ گیا۔ پنجاب میں بابا نانک ہوئے ہیں۔ وہ سب کی طرح دوسرے درجہ کے تھے۔ ایک زمانہ میں عودی خانہ میں نوکر تھے۔ اس زمانہ میں کچھ ٹھگ سادھو بن کر ان کے پاس آئے۔ انہوں نے غلہ بھر بھر کر ان کو دینا شروع کیا۔ اوپر سے ان کو گنتے جاتے تھے۔ لیکن دل میں کچھ اور ہی خیال تھا۔

عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے

منہ سے کہتا ہوں الف دل سے نکلتی آہ ہے

مستی ہی اس مٹی پرستی میں کام کر رہی ہے۔ وہ بظاہر تو دین چار پانچ سات کہتے جاتے تھے۔ مگر دل میں اس شمار کا کوئی خیال نہیں تھا۔ جب وہ تیرہ تک پہنچے سب بھول گئے۔ اور ان پر ایک بیخودی کی حالت طاری ہوئی اب انہوں نے تیرہ سے یہ خیال جھانا شروع کیا۔

”تیرے ہو گئے۔ ہو گئے“ بارہ اور تیرہ۔ تیرا اور تیرا۔ اس خیال سے بھر بھر کر لوگرے پھینکتے جاتے تھے۔ اور تیرا تیرا کہتے جاتے تھے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ تیرا ہی ہے۔ اور سب تیرے ہی ہیں۔ یہ ہنکر عالم بے خودی میں زمین پر گر رہے۔ زبان بند ہو گئی۔ مگر ہر دین سے یہ صدا نکال رہی تھی۔ ”میں تیرا ہوں“ زبان حال کا یہ اثر ہوا کہ وہ بے ہوئے سادھو ٹھکے گئے۔ گو وہ خود چور تھے۔ لیکن پریشور نے ان کو چڑایا۔ وہ سب چوروں کا چور ہے۔ ٹھکوں پر یہ حالت طاری ہوئی کہ وہ بھی تیرا تیرا کہنے لگے۔ یہ وہ مثال ہے جس میں بلحاظ مکاشفہ پردہ اٹھ گیا ہے۔ لیکن عارضی طور پر اب ایک مثال ”میں تو ہوں“ کی اور دی جا دیگی۔ بلحاظ مکاشفہ بہت لوگ ہیں جنہوں نے اس مرحلہ کو طے کیا ہے۔ دو طرح کا پڑھنا ہوتا ہے۔ رام جب کالج میں تھا۔ تو اس کا لہجہ بہت تیز چلتا تھا۔ رام کا امتحان ہوا۔ پرچہ بہت لمبا تھا اس میں مثالی سوال تھے۔ اس میں آٹھ سوالوں کے حل کرنے کی شرط تھی۔ مگر رام نے کل سوال حل کر ڈالے۔ اور کالی پرچہ اس سے کوئی آٹھ ملاحظہ ہوئے۔ ان کے حل دماغ میں تو تھے۔ مگر ناخون میں اترے نہ تھے۔ اسی طرح ہے

بہت لوگوں نے اس کو بھی عملی طور سے نہیں جانا ہے۔ اسی طرح سے رام دوسری مثال یہ دیگا کہ وہ ناخن میں اتر سکتا ہے۔ عرب میں محمد صاحب سے پہلے لوگ وحشی تھے۔ اب ہم حیران ہوتے ہیں کہ محمد صاحب نے کیسی لیاقت سے ان وحشی لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ ان کے ملانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور میں لانا تھا۔ رام نے جاپان میں دوجن رکشا رکاڑی والوں میں اس بات پر رٹائی ہوتی دیکھی کہ دونوں سے ہر ایک ٹھکرا اپنی رکشا میں بٹھایا جاتا تھا۔ جب ان کی باہم آنکھیں لڑیں تو دونوں ہنس پڑے۔ اس وقت رام کو یقین ہوا کہ اتنا آنکھ میں رہتی ہے جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آہی جاتی ہے

اسی طرح جب زبانیں ایک ہوتی ہیں۔ تو محبت ہو ہی جاتی ہے۔ جب خدا کی درگاہ میں ایک زبان ہو کر دعا کرتے ہیں۔ تو اتحاد ہو ہی جاتا ہے۔ اڈل لفظ ادم ہے جو بچہ بھی بولتا ہے۔ بیماری میں اڈوں اڈوں ہی ہلکرتی ہوتی ہے۔ جب بچے خوش ہوتے ہیں۔ تو اُن کے منہ سے بھی اڈ۔ اڈ۔ اڈ نکلتا ہے۔ یہ نیچر کا نام ہے۔ اس پر کسی کا ٹھک نہیں ہے۔ قرآن میں ا۔ ل۔ م۔ جب آتا ہے۔ تو وہ ادم ہی ہے۔ جیسے ہلال الدین۔ کمال الدین میں لام نہیں پڑھا جاتا۔ ذرا کچھ دیکھ لے سب ادم بول دے۔ (چنانچہ سب ادم کا نعرہ بلند کیا۔ جس سے کھلا میدان گونج اٹھا) رکھی کشش کے پاس کا ذکر ہے۔ کہ گنگا کے اس پار بہت سادھو رہتے تھے۔ اور اُس پار ایک صفت۔ اُس کے رگ دریشہ میں اناحق۔ شودھم بسا ہوا تھا۔ رات دن یہ آواز آیا کرتی تھی۔ "شودھم۔ شودھم۔ شودھم۔ شودھم۔ شودھم" ایک شیر آگیا۔ سادھو پار سے دیکھ رہے تھے۔ کہ شیر آیا۔ اور شیر نے اُس ہاتھ کی طرف رخ کیا۔ وہ شیر کو دیکھ کر آواز سے کہہ رہا تھا "شودھم۔ شودھم۔ شودھم" اُس کے ذہن میں یہ جما ہوا تھا کہ شیر میں ہی ہوں۔ خود شیر کے جسم میں نعرہ مار رہا ہوں۔ "شودھم۔ شودھم۔ شودھم" شیر نے اکر اُن کے بازو کو پکڑ لیا۔ تو وہ آندے کے ساتھ شیر کی حیثیت میں آدمی کے گوشت کا مزہ لے رہے تھے۔ اور آواز نکال رہی تھی "شودھم۔ شودھم۔ شودھم" دیوالی میں کھانڈ کے کھولنے بنتے ہیں۔ کھانڈ کے مرن۔ کھانڈ کے شیر اگر کھانڈ کا ہرن اپنے تئیں اسمادو اشکال خالی صفت کے ساتھ سمجھے۔ "میں ہرن ہوں" تو کیا یہ کہے گا۔ کہ کھانڈ کا شیر مجھ کو کھا رہا ہے؟ اگر وہ اپنے تئیں کھانڈ مان لے تو یہ کھانڈ کا ہرن کہہ سکتا ہے۔ کہ بحیثیت کھانڈ کے میں ہی ادھر ہرن اور ادھر شیر ہوں۔ اسی طرح جب تم جانو کہ تمہاری حقیقت کیا ہے۔ وہ تیل اُس کھانڈ کے خدا کی ذات آہی ہے۔ پس بحیثیت اس کھانڈ کے شیر بننے کے تم بحیثیت خدا یہ کہہ سکتے ہو کہ میں ادھر ہرن اور ادھر شیر ہوں۔

"پکڑی پا جامہ دوپٹہ انگر کھیا

غور سے دیکھا تو سب کچھ سوٹ تھا

دامنی توڑی تو مالا کو غرٹھا

پر نگاہ حق میں تھا وہ سب طلا

پیارے یہ ہاتھ ہی نگاہ رکھتے ہیں جس وقت شیر کھا رہا تھا اس وقت وہ کیا کیا مزے لے رہے تھے۔ آج انسان کا خون پیارے منہ لگا ہے۔ ٹانگ کھائی تو بھی "شودھم۔ شودھم۔ شودھم" منہ سے نکلا۔ شیر بھی نعرہ مار رہا ہے۔ "شودھم۔ شودھم۔ شودھم" پر وہ پہلے ہی تپلا تھا مگر سر کا یا گیا۔ سکندر جب ہندوستان میں آیا۔ اور اُس نے دیکھا کہ جتنے ملک میں نے جیتے سب میں صداقت داتے عقل و شکیں





پیر نام میرا سو بیکار کرو



اے میرا سو بیکار کرو... (Main body of the poem in the top section)

پیر نام میرا سو بیکار کرو

شہری آئندہ کیو رکھی

۱) ہے دیندیاں آپکار کرو... پیر نام میرا سو بیکار کرو... (First stanza of the poem)

یا جی نہیں کہیں کنار ہے... (Second stanza of the poem)

۵) تیری مرضی سو بیکار میرا... (Third stanza of the poem)

۴) پیر نام میرا سو بیکار کرو... اب جیت کر دیا ہمار کرو... (Fourth stanza of the poem)

۶) اکا کہشما پران کرو... پیر نام میرا سو بیکار کرو... (Fifth stanza of the poem)



# دال دیکرن

شری جوتی پرشاد جی کلیان

بھگوان شری کرشن پرندرجی ہمارا ج کے زمانہ میں سکویہ  
 زمانہ کالانی بہادر اوردانی ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایشور بھگت۔ زبان کا سچا۔ وعدہ اور ارادہ کا پکا بھی تھا۔ راجہ کرن کی شجاعت  
 سخاوت اور خیرات دینا بھر میں نکلنے سورج کی مانند آج تک روشن ہے۔ اور یہاں تک شہرت حاصل کی ہے کہ ہر اتاکال  
 جبکہ ستوگن بھادہر فرود لشر کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اُس وقت راجہ کرن کا پرہ بتلایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ راجہ کرن۔  
 دُشٹ راجہ دیودھن کا پکشتی تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس قدر نیک طبیعت تھا اور ایشور بھگت تھا۔ کہ زمانہ میں  
 اس کے نام کا ڈنکا آجک اچھے خیالات کے ساتھ بچ رہا ہے۔ راجہ کرن کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔  
 راجہ کرن۔ ہمارا ج دہرم راج یہ ہشتر کا بھائی اور شری ہمارا لکنتی کا بڑا پتر تھا۔ جس کی پیدائش سورہ  
 بھگوان کی شکتی سے ہوئی تھی۔ لیکن اسکو پیدا ہوتے ہی ایک برتن میں ڈال کر بند کر کے دریا میں پھینک دیا گیا تھا۔ اور اُس  
 کو راجہ دھرت راشٹر کے سائیس (رہبان) نے پرورش کیا تھا۔ جس کی وجہ سے دیگر راجے وگ اس کو راجاؤں جیسی عزت  
 نہ دیتے تھے۔ خاص کر کورڈ.... اور پانڈؤں بھی اس مرحلہ پر سکوت کر رہے تھے۔ مگر اپنی بہادری اور برتاپ اور سخاوت  
 سے اُس نے اس قدر عزت پائی کہ آجک اس کے بعد دنیائیں اس کا ثانی نہیں ہوا ہے۔ خود بھگوان کرشن چندر جو دسکر  
 خریق کے پکشتی تھے۔ جیسی کرن کی بڑی تحریف کرتے تھے۔ اور کئی مرتبہ اپنے سکھا راجن کو اس کے مقابلہ میں نجات کیلئے  
 کرن نے گورڈ درونا چاریہ کے علاوہ شری پرہرام جی سے بھی شستر دیا سیکھی تھی۔ چونکہ دیودھن اور کرن دوط  
 راجن اور بھیم سین سے صلہ رکھتے تھے۔ اس لئے گورڈ درونا چاریہ نے کرن کو برہم استر دیا سیکھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہہ  
 دیا۔ کہ یہ دیا صرف برہمنوں کو ہی سکھائی جاسکتی ہے۔ لیکن دیودھن کے مشورہ سے کرن شری پرہرام جی کے پاس  
 شری ہندوگر پریت پر گیا۔ اور اپنے آپ کو برہمن کا بالک ظاہر کر کے برہم استر دیا سیکھ لی۔ مگر جس کے سر پر ہندو کا  
 ہاتھ ہو۔ اس کا کون بال بیکا کر سکتا ہے۔ دیر راجن کی رکشا کے لئے پہلے ہی سے بہتیرے ادپائے ہوئے تھے۔ کہ الفا  
 سے دیر کرن کے ساتھ شکار کھیلے ہوئے ایک گائے ہرن کے دھوکے سے مر گئی۔ گائے کے مالک برہمن نے اُس کو شاپ  
 دیا۔ کہ جس کے مارنے کے لئے تو نے برہم استر دیا سیکھی ہے۔ جب تو اس کے مقابلہ پر جائے گا۔ تو تیری یہ دیا کام

نہ آئے گی۔ اور اس طرح سے جب شری پر سرام جی کو یہ راز نشان ہوا کہ کرن نے دھوکے سے اپنے آپ کو برہمن کا  
رٹ کا ٹاپا ہر کے برہمن استر دیا سیکھ لی ہے۔ تو انہوں نے بھی کرن کو ایسا ہی شاپ دیا۔

ہمارا جہ جیتر انگد والے ریاست راجپوت کی ستری کو جب سو بھر سے دیو دھن اٹھا کر لے بھاگا۔ اور وہاں  
برہست مقابلہ ہوا۔ لیکن دیر کرن کی بہادری کی امداد سے دیو دھن کو فتح نصیب ہوئی۔ اس پر راجہ جہا سندھ  
کرن کی بہادری پر تایل ہو گیا۔ اور راجہ جہا سندھ نے اس کی شجاعت پر خوش ہو کر فلک آتش نگر کرن کو دے دیا نیز اس  
علامہ سے لیتے جلتے ہوئے بہت سارے شہ اور گاؤں دیو دھن نے بھی کرن کو دیدیئے۔ جس سے کرن راجہ بن گیا۔  
دیر کرن کی موت کا کارن صرف یہی تھا کہ بھگوان کرشن چندر کو بہا بھارت یدھ میں پانڈوؤں کی بے کرنی  
مقصود تھی۔ جس کے لئے بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا جہ کو کئی پرکار کی ایسا کرنی پڑی۔ مثلاً گھٹوت کچھ  
کی پیدا آتش صرف دیر ارجن کی زندگی اور بہادر کرن کی موت کا باعث تھی۔ یعنی جو شستر دیر کرن نے بڑی حفاظت  
کے ساتھ نرا اتار ارجن کی موت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب گھٹوت کچھ نے کرن سے لڑتے ہوئے ایک آفت برہما کر  
دی۔ اور عنقریب ہی تھا کہ کرن گھٹوت کچھ کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ تو مجبوراً کرن کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے وہ  
شستر جو اس نے ارجن کی موت کا کارن سمجھا ہوا تھا گھٹوت کچھ پر چلا نا پڑا۔ چنانچہ اس طرح پر دیر کرن بہادر ارجن  
کے لئے ایک طرح سے خالی ہاتھ ہی رہ گیا تھا۔

طاقت کے لحاظ سے بھی دیر کرن اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ جسکی بابت خود بھگوان کرشن چندر نے میدان  
جنگ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جس کا ذکر بہا بھارت میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

دراصل جو شخص سخی ہوتا ہے۔ وہ رحم دل اور بے پرواہ بھی ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو اپنی سجادت میں  
بھگوت پریم کے بس الیا نشہ ہو جاتا ہے۔ کہ اس وقت اپنی موت کا بھی اور دشمن کا خوف بھی نہیں محسوس کرتا۔  
بلکہ الیشور پریم کی لہر میں الیا غرق ہو جاتا ہے۔ کہ جو سمجھ اس کے پاس ہو۔ سب پر بھوکے نام پر لٹا دے یہی کارن  
تھا کہ دیو راج اندر نے بھگوان شری کرشن چندر کی اچھا انوسار شکل بھوکا کی دان دیر کرن سے الیا دان  
مانگا۔ کہ ایک طرف تو دان اور دوسری طرف دیر کرن کی موت کا سامان۔ جبکہ اس طرح دان مانگنے کا  
علم پہلے سے ہو چکا تھا۔ مگر واہ رے دانی۔ دیر کرن۔ دان کے مقابلہ میں جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جسم سے  
گوشت اور کھنڈل اتار کر دیو راج اندر کے حوالہ کر دیئے۔ اس طرح پر بھگوان شری کرشن چندر ہمارا جہ نے بھی  
کئی مرتبہ ارجن کو ساتھ لیکر اور براہمنوں کا بھیس بدل کر دان دیر کرن کی آزمائش کی۔ مگر دان دیر کرن  
نے ایشور کے نام پر کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کی۔ یہاں تک بھی اس کو آزمایا گیا۔ یہ بہادر دیر کرن۔  
ارجن کے جو شیلے بانوں سے زخمی ہو کر موت کی آغوش میں لیٹا ہوا تھا۔ اور دم پر دار کر کے ہی کو تھا۔ چاروں  
طرف لاکھوں مردوں کی لاشیں ہوتی تھیں غوطے کھا رہی تھیں۔ اور گدھ اور کوسے ان کے گوشت کو فوج فوج  
کر کھا رہے تھے۔ کہ بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا جہ اپنے سکھا ارجن سمیت برہمن کا بھیس بدل کر شکل  
بھکاری کرن کی ادھ مری لاش کے پاس پہنچے اور بڑی دھیمی آواز سے کہا کہ بہادر کرن آج تیری موت ہونے سے  
دُنیا میں کوئی دانی نہیں رہا۔ مگر بہادر دیر کرن جو اپنا آخری دم توڑ رہا تھا۔ سے نہ ہل گیا۔ اور کہا کہ جب تک میرے  
پیراں کا کوئی انس بھی باقی ہے۔ یہ آواز میں نہیں سن سکتا ہوں۔ حالانکہ اس نازک وقت میں اس کے پاس دان  
کرنے کے لئے سوالس بھی باقی نہ تھے۔ مگر دانی دیر کرن الیشور کے نام پر اس قدر محو تھا۔ کہ اس نے گڑھکتے ہوئے



ایک زبردست پتھر پر جو اُس سے کچھ ناہلہ پر پڑا تھا۔ اپنا منہ مارا۔ اور اپنے دانت جن پر سونے کے کھول (couch) تھے۔ توڑ کر کہا کہ میں اب بھی دان کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ واقعہ ہونا تھا کہ فوراً بھگوان شری کرشن چندر اور ارجن اپنے اپنے سروپ میں پرگٹ ہو گئے۔ اور آخری سوانس پر بھگوان شری کرشن چندر ہمارا جن نے دیر کرن کو درشن دے کر اپنے دھام کو پہنچا دیا۔ یہ بھگتی کا اور سخاوت و فیثات کا نتیجہ۔ کیا دیر کرن نے بہادر ارجن پر تیر چلائے ہوئے۔ بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا جن جو اس کے رہنما تھے کو تیر نہ مارا ہو گا؟ مگر بھگتی رس اور پریم کی تار ایک واحد چیز ہے۔ اور اپنا کرتب جو کرن نے بیدھ کے دوران میں بھگوان کرشن پر تیر برسلے۔ یہ جذبات ہے۔

دیر کرن کو معلوم تھا کہ پانڈوؤں کے بھائی اور بھگوان شری کرشن چندر پانڈوؤں کے پکستانی ہیں مگر چونکہ وعدہ اور ارادہ کا لگا تھا۔ اس لئے اُس نے اپنی زبان (وعدہ) جو دیرودھن کو دیدی تھی۔ کئے مقابلہ میں کسی بات کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ بیدھ کے دوران میں اس نے کئی بار ہمارا جید ہمشٹر اور ہم سین آؤک کو گھیر لیا۔ لیکن رحم کی نگاہ سے اُن کو چھوڑ دیا۔ بلکہ اپنے اصلی مطلب پر (کہ ارجن کو مارنا ہے) تیار رہا کہ اگر مارنا ہے تو ارجن کو ماروں گا۔ یا اس کے ہاتھ سے مر جاؤں گا۔ جیسا کہ وہ شری ہمارا الی کنتی جی کو لڑائی سے پہلے ہی زبان دے چکا تھا۔ چنانچہ الیسا ہی کر دکھایا۔

جس وقت ہمارا بھارت بیدھ ختم ہو جاتا ہے۔ اور شری بیدھ شٹر کو یہ راز معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیر کرن دس ہزار ساتھیوں کی طاقت رکھنے والا اُن کا بڑا بھائی کنتی پتر تھا۔ اُس وقت جو حالت بیدھ شٹر جی کی بیکرازی کی ہوئی تھی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ یہاں تک لپچا تا پکینا کہ شری ناراجی۔ دید دیاس جی اور بھگوان شری کرشن چندر ہمارا جن کے سمجھانے سے بھی ان کا موہ اور پریم جلدی دور نہ ہوا۔ بلکہ تمام عمر دیر کرن کی بہادری اور سخاوت کی داد دیتے رہے۔

دیر کرن کی زندگی سے ہمیں سخاوت۔ بہادری۔ پختہ ارادہ۔ الشور بھگتی۔ نیک نیتی۔ وعدہ و وفا۔ رحم و ملی کا خاص سبق ملتا ہے۔ جو قابلِ داد ہے۔

## لالہ کالشی رام صاحب کا قابل دید لٹریچر

السان قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ لطف زندگی قیمت دو روپے۔ امرت کُنڈ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ نادانیاں قیمت سو روپیہ۔ ذرا سا قیمت آٹھ آنے۔ آدرش گریہ قیمت ایک روپیہ۔ پریت سنے قیمت دس آنے گیتا چھک۔ لہک، لہک۔ لہک قیمت فی کتاب ایک روپیہ

ملنے کا پتہ  
پنجر رسالہ ادم اجمیری گیت دہلی ۴۔

# سنت تلسی اس کے جیون کا ایک ورق

شری بھاگ مل جی سائینی -

سنت تلسی داس کو اپنی پریم جیون سے بہرہ ور استری کے ہم گرا اور عالم گیر پدیش سے جس دن سے یقین  
 داتی ہو گیا۔ کہ جملہ لطیف و کثیف جدت بھگوان کا روپ ہے۔ اور ہر شے کی راہ سے ..... وہ خاموش بولی ہیں  
 ہمارے زور باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی اس جانفزا اور دلربا منظر میں حیرت انگیز خوبصورتی کی رو میں اُسی سے آ رہی  
 ہیں۔ صبح و شام کے دلکش نظارے اور رات کی چاند تاروں کی ابدی دیپ مالا اُسی کے آئندہ گیت ہے۔ پر بھات  
 کی مسکراہٹ اور بھولوں کی اس بھینی خوشبو وغیرہ کے روپ میں اُسی کی زندگی رقص کر رہی ہے۔ اور ہر شے کی  
 لگاتار نئی پیدائش اُسی کے سدا بہار سن دھون کی خبر دے رہی ہے۔ محض اپنی اندرونی آنکھ سے جانے اور  
 پہچاننے کی ضرورت ہے۔ یا چشم باطن کی کشادگی درکار ہے۔ اُسی روز سے وہ کائنات کی ہر شے میں نیکی سچائی  
 پاکیزگی سن اور سرور کی موجودگی کو دیکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی عین محبت اور موافقت ہو کر ایک نہایت شیریں  
 اور پُر سرور گیت بن چکی تھی یعنی محدود اور فانی زندگی سے اُٹھ کر بھگوان کی غیر محدود اور ابدی زندگی  
 میں شریک ہو جانے کی وجہ سے وہ اپنی بھلائی کو دوسروں کی بھلائی پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت منتظر رہتا  
 تھا۔ اور بھی صفائی سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُس کی زندگی سچائی۔ بھلائی۔ نیکی۔ غیر محدود محبت اور پریم کی  
 دھارا بن گئی تھی۔ کہ سنت جی کی نظر ایک شکاری پر پڑی۔ جو ایک جنگلی ہرن کو مارنے کو ہی تھا۔  
 ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ سنت جی نے ایک شکاری کے قدموں پر گر دیا۔  
 بحر محبت جوش میں آیا۔ فوراً اپنے کو شکاری کے قدموں پر گر دیا۔  
 شکاری - "اے پر بھو! یہ کیا؟"  
 سنت جی زور زور سے چیخیں مار کر رونے لگے۔ "اس سن کے مجسمہ ہرن کو مت مار۔ میں خود

ہری طرح زخمی ہو رہا ہوں۔"  
 شکاری - "پر بھو! کسی کی آگ سے گزرنے کے کیا معنی؟"  
 سنت جی - "اے نادان اتیری صحیح عقل کا چراغ گل ہو چکا ہے۔ تو میرے ہرن کے ساتھ  
 صحیح رشتہ کو محسوس نہیں کر سکتا۔ یہ تو میرا پیارا معشوق ہے۔ اس میں تو مجھے آئندہ روپ اور پریم سندر  
 بھگوان نظر آ رہے ہیں۔ مگر پریم کی آگ میں پردانے کی مانند جلے بغیر تو اس رمز کو سمجھ نہیں سکتا۔"  
 شکاری - "پر بھو! کیا ہرن میں بھگوان ہیں؟"



سنت جی :- ہاں اہاں! ہاں میں بھگوان ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہر شے میں ہیں۔ تم میں بھی ہیں۔ بھگوان تو ہر شے میں بستے ہیں۔ مگر بھگوان میں کوئی نہیں بستا۔ بخور دیکھ ہرن کی چشموں کے ذریعے بھگوان خاموش ہو گئی ہیں ہم سے ہم کلام ہو رہے ہیں۔ بارنا ہے تو مجھے مار مگر بھگوان کی مجسم تجلی کو مت تکلیف دے۔ مجھے اس قدر زندگی کی مطلق پرواہ نہیں۔ اس کو دینے سے ہی مجھ زندگی کا حصول ہوتا ہے۔ اپنے پریم کے لئے جان دینا ہی پریم کی زندگی حاصل کرنا ہے۔ مگر یاد رکھ کہ دوسروں کو تکلیف دے کر تم ہرگز خوش و خوش نہیں رہ سکتے۔ ہتھاری خوشی کے لئے سب کو آرام دینے کی ضرورت ہے۔“

سنت جی کا یہ کلام سن کر شکاری کی غفلت اور جہالت کا پردہ دُور ہو گیا۔ اور اب ہرن ایک نئی صورت میں نظر آنے لگا۔ فوراً سنت جی کے قدموں پر گرا۔ ”مہاراج! آپ کے امرت و جنوں سے بہت متاثر ہوا ہوں آپ کامل مرشد مہرشی ہیں۔ آپ نے مجھے ناچیز پر بڑا اُپکار کیا ہے۔ آپ کی ہدایت کے بموجب اپنی زندگی میں اعمال ریشے کی کوشش کروں گا۔“

سچ ہے جو طاقت باز دوسے مغلوب کیا جاتا ہے۔ وہ کبھی دل سے تسخیر نہیں ہوتا۔ اور جو پریم اور محبت سے فتح کیا جاتا ہے۔ وہ دل سے بدل جاتا ہے۔

نوٹ :- پیار سے سمجھنا اصل کائنات ایک زندہ وجود ہے۔ ذات غیر آشکارہ کا آشکارہ مظاہرہ ہے۔ بدیں و جہ پر شے آپس میں عفوئی رشتہ رکھتی ہے۔ سب سے بلا غرض اور بلا وجہ فیض پہنچانے کی عادت ہم پہنچاؤ۔ انسانی زندگی کی شان محض اسی بات میں نہیں کہ اُس نے کس قدر عالی شان مکان بنوائے ہیں۔ یا کس قدر دولت جمع کی ہے۔ یا کتنے ملکوں کو فتح کیا ہے۔ بلکہ اس بات میں ہے کہ کس قدر جملہ جانداروں میں بھگوان کو جان کر اُس کے مطابق عمل کیا ہے۔ کس قدر پریم کے پیالوں سے جملہ مخلوق کو ہم نوالہ بنایا ہے۔ کس قدر مشرک بھلائی اور خوشی کے لئے تجاویز سوچی ہیں۔ اور مار کھائے اور باعزت کئے جانے کے باوجود کس قدر مخالفوں کی بہتری اور بہبودی میں مصروف رہا ہے۔

جو شخص عادتاً بھگوان کو ہر شے میں دیکھتا ہے۔ وہی درحقیقت حقیقت میں ہے۔ وہی باہمی پریم اور یگانگت کے شیریں ترین جذبات میں ٹپکتا ہے۔ وہی بقول گورونانک دیو ”نا کوئی سیری نہ ہی لگانہ“ کے خواب سے بھرہ اندر رہتا ہے۔ وہی نثار ہونے کا موقع ملے تو مخالف کے لئے بھی قربان ہو جاتا ہے۔“

غدر کے زمانہ میں ایک باکمال ہیلتا ہو گزرے ہیں۔ آزاد پریم کرنا ان کی زندگی کے ہر لمحہ کا گہرا مطالعہ تھا۔ چند نادان مسلمان اُن کو قتل کر گئے۔ جب اس کے عقیدت مندوں کو پتہ لگا۔ وہ کشش و کشش سے ان کو پکڑ لائے۔ ہاتھ اس وقت جان دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا :-

جہاراج! قاتلوں کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اُن کو آپ کے سامنے قتل کر دیا جائے؟ ہاتھ اُن کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ ”آخر شگفتہ لبوں سے۔“ ”یہ میرے آتما ہیں۔“ ”یہ میرے آتما ہیں۔“ کہتے تھے ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔

”ہر شے کے ساتھ دائم پریم اور محبت کرنا ہی ہشتوں کا بہشت ہے۔ اپنے دل میں کوئی بھی ایسی شے نہ رہے جو تیرے اندر شگفتہ نہ ہو۔ کو بیرونی طور پر بھی کوئی ایسی شے نہ رہے گی۔ جو ہتھاری ہستی کے معجزہ سے خوبصورت

(دور جدید کی بہترین عقلیں ہمارا امیر سن)

آؤ! اس موضوع کو ختم کرنے سے پہلے تم کو ایک شاعر کے شیریں جذبات کا نغمہ سنائیں۔ شاید تم پر بہتر اثر

مصدت جس کو پیش آجائے اُس کا آشنا تو ہو  
کوئی راتم زدہ پائے تو دل سے غم رہا تو ہو  
کوئی ہو راہِ غم کردہ تو اُس کا رانہا تو ہو  
غرض ہر زخم کی مرہم ہر اک دکھ کی دوا تو ہو  
جہاں مشکل کی پڑ جگے گرہ ناخن ترا کھولے  
تو ہر اک درد میں شامی ہو۔ ہر آدائے ہر لوے

پڑے۔

مندرجہ بالا آرٹیکل کے نامہ نگار نے روحانی زندگی کے لیے نعمات کی بارش کرنے والی ایک کتاب  
تدبیر اور تقدیر کا ایکس رے“ تصنیف کی ہے۔ ابدی اور لامحدود زندگی سے ہم آغوش ہونے کے لیے اس  
روحانی شاہکار کا مطالعہ کرنا از بس لازمی ہے۔ اس کے کیف اور گیاں رس میں ڈوبے ہوئے نئے پڑھ کر ناظرین  
جھومنے لگیں گے۔ لہذا انہیں ایک لمحہ بھی اس گراں بہا تحفہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔  
ملنے کا پتہ:- رسالہ ”ادم“ اجمیری گیٹ دہلی۔

دید بھوشن پنڈت رام گوپال شاستری دیکھ سکا کہ کیا کرؤ

(کالی کھانسی کی دوائی)

کالسا

جب بچوں کو کالی کھانسی ہوتی ہے۔ تو کھانسی کھانسی  
اُٹی ہو جاتی ہے۔ مٹھنیا اور لال ہو جاتا ہے۔ سانس رکنے  
لگتا ہے۔ اگر اس کا علاج نہ کیا جاوے تو بہت تین تین دن تک  
ہے۔ اس نامزد بیماری سے پیچھے پڑے کمزور ہو جاتے ہیں اور  
نمونہ کے نشانات شروع ہو جاتے ہیں۔ ناک اور منہ سے خون  
آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور بچے سوکھنے شروع ہو جاتے ہیں۔  
اسکے علاج کی بے پردہ اپنی بچوں کو ساری عمر کیلئے دماغ اور  
پھیپھڑا اور جسم کی کمزوری پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے ماں باپ  
اس بیماری میں بڑا ہی دھیان رکھنا چاہیئے۔ کاسا ہزاروں  
بچوں پر آزمائے گئے بعد میں لائی گئی ہے۔ اور اس کے

آج کل پیٹ میں گیس پیدا ہونے کی بیماری  
عام ہے۔ گیس کے بننے سے بدبھمی ہر کا  
پھرانا اور پیٹ کا شک کی طرح پھوٹا وغیرہ اس بیماری  
کی نشانی ہے۔ کسی بار گیس جب کہ دل کی طرف چلی  
جائے تو مریض کو بہت گھبراہٹ پیدا کرتی ہے تب  
تھکڑے لپٹے آتے ہیں۔ اور دل کی دھڑکن بڑھ  
جاتی ہے۔ مریض بھی سمجھتا ہے کہ میرا دل ٹیل ہوئے  
لگا ہے۔ حالانکہ اس مرض میں دل کے گرنے کا کوئی خطر  
نہیں ایسی نامزد بیماری کے لئے توک گولیاں بہت مفید  
نما بت ہوتی ہیں۔ اس کے کھاتے ہی چند منٹوں کے بعد  
نیچے کی طرف سے ہوا خارج ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔  
اس سے ہوا بھی بڑھتی ہے اور مضمہ درست ہو جاتی ہے  
قیمت فی شیشی ۵۰ گولیاں ۵۰ روپے ڈاکٹر جے ۲۵-۱۱ انگ  
ملنے کا پتہ:- کویراج کرشن گوپال ایم اے

قیمت فی شیشی ۵۰ گولیاں ۵۰ روپے ڈاکٹر جے ۲۵-۱۱ انگ  
ملنے کا پتہ:- کویراج کرشن گوپال ایم اے



# سکام آزادی

نشری نوبت رائے شوخ

خاص "اوم" کے سالنامہ کے لئے  
 یوم آزادی آگیا پھر دھوم مچی ابوانوں میں جے ہند کے نعرے گونج اٹھے ہر سب سے ہمدانوں میں  
 پھر ہند کی عظمت کے چرچے ہیں اپنیوں میں بیگانوں میں محبوب ہے ہند کی ہستی ممتاز ترین انسانوں میں  
 یہ امن جہاں کا رہبر سب کو جان و جگر سے پیارا ہے  
 خود بھارت کی آزادی کا میدان اسی نے مارا ہے  
 یہ منوالا آزادی کا ہے روح رواں ان دیروں کی بیخوف چلے ہیں سر کے بل جو دھاروں پر شمشیر کی  
 جو کاٹ گئے ہیں زنجیریں ہندوستانی دلگیروں کی جو خاک میں مل کر بن گئے ہیں تاثیریں اسیروں کی  
 قربانی جن کی بن گئی ہے جھنڈا خود آزادی کا  
 وہ بھیج رہے ہیں دوش صبا پر تار مبارک بلادی کا  
 آزاد تنہی رہ سکتے ہیں ہم فدا کر دیں آزادی کی ہم اپنے حریک دل میں بھی بنیاد دھریں آزادی کی  
 ہر قطرہ خوں کی گرمی میں اپنا اثر پھریں آزادی کی ہم زندہ رہیں آزادی سے ہم موت مریں آزادی کی  
 ہم پیار کر دیں آزادی سے آزادی پر تہ بان رہیں  
 ہم پریم بڑھاپیں آپس میں اس دھبہ کی پر بلوان رہیں  
 لے لے کے سلامی جھنڈا جو آزادی کا لہراٹا ہے خود اپنی حفاظت کا ضامن ہر ہندی کو ٹھہراتا ہے  
 جاننا ہر شہیدوں کی ہم کو رہ کر یاد دلانا ہے بھارت کے رہنے والے ہیں ہم پر یہ لازم آتا ہے  
 ہم بچ کر فرقت داری سے آزاد رہیں آزادوں میں  
 جنبش نہ کبھی ہم آنے دیں آزادی کی بنیادوں میں  
 سب بھارتی ہو کر ایک رہیں ہمدردی سے بیگانی سے بے سود یہ نفساً نفسی ہے کیا حاصل اینجا تانی سے  
 لاکھی سے جدا کر سکتے ہیں کب پانی کو ہم پانی سے بے کڑنے اور جھکٹنے کی سب باتیں ہیں نادانی سے  
 ہم درد الفت سے نرہ ہیں اس لذت سے مرشار ہیں  
 پروانے بن کر شمع وطن پر مٹنے کو تیار ہیں

# دھالی انگریز پریم دے گڑھے سوویت طاقت ہوئے

از ہمارا دولت رام جی پیلو

”پریم“ کہا! کیا پیارا نام ہے۔ اس شبد کا بچے ہر دے سے اُچار کر تے ہی جسم کے اندر ایک بجلی سی گوند جاتی ہے۔ ہر ایک آدم اس کی مستی میں جھوٹے لگتا ہے۔ پانی گدگد ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں سے امرت کی دھارا بہنے لگتی ہے۔ دنیا و مافیہا کی سُدھ بڑھ بھول جاتی ہے۔ مانو خود پریم پریم مورت دہا کر پریمی کے دیہ مندر کے اندر سے اپنا ظہور کرتا اور جلوہ دکھانے لگتا ہے۔

مگر پریم کرنا ہر فرد و بشر کا کام نہیں۔ یہ کسی بھی خاندان سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کسی کو بھی وراثت میں نہیں مل سکتا۔

پریم کہنے کو سب کرتے ہیں۔ اپنے شری سے ہر ایک کو پیار ہے۔ انگری بھی اس پیار یا پریم کے اندر کا کی نگاہ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ پتر سے پیار۔ جانوروں اور پتھیوں تک سب کرتے ہیں۔ دھن میں پریم بڑھی

بھی ایک نرالی ہی چیز ہے۔ حق کہ گھر، مکان، عزت، عہدہ وغیرہ سب چیزیں پریم کا پاتر دکھائی دیتی ہیں۔

مگر کیا یہی پریم ہے جو غرض کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ جسم سے الگ رہا ہی سب چیزیں ہی غرض کے ہونے سے ہی

پاری ہیں۔ جب ان سے غرض پوری نہیں ہوتی۔ تو یہ مثل تیکے کے تیاگ دی جاتی ہیں۔ صحت اور عزت کے لئے

دھن، جائیداد اور گھربار وغیرہ کو بیچ دیا جاتا ہے۔ رشتہ داروں اور شری کی عزت اور ثروت کی بھی پرواہ

نہیں کی جاتی۔ اور جب کسی خاص بیماری وغیرہ کے سبب شری کے ہونے میں بھی شک نہ نہیں ملتا۔ تو اس سے

اُس کی بھی آہوتی دے دی جاتی ہے۔ ان پدارتھوں کے ساتھ پریم یا پیار داستوں میں پریم کے نام سے نہیں

لپکا جاسکتا۔ یہ تو دُشٹ موہ ہے۔ کیونکہ یہی بندھن کا جیتو ہے۔ اسی سے داستانِ درُھم ہوتی ہے۔

اور داستانِ بندھن ہے۔ پریم تو آلی انت پوتر اور سکھ کاری دستو ہے۔ جس کو داستو پریم کی

پراپتی ہوگئی اُس کو پریم کی پراپتی میں دیری کیسی؟

جب شری اور سمندھیوں تمنا باقی سرب جگت کو اپنا پریم پاتر بنا کر ان کی کشش کو مٹانے کے لئے

تربط پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی لگن میں دن اور رات ایک کر کے جب یہ پُرش ہاتھوں اور دودھانوں کی

صحبت میں بیٹھا اور ان سے اپنے مرض یعنی جسم اور پدارتھوں کے بندھن سے چھوٹنے کا راستہ شردھا اور

شوق سے دریافت کرتا ہے۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کے اندر سچا پریم موجود ہے۔

یہ تو ابھی ابھی پریم کی ابتدا ہے۔ اس کے آگے یہ آدھی بڑھ چکا ہے۔ ہاتھوں پر شردھا پڑھتے



بڑھتے اُن کی کلام کو ہی ایک ماتر اپنی زندگی کا سہارا جان کر اسکو پڑے دھیان سے سُنا۔ غور کرتا اور اُس کے مطابق اپنی برتی کو سائے میں ڈھالتا ہے۔ تو اُسکو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔

### ब्रह्म सत्यं जगन्मिथ्या जीवो ब्रह्मैवनापरः॥

پس یہی ہیں۔ ڈھائی اکثر پریم کے۔ پہلے اکثر میں تو اُسکو ست چت آئند سرُپ (ہستی مطلق۔ علم مطلق اور سرُور مطلق) کے بغیر کوئی بھی دستو سنتیہ نہیں دکھائی دیتی۔ سب پدارتھوں ذی رُوح اور غیر ذی رُوح کے اندر وہ ست سرُپ آتما کا درشن کرتا ہے۔ سبھی سچوں سوکشم کارن جگت کے اندر پہلے وہ جگت بھادنا کرتا تھا۔ اب اُن کی ہستی میں سوائے وجود ذات کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ جس طرح آب سرُاب میں دانا اور بینا لگا یوں کے لئے سوائے کلر کے کچھ ہے نہیں محض بھرائتی سے وہ کلر ہی پانی کی طرح نظر آ رہا ہے۔ یاسو پن جگت اپنے دستو سرُپ سوپنا دی میں ایک عجیب سرُپ کے رُپ میں نظر آتا ہے۔ یعنی خود ہی سوپنا دی جگت کے پدارتھ پہاڑ۔ ندی۔ نالے۔ شہر۔ بُش۔ لپشو پکشی ہو کر نظر آ رہا ہے۔ اور خود ہی وہاں سوپنے میں۔ (خواب میں) ایک دیکھ بھی رُوح لیتا ہے۔ حالانکہ وہ خود ہی اپنی ہستی میں واحد لاشریک ایک اُدیتیم ہو کر قائم ہے۔ اور جب جاگتا ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ سوائے میرے اپنا آپ کے نہ کچھ تھا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا۔ لگ رہا ہے پر تو پریمی دستو سرُپ میں جاگرتا ہوتا ہے۔ اُس کے لئے تو کوئی دستو بھی اپنے سے جدا نہیں بلکہ اپنا آپ ہی ہے۔ پھر وہ کیسے بھرائتی میں رہ سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ پر عاشق ہوتا ہے۔ اپنا پریم آپ ہوتا ہے۔ اُس کے لئے پریم پریمی اور پریم کوئی جدا جدا ہستی نہیں رکھتے۔ بلکہ واحد ذات کا ہی ظہور ہونے سے ذات کے ماسوا کچھ اور دیکھنا اُس کے لئے حرام بلکہ کفر ہوتا ہے۔ کہا بھی ہے

ہم خود اور محشوق و عاشق ہم خود ادھن است و عشق

ہم خود اور محبوب و عابد در نگاہ پوشش مند

اب اس ادسٹھا میں جبکہ وہ خود محشوق اور خود ہی عاشق اور خود ہی حُسن اور عشق ہوتا ہے۔ بھلا ایسی ادسٹھا میں کون عابد اور کون محبوب ہو سکتا ہے۔ اور اس درجہ کے پریمی کو کیا کرنا دھرنہ باقی رہ جاتا ہے بقول سوامی رام تیرتھ جی۔

پالپ جو پانا بھت اب کام کیا باقی رہا ۛ جانا تھا سوئی جانا کام کیا باقی رہا

اب بیان سوال ہوتا ہے۔ کہ جب اُس نے اپنے پریم کو ہی سب حالتوں میں انو بھو کیا۔ تو اُس کی نظر میں جگت جو کہ گونا گوں بوجھوں نظر آ رہا ہے۔ کیا ٹھہرا؟ وہ اس میں واحد ذات یعنی برہم کو کیسے انو بھو کرتا ہے؟ یہاں تو کوئی اپنا اور بیگانہ کوئی سکھ کا ذریعہ ہے۔ تو کوئی دکھ کا کارن۔ کوئی اچھا ہے تو کوئی دکھ رُپ۔ آگ۔ پانی۔ روشنی اندھیرا۔ سچ۔ جھوٹ۔ کردھ اور شانتی ایسے متضاد پدارتھوں کو وہ کس طرح واحد ذات کے انو بھو کرتا ہے۔ اگرچہ اُدپر اس کا جواب اشارتاً اچکا ہے۔ تاہم پھر واضح شکل میں لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ اس بھید رُپ سنار کو وہ پریمی ست نہیں دیکھتا۔ بلکہ محقق دیکھتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ محقق دستو محض دکھائی دینے ماتر کو ہی ہوتی ہے۔ اصل میں یا ادسٹھا میں اُس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ جیسے کھانڈ کے کھلونے۔ سونے کے زیور۔ سوپن جگت یا مٹی کے برتن۔ اصل میں کھانڈ

سوتے۔ سو نپادی اور مٹی کے بغیر کوئی زائد امر نہ ہونے سے اپنے ادھشان کے اندر خود محض اپنی مہیقا پر بتی مائے پر کوئی نام ہوتے ہیں۔ جب ادھشان کا گیان ہوا پھر ان کی سوتنتر شا کا دہم رنج ہوا۔ اور ایک ہستی مطلق ہی اس کے اندر باہر رولی ہوئی انوسیلوت نکلی۔ اسی طرح سچے پر کی کی نگاہ میں سولے سپہ اند سروپ برہم کے سمجھی جگت کلبت اور مہیقا محض پر بتی مائے ادیا کر کے قائم ہے۔ ادیا بھی جسے دوسرے ناموں میں پر کرتی یا مایا ایمان یا خیال کہا جاتا ہے۔ اپنی حقیقت برہم سے بھی کچھ وجود نہیں رکھتی۔ اور اس کا کار یہ اپنا دیکھ اور تمام جگت بھی اپنے ادھشان کے سولے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ عین حقیقت محض ہے۔ جگت نام رُپ تو محض کھن مائے ہے۔ شرعی بھگتی فرماتا ہے۔

वाचारं मनं विकारो नामधेयो मृतिकत्यवसत्यम् ॥

یعنی یہ جگت بالی کا دلاس مائے ہے۔ جیسے گھڑا آدک۔ اصل میں مٹی کی طرح ادھشان ہی ست ہے۔ اور بھی کہا ہے۔

हरिरेव जगज्जगदेव हरि  
हरितो जगती नहि भिन्न तनु  
इति यस्य मति परमार्थ गति  
स नरो भवसागर मुत्तरति ॥

ارکھ :- پرارکھ ہی جگت رُپ ہے۔ اور ادھشان رُپ ہے (جگت نام رُپ بادھ کر دینے پر ہی برہم رُپ ہے۔ ان میں ذرا بھی فرق نہیں۔ جب ایسا نشہ ہوا کہ سرب نام رُپ جگت برہم رُپ ادھشان کے اندر دلاس مائے ادھشیت ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بے شک یہ جگت تو بھگت گیان سروپ برہم سے بھی نہیں۔ مگر ہم جتنے مرنے والے سکھی دکھی اور محمد والپ شکیمان جیو تو برہم نہیں ہو سکتے۔ تو یہاں پر پھر یہ سوچنا چاہیے کہ جس پر کار سے ہم جگت کے اس سرب پدارتھ سموہ کو اسگ ہو کر انو بھو کرتے اور دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے دیہ اندریوں پر اوں اور من بدھی آدک سے ہی اسگ رُپ سے تراکار و رشتا ہیں۔ یہ سب مقول کرنا اور بھوگ کے وقت یعنی جاگرت میں سمھول دیہہ کے آدھار پر کام کرتے ہیں۔ مگر سوچ میں یہ دیہہ بیکار پڑا ہوا چاہا اور بھوگ کے وقت یعنی جاگرت میں سمھول دیہہ کے آدک اور پدارتھ سموہ سے نت نئی سنگاپ رُپ سے رچی جاتی ہے پر پڑا رہتا ہے۔ اور سوچ سرشی نے ہی دیہہ آدک اور پدارتھ سموہ سے نت نئی سنگاپ رُپ سے رچی جاتی ہے اور پھر سوشیت میں تو یہ سوکشم جگت بھی کم ہو جاتا ہے۔ صرف ان کی بے خبری یعنی ایمان ہی ایک گھنی بھوت ادھشا میں موجود رہتا ہے۔ اور یہ تینوں تماشے علیحدہ علیحدہ وقت میں ہمارے سامنے آتے ہوئے ہماری ستاکوئی پاکر ست کی طرح ہو کر بھاتے ہیں۔ مگر ہم اپنی سو بھادک ست رُپ سے ہمیشہ ہی سب کے پر کا شک نیتہ رُپ سے موجود ہیں۔ جیسے کہ سورن میں سمٹل۔ مالا اور انگوٹھی تینوں ہی انگ انگ کال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر سورن ہر حالت میں یکساں ان کی ہستی کا غیر محتاج ہو کر قائم رہتا ہے۔ بلکہ جب وہ تینوں ہی موجود نہیں ہوتے تو ان کے نہ ہونے کا ادبھاؤ کا کمپر کا شک اپنی ذات میں آپ قائم ہوتا ہے۔ اور درحقیقت ان تینوں کے ہوتے ہوئے سورن کے کچھ بھی زاید شے وارد نہیں ہوتی۔ بلکہ مہیقا نام رُپ کی پر بتی بھی دراصل ادھشان سروپ برہم



کا جلوہ ہی بصورت دیگر ہو رہا ہے۔ یعنی خود آتما ہی ان سمجھی جلوں میں عریاں اور نت اپر دکش روپ سے  
براجمان ہے۔ پردہ بوجہ جمالت نادانوں کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے شری سوامی رام تیرتھ جی نے فرمایا ہے:-

یہ عریانی رُخ ورشید کی خود پردہ حائل تھی  
ہوا اب فاش پردہ ستر اڑ جانا مبارک ہو

اس مندرجہ بالا لکھی سے جب اپنا سپر اندر روپ ہی جاگرت سوپن سوپنتی تینوں ادستھاؤں کا اور ستمول  
سوکشم کارن تینوں دیہوں کا ساکشی ادھشتان سرُپ ثابت ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ادھشتیت و ستوادھشتان  
میں کلیت ہی ہوتی ہے۔ تو اس صورت اس کا دیشکھی بھادیا جز دیت یعنی جو پنا مہتیا ہی نکلا۔ ادھشتان سپر اندر  
سرُپ آتما خود اپنے آپ میں آپ جلوہ گر ہے۔ اور یہی سب پرائیوں اور پدارتھوں کے اندر ست پت (ہے اور  
پر تبت ہوتا ہے) روپ سے موجود ہونے سے آپ واحد لاشریک یعنی ایک ادویتہ روپ سے ہی قائم ہے۔ کیونکہ  
بھید کا کارن تو انشکرین کی اپاد ہی ہی تھی۔ جو پر مار تھک درشتی سے مہتیا نکل جیسے کہ گھٹ کی اپادھی سے ہوا  
کاش ہی گھٹا کاش ہو کر الگ اور چھوٹا اور آنے جانے والا پر تبت ہو رہا تھا۔ داستوں گھڑے کے اندر ہا ہر ایک  
ہا کا ش ہی اکھڑا اور اڈول روپ سے موجود اور براجمان ہے۔ ایسے ہی ایک آتما ہی جز و کل کے بھید سے رہت  
سرب شریوں اور ان کے دھروں کے بھید سے رہت اپنی ہما میں آپ اس مہکت ہے۔ جیسے کہ سپنادی سرب  
سوپن پر پتج کے اندر آپ موجود ہوتا ہے۔ ..... نگر نہ جاننے کے سبب سے ہی جب اپنے آپ کو دیکھ روپ  
جان کر سوپن پرش کی حالت میں مقید سا ہوتا ہو اُدھی سکھی ہوتا ہے۔ تو سرب پر پتج کو اپنے سے بھن جان کر اپنے  
کو محدود اور مجبور خیال کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ ذات مطلق ہی ہے۔ اور وہ کھ شکھ فرضی سے کبھی بھی ڈکھی سکھی  
نہیں ہو سکتا۔ اور نہ سوپن کی جنم مرتی سے وہ جہتا مرنایا ہے۔ ایسے ہی یہاں جاگرت میں بھی ہے جس ایک آد  
خیال سے اس جگت کو راج رکھا ہے۔ اسی خیال سے اپنے دیہ کو بھی رچکر پھر اُس میں آہنگ بھاؤ کر کے اُس  
کے دکھوں سکھوں سے ڈکھی سکھی ہو رہا ہے۔ خود ہی پر تبت سرُپ ہو کر بھی آپ ہی تلاش مجوب میں سرگرداں  
سے نکل آہو کے ہوا سرگرداں پھر اعلیٰ + نات میں نا نہ چھٹا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جب اُس کو اس پریم کے زور سے پر تبت کے یاپ کے لئے ایک زبردست جلیسا آہن ہوتی ہے۔ تو اُس کی نظر میں  
دنیا کے مصائب کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ بالآخر اُس کی نظر میں شیر اور سانپ اور نہر بھی پیالے کی ایک جھانگی لئے  
سوائے کچھ نہیں ہوتے۔ جیسے کہ سوامی رام اور میراں رانی کی حالت تھی۔ کہ سمجھی میں اپنے پیارے کے درشن کرتے  
تھے۔ اور ان کو زہر است اور سانپ سا لکرام اور شیر میں اپنا ہی جلال نظر آتا تھا۔ وہ متانہ وارگوں فرماتے۔ کہ  
سے سمجھی خلق کے پران میں ہی تو ہوں + کہ شیروں کی بھی جان میں ہی تو ہوں

مگر نقلی مجنوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اُن کی ادستھا اس راہ کی دشوار منزلوں میں نہایت دگرگوں ہوتی ہے۔  
سے راہ پریم دچہ مار دبدل تے ظالم بجلی کر کے + اونہاں منزل طے کر گئی جہنا نادل دھڑکے  
ج۔ چیتا تے جڑھن سکھا لڑا ہے گھٹ ساہ اکو چھال مار دینی

نرد پریم دی کھیلنی بڑی ادکھی ترس ترس بازی جان ہار دینی  
 سدا چاہیڑ پیا لڑے مست رہنا دین دینا دی مرض و سار دینی  
 چھری عشق دالی ہتھ آپ لے کے کھل اپنی آپ اتار دینی  
 ایسے سچے پریمی کی انتہائی حالت اسقدر نظام قدرت کو ہلا دیتی ہے کہ قدرت پریرنا سے پریرت ہو  
 کر ست گورو خود ہی اس کے پاس کھجے چلے آتے ہیں۔

عشق رہبر ہو جائے گا جبر کا - بھردہ محتاج ہوئیگا کس کا  
 گر ضرورت کسی کی پھر بھی پڑے - پلہ کھچکر وہ لاینگا اُس کا

ایسی صورت میں اس کے اندر کے تمام پردہ ہائے جہل گورو اُپدیش یعنی "تت توم اسی" ہمارا کیر کے شرور  
 من نہ بھیاسن سے اُس کی بدھی سننے دیر جے سے ریت ہو کر ایک شدھ برتی یا برہما کار برتی جاگرت ہوتی ہے۔  
 جو باتوں کی انہی کی طرح سرب اناتم پرینچ کو دگدھ کر کے آپ بھی پریم سرپ میں لین ہو جاتی ہے۔ جو کر دیش  
 پدے۔ یہاں پر پریمی پریم اد پریم اصل منوں میں ایک ہو جاتے ہیں۔ اد پریمی ہے پریم پدہ جبین تابجون  
 اسحق رہ کر جیون نکلتی کا آند لیتا ہے۔ اور شرور کے چھوٹے ہی ددبھ بھاؤ میں سخت ہو کر دیشٹھی شمشٹ بھاؤ  
 سے پرے ہو کر یا یاتیت پدہ میں سخت ہو جاتا ہے جس کو پریم شبد سے اُپشددوں دھارا گائے کیا گیا ہے۔ سوائے اس  
 پریم بینی برہما کار برتی کے کسی اور نشے یا سادھن سے کبھی بھی دکھوں سے چھوٹ کر پرانند میں قائم نہیں  
 ہو سکتا۔ - ادم شانتی شانتی شانتی ادم -

# نغمہ لامرکاں یا پریم روپی نغمہ

ہما تا موہن مورتی جی

سُنائی دیتا ہے باطن میں جو حسیں نغمہ  
 سرور و نور کی دُنیا ہے یہ حسیں نغمہ  
 اسی سے کھلتی ہے انسان کی نیش ثانی  
 جہاں پوش پہ چھائی ہے بخود کی کیر  
 وہ لامرکاں کا حقیقت میں ہے کیوں نغمہ  
 سُنا نہیں تھا کبھی الیا دلش نغمہ  
 جو نغمہ گرنے سُنا یا ہے۔ در جبین نغمہ  
 سُنا رہا ہے کوئی وجد آفریں نغمہ  
 جہاں بھی جاتا ہوں موہن یہ ساتھ رہتا ہے  
 بنا ہے خوب ہی میرا یہ ہمکشیں نغمہ



# نثری گوہر سندیش

(نثری سنت ہری سنگھ جی نئی دہلی)

برہم لین نثری ۱۰۸ سواری گوہر سندیش جی ہمارا حہم مقام چوہر کا نہ ضلع شیخوپورہ والے ابھی ہی حال میں ایک ادیب ہارپیش ہو گزرے ہیں۔ وہ پورن برہم شروتری اور برہم نشیٹ تھے۔ اُن کی تصنیف "گوہر کا ش" (اردو) اور "گوہر کا ش" (ہندی)، اب بھی اُن کے پریمیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ جن کا وہ بڑے پریم اور آدر سے مطالعہ کرتے ہیں۔ مگر اُن کے دیگر اُپدیشوں کے علاوہ راقم کے چت پر جس ایک خاص اُپدیش کا کافی اثر ہوا ہے۔ وہ ہے اُن کا اُپدیش بعنوان "پریشور کے لینے کی یکتی" چنانچہ اُسے ہی تشریح کے ساتھ بیان کرنے کا افساد پیدا ہونے سے ہم اُسے ادم پیاروں کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ باقی چونکہ آپ کا وہ اُپدیش انگ انگ سات پیرا گراف میں منقسم ہوا ہے۔ اس لئے ہم بھی عین اُس کے مطابق اُسے ایک سلسلے کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ پانچک غور فرمادیں۔

(۱) پوتر ہو کر الیکانت میں بیٹھے۔ پانچ منٹ "اوم" آدی منتر کا چاب کر کے چت کو انتر لکھ کر لیوے۔ تشریح :- اس پر ہم اُپدیش میں آپ نے سب سے پہلے "آسن اور چپ" کا سنکیت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کا چت چونکہ پورب سنکاروں کی وجہ سے پچھل اور دکھشت رہتا ہے۔ اس لئے پہلے اُس کی الیکارٹا کو فردر کر لیا جادے۔ چنانچہ اُس کے پردھان سادھن ہیں۔ "آسن اور چپ" کو اُس کی طرح کا یوگ شاستر میں بیان ہوا ہے تو بھی سیدھا "آسن" اُن سب سے اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ اس آسن پر بیٹھے ہوئے سادھک کے آسن اور اندر آدک تمام متوگنی بریتیاں خود بخود درج ہو جاتی ہیں۔ اور ابھی اسی کا شریر سادھارن بیٹھک سے کئی ایچ اُدچا سیدھا اور اڈول ہو کر ستوگنی ہو جاتا ہے۔ جس سے آگے بتلائی جانے والی دچار کے کرنے کے بھی یوگ ہو جاتا ہے۔ باقی آسن کے ساتھ ساتھ آپ نے منتر چپ کا بھی اشارہ دیا ہے۔ منتروں کے اندر چونکہ پر نو یعنی اڈنکار منتر ہی سب سے اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ اس لئے اُس کا چپ ہی دوسرے منتروں کی نسبت موزوں ہے۔ اور دچار بھی چونکہ نہایت اعلیٰ درجہ کی اور اُدچی اس کے اندر بتلائی جاتی ہے۔ اس لئے بھی سادھک کے پر نو کا چپ ہی بیٹھک بیٹھا ہے۔

तस्य वाचकः प्रणवः । तज्जपस्तदर्थभावने

ارتقاات اُس پر ناما کا د اچک یعنی نام پر نو (اڈنکار) ہے۔ اُس کا بانی سے چپ اور اُس کے ارتقا سرور الہیور کی بھادنا کی چاہیے۔ اس پر کارہما مئی پتجلی جی نے چت الیکارٹا کے لئے پر نو کے چپ کا دھماں کیا ہے۔ چنانچہ اُسی بات کو آپ نے بھی اشارہ بتلایا ہے کہ "اوم" آدی منتر کا چپ کر کے چت کو انتر لکھ کر لیوے۔ اس کے بعد دوسرے اُپدیش میں آپ فرماتے ہیں۔





“दृग्दृश्यौ द्वौ पदार्थौ स्तः परस्पर विलक्षणौ ।

दृग्ग्राह्यं दृश्यं मायेति सर्व वेदान्त डिमिसः ॥”

ترجمہ: دِردرِ شیبہ دوپدارتھ ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل ویکھتے ہیں۔ ان کے اندر درگ تو

برہم ہے اور درِ شیبہ یا ایل آٹا ہی تمام دیداتوں کا ڈم ڈم (دھندلورا) ہے۔

اب چوتھے اپدیش میں آپ کا فرمان ہے۔

(4) سنکلیوں کو مہیچھا سمجھا اور اُس کے دیکھنا ساکھی کو آتما نشیے کرنا یہ بھی ایک برتی شدہ ساتو کی کا ہی کام ہے۔ اُس شدہ برتی کو بھی ویسے ہی مہیچھا سمجھے جیسے کہ دوسری برتیوں کو مہیچھا سمجھائے۔ دوسری برتیوں کو مہیچھا سمجھ کر اُن کو بادھ یعنی دُور کر دیوے۔ پرنو اُس ساتو کی برتی کو جس سے جگت کو مہیچھا اور آپ کو آتما نشیے کیا ہے۔ ابھی بنا رہے دیوے مگر اُس کے اندر کوئی نام رُوپ یا اُن کا اثر نہ رہ جاوے۔ کیوں برتی مانت رہی رہے۔

تشریح:- اس اپدیش میں آپ نے پورب اڈکت درگ اور درِ شیبہ کے دُچار ابھاس سے پراپت ہوئی ہوئی ایک گرتا کھل رُوپ سوکلیپ سمدھی کا اشارہ دیا ہے۔ اس لیے آپ کا آدیش ہے کہ جس ساتو کی انتہ کرن کی برتی سے جگت کو سنکلیپ مانتا اور مہیچھا نیز آتما کو ست اور ابادھت نشیے کیا ہے۔ اُس برتی کو بنا رہے دیوے چنانچہ یہ ہی سوکلیپ دھیان کہلاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کھلے ہی وہ ساتو کی برتی بھی دوسری را جسی ادرتا مہی برتیوں کی طرح مائیک انتہ کرن کا پر نیام ہونے سے مہیچھا اور یا مانت رہی ہے۔ تو بھی اُسے نے الفور ختم کرنے کی کوشش نہ کرے ورنہ اُس کے بھی لین ہو جائے پرن من یکدم نہ روتھے ہو کر اپنے کارن اکیان میں نے ہو جا دیگا اور یہ سرگزشت مطلوب نہیں کیونکہ یہ تو کئی ادستھا جت کی ہے جو نہر وکلیپ سمدھی میں سدا رہا ہے۔ سادھک صوب ساو دھا رہے۔ ادر بھول کر بھی اس کے اندر پردیش نہ کرے۔ بہتوں کو ایسی جڑ اوستھا میں بھی سمدھی کا وہم ہو چکا یا کرتا ہے۔ اس لیے ہم نے اشارتاً اس بات پر سنیکت کیا ہے۔ اس سوکلیپ سمدھی کا بھی شاستر میں یوں پرپی پادن ہوا ہے۔

“ब्रह्माकार मनोवृत्तिः प्रवाहो ऽहं कृतिं विना ।

सविकल्प समाधी स्यात् साधनाभ्यास पाकता ॥”

ترجمہ:- دیہ آدی میں ابتکار کے بنا جو بہرہا کار برتی کا پرداہ ہے۔ وہ سادھن اور ابھاس کی پرپیکتا سے سوکلیپ سمدھی ہی جاتی ہے۔

اب اگلے پانچویں اپدیش میں بتلایا جاتا ہے کہ:-

(5) اُس شدہ برتی کا دیکھنا ساکھی رُوپ سے آتما ہی ہوگا۔ پرنو جب وہ برتی نیچے ادر داییں بائیں نزدیک یا دُور جاوے گی تو اُس کے اوجھو اور پرکاشک ہونے سے برہم ساکھی بنتا جا دیگا۔ تب اُس کا اپروککش ساکھیات آتم رُوپ سے ہو جا دیگا۔ اور یہ ہی برہم ساکھی کا کہلاتا ہے۔

تشریح:- اس اپدیش میں آپ نے برہم کا آتم رُوپ سے بودھ یعنی ساکھیات کا بتلایا ہے۔ اس میں





کوہروں کی انیکتا کا بھرم جل میں نہیں ہوتا۔ اسی طرح گیانی کو برتنوں کے اٹھنے یا نہ اٹھنے میں دویت بھرم نہیں ہوگا۔ سدا ایک ادویت آتما ہی سنشے و پریتے سے رہت نشیت اور انو بھو ہوگا۔ یہ ہی پریم سہما دھھی ہے۔

تشریح: اس آخری اپدیش میں گیان دان کی نشیٹا اور سُروپ استھھی کا پرتکے آپ نے دیا ہے۔ اور یہ ہی ہے سچ سہما دھھی یا سچ یوگ۔ اس سے اوپر اور مقام نہیں۔ یہ ہی گیان کی درڑھ بھومکا ہے۔ جس میں داخل ہونے پر عارف کی برہماکار برتی سدو بنی رہتی ہے۔ اور اُسے دوہار اور پرامتھہ شانتی اور دکھیشپ سکھہ دکھ تمام دُند ایک ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے بخاند میں گھورم اور مست رہتا ہے۔ اگرچہ پراربدھ آدھین اُس کی چیشٹھا بھی شریر کرنے تک چلتی رہتی ہے۔ مگر اُسے کسی کرم ہم ابھیمان یا لگاؤ نہ ہونے سے وہ جل میں ٹھہرے ہوئے کمل کی طرح اسنگ اور ادا سین رہتا ہے۔ چنانچہ یہی بات پوجیہ پادشری ہمارا راج جی نے اپنے آخری اپدیش میں بتلائی کہ جیسے ہروں کی انیکتا سے دچار دان کو جل میں انیکتا کا بھرم نہیں ہوتا۔ اسی طرح گیانی ہمارا پریش کہ بھی برتنوں کے اٹھنے اور نہ اٹھنے میں ددیت کا بھرم نہیں ہوتا۔ ہمیشہ ایک ہی ادویت آتما سنشے اور وپریتے سے رہت نشیت اور انو بھو ہوتا رہتا ہے اور یہ ہی ہے پریم سہما دھھی۔ پہلے کی طرح اس استھھی میں بھی یہ شاستر کا دھن پران ہے۔

“विवेकी सर्वदा मुक्तो कुर्वन्नपि न कर्तृता ।

अलेप पदमाश्रित्य श्री कृष्णजनको यथा ॥”

ترجمہ ۱۔ دیکھ دیکھ (دان) ہمیشہ مُکت سُروپ ہے۔ وہ کرتا ہوا بھی کچھ نہیں کرتا کیونکہ اُس نے نرلیپ پدکا آشرے کیا ہوتا ہے۔ جس طرح کہ شری کرشن اور ودیہہ راجہ جنگ۔  
 ناظرین۔ یہ ہے اتیت سنکھشپ رُپ سے ”شری گوند سندیش“ کالب دلباب۔ چونکہ آج سے کئی سال پہلے شری سوامی جی ہمارا راج نے پرسن ہو کر راتم کو ایک تحفہ کی شکل میں یہ طریقہ برہم ابھاس بخشا تھا اور جس کا شکل بھی برسوں سے چلتا رہا۔ آج یہ سمجھ کر ہمارے ادم پیارے بھی اس امر کو ہر ساد سے دپخت نہ رہ جائیں۔ ہم نے اسے مختصر دیا کھیا کے ساتھ پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے ہمارے پاتھکوں کو دھیان بھجن میں کافی سہانیا ملے گی اور ہمارا پریشم بھی سچھل ہوگا۔ ادم شلم۔  
 شری گوند آند آٹھنے نہ

57/81-

ہندی کتب :- پاتنجل یوگ :- 57/81 - ستیا رتھ پرکاش ہندی مجلہ

ہترا کا برت کھقا :- دس آنے پنچمی برت کھقا :- دس آنے

ہترا رک ٹیک :- 57/81 - ہما بھارت انپرو نیر کوئل - 1-10

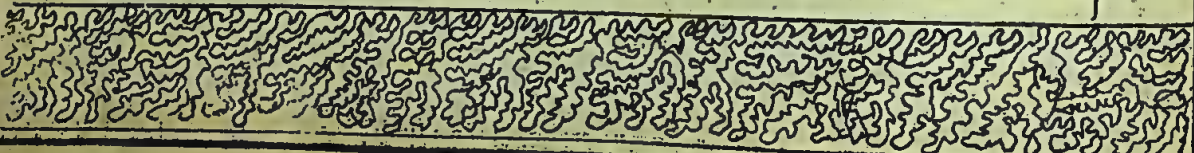
ملنے کا پتہ :- پنجر رسالہ ”ادم“ اجمیری گیٹ دھلی - ۶

# ہری ادم تت ست چپا کر رٹا کر

شری سوامی پری پورنا نند جی ہمارا ج منگل اشرم شری کیش

ہری ادم تت ست چپا کر رٹا کر  
یہ ہے سار دیدوں کا اس کو چپا کر  
اگر ہے عزیزم تجھے طلبِ راحت  
گورو دیو کامل کی خدمت میں جا کر  
جہاں میں تجھے آن مشکل بنے جب  
اکیلے محبت میں آنسو بہا کر  
مٹانے کو رنج و الم ہے یہ نسخہ  
مر لقیانِ مدت ہیں ہوتے شفا تر  
مخالفت ہے دینا اگر تیرے ساری  
صدقِ دل سے شیریں نباں سے یہ گاکر  
جہاں میں ہیں کہتے تجھے گر تو نگر  
تجھے تخت طاؤس گریے میسر  
عزیز و اقارب تیرے ہیں مودب  
یہ ہے جالِ بایا کا خود کو بچا کر  
تیرا ایک ساتھی جو ہر جا ہے واحد  
وہ رہتا ہے پورن تیرے دلمیں حاضر  
ہری ادم تت ست چپا کر رٹا کر

پولن





॥ मंत्रिगण भूमादि ॥

# شری گورو نانک دیو!

از قلم سنت نرائن سنگھ جی

پیارے گورو کے پیارے بچن اور پیاری لیلیا

ناظرین! چالیس برس کی متواتر جستجو کرنے کے بعد کیا کچھ نظر آیا۔ آپ کو سناتا ہوں۔ زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے راز دانوں کے قدموں میں بیٹھ کر جو کچھ میں نے سیکھا ہے۔ اس کا سارا یہ ہے کہ یہ جگت ذات پاک کا جسم ہے۔ ایک ہی بے رنگ و درشنی مختلف رنگوں میں دکھائی دی رہی ہے۔ تمام مخلوقات کا سارہ در انسانی ہے۔ اور انسانی وجود کا سارا اتنا ہی ہے۔ کہ انسان کو اپنے اصل کا مکمل یگانہ ہوا اور گیان کا سارا اتنا ہی ہے کہ ہم علی زندگی میں سمٹا کے اصول پر کار بند رہیں۔ پریم کا سب سے اُدنی معراج سمٹا ہے۔ چنانچہ بھگوان نے گیتا میں فیصلہ کن شلوک کہہ دیا ہے کہ جو انسان پر کے دکھ کو اپنا دکھ اور پر کے سکھ کو اپنا سکھ جانتا ہے۔ وہی دیوتا ہے۔ اور وہی گیتا جانتا ہے۔ وہی بھگت ہے وہی پریمی ہے۔ اس اصول کی توضیح کے لئے ہم استعارہ کا استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ ہمیں پتہ لگ جائے کہ انسانی زندگی مقصود کیا ہے۔ اُس سریم جیوتی۔ سچا اندر سُرُپ خالق کل نے کیوں انسان کو پیدا کیا۔

سہ در در دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

اپنی لائقہ صفات کو ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی پُر جمال صورت اور حُسن کو دیکھنے کی خاطر انی جسم کی چوکھٹ میں اُس کے دل کو بطور شیشہ کے لگا کر آپ ہی عابد اور آپ ہی مبود بن بیٹھا۔ آپ ہی عاشق اور آپ ہی معشوق بن بیٹھا۔ آپ ہی مندر آپ ہی پوجاری آپ ہی دیوتا کی پرستار بنا۔ چنانچہ گورو فرماتے ہیں۔

آپ ہی مندر۔ آپ ہی سیلوا۔ آپ پوجاری۔ آپ ہی دیوتا

اُس پر ماتا کے بے شمار نام ہیں۔ لیکن تمام صفاتی ہیں۔ ذاتی نہیں۔ ذاتی نام اُس کا "ست" ہے۔ گورو فرماتے ہیں:-

کرتم نام کھتے تیرے جیسا + "ست" نام تیرا پر پور بڑا

باقی تمام نام کلپنا سے زبان انسانی کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ تقدتی۔ قدیمی۔ اصلی۔ ذاتی۔ مکمل نام اُس کا "ست" ہی ہے۔ "ست" کو عربی میں حق کہتے ہیں۔ تو گویا حق پرستی ہی خدا پرستی ہے۔ جو انسان حق کو نہیں پہچان سکتا۔ وہ حق کی معرفت سے دور ہے۔ جہاں حق تلفی ہے۔ وہاں نہ گیان ہے۔ نہ دھیان نہ جگ۔ نہ جگت کچھ بھی نہیں۔ وہاں بھالٹ کی گرد غبار اڑ رہی ہے۔ وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ظلم ہے شرور ہے

وہاں پر امن نہیں۔ انتشار ہے۔ چین نہیں۔ سیکراری ہے۔ جو لوگ خدا کے نزدیک ہیں۔ دُنیائیں۔ اوتار بنی آدم پنہیں کھلاتے ہیں۔ اُن کی عظمت حق پرستی میں ہے۔ اُن کا خاص نشان یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اُن لوگوں کے ساتھ خصوصاً پریم رکھتے ہیں۔ جو کہ حق کی طرف باطل ہوئے ہیں۔ جن کے دل میں درد ہے۔ (درد کے معنی یہی۔ کہ حق کا پیار ہے) وہ لوگ دُنیائی جاہ و شہرت کو نہیں دیکھتے۔ صرف دل کی کیفیت پر نگاہ رکھتے ہوئے بیرونی حالات کی جانب دھیما نہیں دیتے۔ اور نہ ہی ظاہری عبادت اور مذہبی رسومات کی پابندی کی کچھ وقعت جانتے ہیں۔ آہ! بیماری، سنجھیں چنگا دہ کی مانند سورج سے شرماتی ہیں۔ اور اندھیرے میں مٹنے نیچے کر کے بند پنا پند کرتی ہیں! جب مریدانہ پرورش نام نہ میٹھروں کو تیاگ کر بھلی کے جنگلی پرکھائے تو گیانی پرشوں نے یہ دیکھا کہ وہ راجوں کے راجہ شری بھگوان پریم کی ہمارے بھگتوں کے دلوں میں بھٹانے کے لیے یہ لیسلا کر رہے ہیں۔ نہ ہی نمائش کا تیاگ اور پودھن کے محل اور عمدہ بھوجن چھوڑ کر۔ شیام گند بدھ کے گھر میں رات کو زمین پر ٹاٹ پکھا کر بسر کر رہے ہیں۔ جنگلی بوٹیوں کا ساگ کھا کر گزارہ کرتے ہیں۔ دُنیوی نمائش کا تیاگ اس لیسلا کا منشا کیا ہے۔ صرف اتنا ہی کہ وہ بہاراج بھگت و تس ہیں۔ جس دل میں پریم ہے۔ وہاں ہی اگر برا جتے ہیں۔

## حلال و حرام کی تمیز

پریم کی مجسم تصویر دشری گورو (نانک نرکاری۔ امین آباد رضلع گوجرانوالہ) ہیں ایک جگہ (جہاں آجکل گورو دارہ رڈری صاحب ہے۔ روڈوں (کنکروں) کی سیجا پر رات کو ریاقت کیا کرتے تھے۔ اس قصبہ میں ایک پریمی بھگت بھائی لالو بخار (شور) رہا کرتا تھا۔ شری گورو دیو کا یہ بٹا ہے اس کے گھر سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اتفاقاً وہاں کے ایک اعلیٰ رئیس ملک بھاگو نے اپنے فرزند کی شادی کی تقریب میں بہت سے برہمن بلا کر پریم بھوج کا آئینہ کیا۔ اور گورو بہاراج کو بھی نیتا دیا۔ مگر انہوں نے شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ اس پر ملک بھگو غصہ میں آکر سردار گورو جی کو بلا کر پوچھنے لگا۔ کہ کیا لالو بخار جیسے ذلیل قوم کے گھر کا کھانا ہمارے گھروں کے گھر سے بہتر ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور ہمارے نفیس پکے ہوئے پکوان کے کھانے سے انکار کرتے ہو؟ تب دین بندھو بولے "تمہارا کھانا ظلم کی آمدنی سے تیار ہوا ہے۔ اس لیے حرام ہے۔ اور بھائی لالو کے گھر کا کھانا حق حلال کی نمائی کا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔" ایسے میں ملک بھاگو غصہ کی آگ میں جل گیا۔ اور چلا کر بولا۔ کہ اس امر کو ثابت کر دو۔ ورنہ سنایا دوں گے۔ چنانچہ دائیں ہاتھ میں گورو جی نے بھائی لالو کے گھر کی کو دھڑے کی روٹی کو لیا۔ اور دوسرے ہاتھ میں بھاگو کے گھر کی پوری پوری وغیرہ کو بکڑ کر جو پھوڑا تو لالو کی روٹیوں سے دودھ نکلا اور بھاگو کی پوریوں سے خون ٹپک پڑا۔ اس پریم کو تک کو دیکھ کر تمام لوگ حیران ہو گئے۔ اور بھگت جن ست گورو کی پریم لیسلا سے وساد کو پراپ ہوئے۔

۵۔ حق پر ایا نالکا اس سوراں کا ہے ۶۔ گور پر ہاں تاں بھرے جے مردار نہ کھائے

ترجمہ :- بیگانہ حق۔ حرام۔ بند کو کائے اور مسلمان کو سور کے گوشت کے سہمان ہے۔ گورو یا سر راہ نمائی اس وقت تک نہیں کر سکتا۔ جب تک انسان مال حرام کو ترک نہیں کرتا اور مردار (مائش) کو نہیں کھاتا۔ ادم شمس





# در شری ادا

شری جگن ناتھ جی کھنہ بی۔ ا۔ بی۔ لی  
برہمن داسی

- |      |                               |                             |
|------|-------------------------------|-----------------------------|
| (۱)  | راڈ ہا باشد نام آں سیمیں ہرے  | گلفے، گلفے، آں بے ہمسرے     |
| (۲)  | گل اندامے پیکر حسن دھما       | پیکر الفت ہمہ از سرتا پا    |
| (۳)  | ذات پاکش مجھ اوصاف آں         | پاک سیرت، پاک طینت بیگیاں   |
| (۴)  | شد ہمیں عالم ز عکس رد ادا     | کرشن سرگرداں شدہ در کوے ادا |
| (۵)  | از برائے کرشن جاں راسوخہ      | سبق الفت کرشن را آموختہ     |
| (۶)  | کرشن گل باشد اگر آں بوی ادا   | سر بسر باشد فیضے روئے ادا   |
| (۷)  | کرشن باشد دل اگر آں جذبہ اش   | لرزہ خیزد این جہاں از جنبش  |
| (۸)  | آچہ نوری مے نماید در جہاں     | عکس روے را دہا باشد بیگیاں  |
| (۹)  | آں ہمہ اقبال کرشن بمثال       | تمکنت ہم آں ہمہ جاہ و جلال  |
| (۱۰) | نیست چیزے ناسوائے لطف ادا     | کرشن را باشد ہوائے لطف ادا  |
| (۱۱) | عابدان را کار باشد ذکر ادا    | عاشقان را باشد محو فکر ادا  |
| (۱۲) | خط برندا ز نورش مے دھد        | باد الفت اینجا ہوارہ دند    |
| (۱۳) | ہر کہ آمد اندرین مغفور شد     | سر بسر مسرور شد، نمودر شد   |
| (۱۴) | جلوہ گاہ فیض را دھوا آہیں     | بہتر از عرش بریں ایں سرزمین |
| (۱۵) | این فضائے خوش ہوا روح نرا     | ذرہ ذرہ خاک آں را در لہریا  |
| (۱۶) | را دہا را دہا ذکر کن شام دسھر |                             |

(صفحہ)

تہا صفی باشتی ز فیض ہرہ در

نوٹ :- ان فارسی اشعار کا سہل ہندی ترجمہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

۱، شری را دہا ان رجب ورتہ (تمہا شکل ورنہ) دیوی کا نام ہے جنکا ہمہ کمل نکلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا اور جوہر ایک بات میں ادبیتہ (لاٹانی) ہیں۔

۲، وہ پھول کی طرح نازک جسم والی ہیں اور ایسا پریت ہوتا ہے کہ مانوسندریہ اور دیوتی مورتی مان ہو کر آگئے



ہیں۔ ارتھات انہوں نے ہی روپ دھارن کر لیا ہے۔ (۳) وہ سروگن سچن ہیں اور بڑے مردل اور پو تر بھوا والی ہیں۔ اس میں کپیت ماتر بھی مندیہ نہیں ہے۔ (۴) یہ جگت تو ان کے بھار بند کا پرتی بھب ہی سمجھو، کیونکہ اس سے بڑھ کر یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اور سری کرشن ترلوکی تی ان کی گلی یا ویٹھی میں بیدھ سے ہو کر پھرتے رہتے ہیں۔ (۵) شری رادھا جی نے بھگوان کرشن کی خاطر اپنے آپ کو بھسم کر دیا اور انہیں پریت کرنے کی ریت سکھائی۔ (۶) بیدی ہم سری کرشن جی کو پھول سمجھ لیں تو شری رادھا جی ہی اس لپٹپ کی سنگندھی پونگی (۷) اگر شری شیام سند کو ہم پردے مان لیں تو ان کے اندر آتین ہونے والے بھاد شری رادھا جی کے سوا کسے اور کچھ نہیں۔ اور ان کی شکتی کا یہ حال ہے کہ اگر وہ چاہیں تو تھوڑی سی حرکت سے سارے سنسار کو تھوڑا سا (۸) مختصر بات یہ ہے کہ ہم اس سنسار میں جو دستوبھی کچھ پرکاش سے اور دیدہ پیمان، دیکھتے ہیں وہ داستانیں شری رادھا جی کے بھار بند کا پرتی بھب ہی ہے۔

(۹) تر بھون ناتھ بھگوان کرشن جو اپنی شکتیوں کے لحاظ سے دُنیا میں کوئی مثال نہیں رکھتے۔ ان کا سب دیکھو اور گو ر د شری رادھا جی کے سولے اور کچھ نہیں۔ ارتھات جو دیکھو ان کو پراپت ہے۔ وہ سب شری سور منی رادھا جی کی کرپا سے ہی ہے۔ اور وہی اس روپ میں پرگٹ ہو رہی ہیں۔ (۱۰) دُنیا میں سوائے شری رادھا جی کی کرپا کے اور کوئی چیز پراپت نہیں ہے۔ (جس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے) اسی لئے بھگوان مٹری منوہر بھی سدیو انکی کرپا ہی یا چا کرتے رہتے ہیں، جب یہ حال شری کرشن بھگوان کا ہے تو (۱۱) ان کے بھگتوں کا کام کیوں ان کا بھجن کرنے سے ہی ہے۔ اور رسک درندہ ان کے روپ کا وہیہ کے دیہان میں ہی دین رات مست رہتے ہیں۔

(۱۲) تو یہ سب کھیل کہاں ہو رہا ہے؟ شری برندا بن کی پو تر بھومی پر جو ان کی الالک دیو تی یا چکسے پرکاش سے ہو رہا ہے۔

ارتھات جگمگ جگمگ ہو رہا ہے۔ جہاں ہمیشہ پریم روپی ڈالو جلتی رہتی ہے۔ (۱۳) ایک دفعہ جن کو یہاں آنے کا سو بھائیہ پراپت ہو گیا اس کے اندر اور پرش کا کیا ٹھکانہ، وہ تو یہاں آکر مست ہی ہو جاتا ہے۔ (۱۴) شری برندا بن وہ سچل ہے جہاں شری رادھا جی کی کرپا کی نت لیلیاں ہو رہی ہیں۔ اور سورگ تو ..... اس کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے مقابلہ میں سورگ کی کیا حقیقت (۱۵) یہاں کا دانا دن اور دایو منڈل سب سرس جگمگ ہے۔ جس کے اندر آنے سے آتما پر پھلت ہو جاتا ہے۔ یہاں کی رنج کا ایک ایک کنکا من کو موہ لینے کی شکتی رکھتا ہے۔ تو یہاں آکر کیا کرنا چاہیے۔ (۱۶) یہاں آکر دن رات رادھا، رادھا نام کو گونے رہنا چاہیے تاکہ اسے صفی تو شری رادھا جی کی کرپا کا بھاجن بن سکے یعنی تجھ میں شری سوامی رادھا جی کی کرپا پراپت کرنے کی یوگتا آجائے۔ (صفحہ ۱)

نوٹ: یہ سالنامہ ماہ جنوری اور فروری دو ماہ کا مشترکہ پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری کا کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین ادم نوٹ فرما دیں۔ پیچر:-

# گوکل کو جاؤں

شہرِ حیرت رسالہ پوری

جو گنیا بنوں اور گوکل کو جاؤں تری جنم بھومی میں جیون بتاؤں  
 کہیں مجھ کو سب لوگ گوکل کو اسی  
 بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی  
 مرے میں گوکل کے رسیا ہے میں مری لوح میں سکے جلوے چھپے ہیں!  
 مگر آنکھ بیری ہے پیاسی کی پیاسی  
 بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی  
 کنھیا کے مہرا پہ تن من کو واردوں مدھوبن میں جا کر یہ جیون سنواروں  
 مری کلپنا تب مٹے گی ذرا اسی  
 بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی  
 نہیں میت کوئی ملا اس وطن میں کہ بولے کنھیا نہیں اس چمن میں  
 مٹے گی یہ حسرت وہیں اب ادا اسی  
 بنوں گی میں گوکل کے باسی کی داسی



## رسالہ ادم کے خریداروں کیلئے نشکام سیدوا

ہر ایک ہندو کے پاس خصوصاً اور کسی غیر ہندو کے پاس بھی عموماً جنم پتر کا ہوا کرتی ہے۔ پیدائش ہونے پر والدین بچوں کے لئے جنم پتر کا بنواتے ہیں۔ مگر اس بات کو کوئی شخص نہیں دیکھتا ہے۔ کہ آیا وہ درست ہے یا کہ غلط۔ اپنا مستقبل جاننے کے لئے ہر ایک شخص کے دل میں خواہش رہا کرتی ہے۔ مگر جنم لگن غلط ہونے کی وجہ سے کسی ایک دھواں جو تیشوں کے PREDICTIONS بھی غلط ہوا کرتی ہیں۔ اور جو تیش دھواں کے شہدے لپٹکوں میں تلبے ہوئے اٹل رازوں کو ڈھونگ مانا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جنم پتر کا کے درستی کا سبب داد و مدار اس نقشہ پر ہے جس کو جنم لگن کہا جاتا ہے جنم لگن کے درست نقطے کا حاصل ہونا جنم سے کے درست ہونے پر ہے۔ جسکو لیشٹ کال کہتے ہیں۔ لیشٹ کال کا داد و مدار سورج اُدھے کے درست ہونے پر ہے۔ سورج اُدھے مختلف مقامات میں مختلف وقت پر ہوتا ہے۔ جو LONGITUDE (دول بلد) وغیرہ سے جمع پتہ لگ سکتا ہے۔

یہ سورج اُدھے سارے مقامات کیلئے جنم پتر میں بھی لکھا ہوا ہے۔ مگر جس وقت ہم کسی ایک مقام کیلئے۔ انگریزی۔ اور ہندی یا کسی اور جنم پتر سے کسی ایک تاریخ کا اُدھے دیکھ لیں۔ تو وہ ایک جیسا ہونا چاہیے تھا۔ مگر یہ آپس میں ملتا ہے جنم پتر کا بنانے والے جس جنم پتر کا سورج اُدھے دیکھ لیں۔ اس سے جنم لگن تیار کرتے ہیں۔ اس طرح عموماً غلطی رہ جاتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ کسی خاص مقام کا صحیح سورج اُدھے معلوم ہونے پر مثلاً عربین درجہ۔ ملکتہ۔ بدراس) اس کو مطلوبہ مقام کے ساتھ تفاوت جمع تفریق کر کے درست سورج اُدھے معلوم ہو کر صحیح لیشٹ کال سے جنم لگن اور اس کا درست درجہ نکل آتا ہے۔ اگر آپ خود اس پر غور کریں۔ تو آپ خود بھی اپنے جنم پتر کا دول کا پرتال کر سکتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چونکہ عام طور پر گھڑیوں کا رواج نہ تھا۔ اور ایک وقت کو کل ٹائم بھی الگ الگ ہوا کرتا تھا۔ اب سارے بھارت میں ایک ہی انڈین سٹینڈرڈ ٹائم ہے۔ اور گھر گھر میں گھڑی موجود ہونے سے اگر پھر بھی جنم لگن بنانے میں غلطی رہیگی۔ تو یہ نوزائیدہ بچوں کے ساتھ یا ان کے ساتھ جنم لگن اپنی پیدائش کا صحیح ٹائم اور تاریخ معلوم ہو۔ ایک ظلم ہے کہ چونکہ انہیں زندگی میں وقت و وقت پر اپنا مستقبل جاننے کی ضرورت رہے گی۔ اس لئے رسالہ "ادم" کے خریدار جنہیں گھڑی کا صحیح وقت معلوم ہو۔ پیدائش کی تاریخ انگریزی یا ہندی۔ مقام پیدائش اور وقت مطابق 9. 5. 7 ایک جوابی کارڈ سے لکھ کر اپنا یا اپنے کسی نوزائیدہ بچے کا جنم لگن مع درست درجات لگن کے بلا کسی فیس وغیرہ معلوم کر سکتے ہیں۔ فی الحال یہ نشکام سیدوا فروری ۱۹۴۲ء تک پتہ ذیل سے جاری رہے گی۔ جوابی کارڈ دیکھتے وقت رسالہ ادم کا خریداری بہتر بھی لکھ دیجئے۔

ادم کا سیدک

ڈی۔ این۔ ولی۔ ریسرچ سکاالر متصل جنرل پوسٹ آفس جموں ٹوی

# جلوہ عرفان !

از قلم - ڈاکٹر راج بہادر ومارا زبریلوی

لاپلا ساقی مجھے منت کش احسان ہوں  
 وہ سرایا لوہے ہوں وہ مشعل ایمان ہوں  
 میری دنیا ہے محبت کا عجب دستور ہے  
 زندگی شبنم کی جیسے برگ گل پر بے ثبات  
 کھیلتا ہوں رات دن اپنے غم ڈالام سے  
 صفحہ گیتی تماشا گاہ ہے جس باب کا  
 ہوں شریک بزم رنداں تیشہ لب انسان ہوں  
 میں محیط جلوہ عرفان کی اک پہچان ہوں  
 اپنی بزم شوق کا میں آپ ہی تہمان ہوں  
 میں بھی اس دنیا میں اک بھٹکا ہوا انسان ہوں  
 کیسے کہندوں زندگی میں بے سرو سامان ہوں  
 میں اُسی نقشِ غم و تسویر کا عنوان ہوں  
 سچ یہی بزم طلب انکے ہر اک انداز سے  
 جان کر اس راز کو بھی راز میں انجان ہوں

## شرابِ معرفت

(شری کنور التفات)

دنیائے فانی میں عبث ہم راحت و آرام کریں جس میں مالک کی مرضی ہوا پسے کام کریں - ہم گنہگار بھی بخشش کا سر انجام کریں  
 آرزو ہے تجھے سجدے سحر و شام کریں - ہم تنہا ہو کے زباں دردِ تیرا نام کریں  
 خم کوئے لٹھ مہا کے ہیں پیالے پہ پیالے ساقی - جام اس دور میں بسکولے کے کے ساقی - سیریت کوئی ہم سا بھی نہیں بکاتی  
 مست رکھتی ہے تری گردش چشم لے ساقی - وہ نہیں ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کریں  
 آنکھ کے پردے جلاتی ہے حرارت کی چمک - حسن چھپ چھپ کے دکھاتی ہے شرارت کی چمک - تاب کیا لائیکا کوئی کہ ہے آفت کی چمک  
 رُخ روشن میں ہے خورشیدِ قیامت کی چمک - حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کریں  
 داعطا تجھ پر کھلے کیا مرے ایماں کا حال - نشہ بادۂ عرفان سے ہوں میں مالا مال - ابتدا سے ہیں مرہوش بجا طبع بجا  
 دل میں جزاِ خدا کفر ہے حسینوں کا خیال - خلوتِ خاص کو کیا بارگہ عیام کریں  
 سب یہ تقریر بجا ہے نہیں اس میں ذرا جھوٹ - کوئی سچ بات کو اپنی نہیں یوں کہتا جھوٹ - التفات شوقِ غزل کوئی ہے پیشہ جھوٹ  
 بیٹھ کر گوشہ عزت میں نہ بول اتنا جھوٹ - تصدیر جھوٹ پر نے کا آتش نہ دروہام کریں



# حکیم نذیر صاحب پوری حکیم حاذق اجسٹریٹڈ لکھنؤ یونیورسٹی ہسپتال

## محررات

آئینہ طالع پلے: یہ گولیاں موسم سرما کیلئے لاجواب تھیں۔ جملہ اعضائے رئیسہ یعنی دل، دماغ، جگر، گردہ اور مثانہ کو طاق دیکر ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ ہر سال موسم سرما میں ایک ماہ استعمال کرنے سے ایک سال تک کسی قسم کی کوئی کمزوری محسوس نہیں ہوتی۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے صرف چار روپے 4/-

آئینہ دوشی: جوڑوں کے درد خواہ بادی بلغم کی وجہ سے ہوں یا یورک ایسڈ کے جمع ہو جانے سے ان گولیوں کے کھانے سے ہر حالت میں نایدہ ہوتا ہے۔ مقدار خوراک دھوکئی صبح و شام ہمراہ آب نیم گرم پیاجائے۔ قیمت ایک ہفتہ کیلئے 2/-

آئینہ تیل: یہ ہر قسم کے درودل پر مالش کرنے سے فوری نایدہ ہوتا ہے۔ درد خواہ نمونہ کیوجہ سے ہو یا گھٹیا یا ریح کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ہر حالت میں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک ادیس 11/-

آئینہ رسائیں: اگر اس کو عسلے پیری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بڑھاپے میں جب گردے اور مثانہ کمزور ہو جاتے۔ پیشاب بار بار آتا ہے۔ رات کو نیند خراب ہوتی ہے۔ موسم سرما میں خاص طور پر زیادہ فکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جہاں یہ رسائیں پیشاب کی شکایت کو دور کرتی ہے وہاں جسمانی طاقت بھی پیدا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی 4/-

برکھی رسائیں: دماغ کی طاقت کیلئے خاص دوا ہے ہر قسم کی دماغی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے صرف 2/-

دوائے ماسخورہ: آج کل یہ بیماری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ شاید ہی کوئی شخص اس سے محفوظ ہو۔ اس بیماری میں دانت کی جڑیں تنگی ہوتی شروع ہو جاتی ہیں۔ مسوڑھوں سے خون اور پیپ نکلتا ہے۔ دانت پلنے لگتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ دوائے ماسخورہ اسکے لئے بہترین دوائے۔ قیمت فی شیشی 2/-

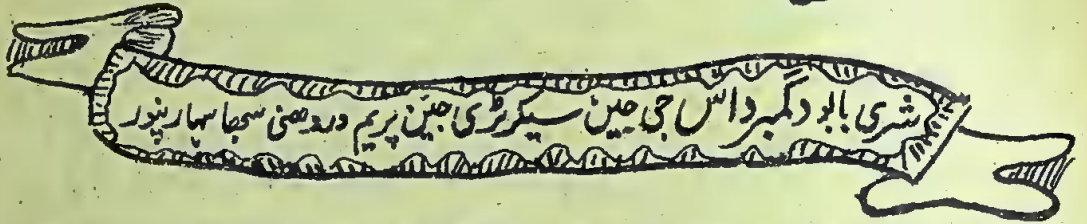
مرہم ایگزیمیا: آج کل یہ بیماری بھی بہت پھیل گئی ہے۔ یہ عام طور پر سیکلیم کی کمی کیوجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مصفی خون دوائیں کوئی فائدہ نہیں کرتیں۔ یہ بیماری دوسم کی ہوتی ہے۔ ایک خشک دوسری تر خشک میں کھلی ہوتی ہے۔ اور جگہ کالی پڑتی جاتی ہے۔ اور چلد مونی ہو جاتی ہے۔ تر میں چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے دانے نکلتے ہیں۔ جن میں خارش اور جلن ہوتی ہے۔ اور کھلانے سے پانی نکلتا ہے۔ اور دن بدن زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اگر اس کا صحیح علاج نہ ہو تو سالوں تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بڑی کمزور کے بعد اسکی لاجواب مرہم تیل کی کمی ہے۔ جو کہ اس کو جڑ سے دور کر دیتی ہے۔ آج تک ہزاروں بیمار شفا یاب ہو چکے ہیں۔ قیمت فی ادیس ایک ادیس۔ علاوہ انہیں ہر ایک بیماری کا علاج تسلی بخش کیا جاتا ہے۔ مفصل حالات لکھ کر یا خود تشفیہ لاکر لا بھڑا کھا دیں۔

لے کا پتہ

پوری میڈیکل سٹور۔ 23 مسجد روڈ مارکیٹ جنگ پورہ نئی دہلی

جین قوم کے آخری ترہنگ

# شری ہمدرد بھگوان



یہ سچ ہے کہ جب دُنیا میں اِسا تپ بڑھ جاتی ہے۔ تو کوئی نہ کوئی اُتار دُنیا میں جنم لیتے۔ چنانچہ جب کنس کی زیادتی سے رعایا پریشان ہوئی تو کرشن جی پرکٹ ہوئے۔ جب رادن کے ایتا چار بڑھے تو شری رام چندر جی نے جنم لیا۔ جب بھائی کے خون کا بھائی پیا سا نظر آنے لگا۔ تو گوردناک جی کا ظہور ہوا۔ جب ظلم و ستم کی گھٹا چاندل طرف پھیلنے شروع ہوئی تو محمد صاحب ظاہر ہوئے۔

آج سے تقریباً پندرہ سال قبل جب جہالت کا سورج اگیا ناکی کروں اور منہا دلی تپش سے دُنیا کو تباہ لگا۔ جا بجا معصوم جانور گھوڑے بیل بکرے۔ بھینسے وغیرہ یگوں میں بھسم کئے جانے لگے۔ دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنے جذباتی۔ نفسانی خواہشات کی قربانی کی بجائے دھرم اور ایمان کے نام پر مندروں کے پاک فرش خون آلودہ ہونے لگے۔ تو حضرت مسیح سے پانسو چھبیس سال پیشتر جیت شدی ترودھنی کے مبارک دن راجہ سدرتھ دالے کندل پر علامتہ مبارک کی ہمارا فی ترشلا دیوی کے گرجھ سے وردھمان جی نے جنم لیا۔

”ہو بنا بردا کے چکنے چکنے پات“ جتنے اوتار۔ پیغمبر۔ رسول۔ گوردُنیا میں پیدا ہوئے ہیں کسی جیون چرتر کو اچھا کر دیکھ لیجئے۔ وہ سب جین سے ہی کچھ ایسے شہ زور۔ قابل۔ عقلمند اور غیر معمولی طاقت کے مالک ہوتے ہیں۔ عوام کو خیال ہو جاوے کہ یہ ایک روز ضرور دُنیا کو مصیبت سے نجات دلائیں گے۔ چنانچہ ایک روز شری وردھمان اپنے ہم عمر لڑکوں سے کھیل رہے تھے کہ معلوم ہوا کہ ایک ہاتھی مست ہو کر شہر میں بڑا نقصان کر رہا ہے جو سامنے آجاتا ہے پاؤں تلے پھل دیا جاتا ہے۔ بازار کی آمد و رفت کا راستہ بند ہے۔ کوئی شخص اُس کے پاس تک جانے کی جرات نہیں کرتا۔ شری وردھمان سے اپنی رعایا کی تکلیف نہ دیکھی گئی اور خود ہاتھی کے پاس گئے۔ اُس کو پکارتا اور سونڈ پکڑ کر اُدھر چڑھ گئے۔ اور اپنی شجاعت سے اُس کو زیر کر لیا۔ آپ کی بہادری کی تحریف سن کر ایک دفعہ ایک دیو پرکیشا کرنے کیلئے خوفناک کالا سانپ بن کر آیا۔ اور شری وردھمان پر حملہ کیا۔ ان کے پاس کے سب لوگ خوف سے بھاگ گئے لیکن آپ مستقل مزاجی سے وہیں بیٹھے رہے۔ تھپی لیں گھبرائے۔ اور بے خوف ہو کر اُسکو پکڑ لیا۔ اور اُس کے ساتھ



کھیلنے لگے۔ آپکا اصلی نام دروہیمان تھا۔ لیکن آپ کی غیر معمولی شجاعت، بہادری، طاقت۔ اور مردانگی دیکھ کر دنیا آپ کو "ویر"، "بہادیر"، "اتی ویر" وغیرہ ناموں سے پکارتے لگی۔

جیسا کہ موکش گامی شریروں کے خیالات ہوا کرتے ہیں۔ بچپن سے ہی "بہادیر" کی طبیعت تیار آدھیراگ کی طرف راغب تھی۔ چنانچہ ۸ سال کی عمر میں شراوگ برت دھارن کیے اور گرجست دیرم کا سادھن شروع کر دیا۔ آپ کے پتانے شادی کے لئے اصرار کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ بہت کافی عرصہ ہو چکا میں گذر چکا ہے۔ اب مجھ سے دنیا کے اتنا چار زیادہ نہیں دیکھے جاتے۔ جب راجہ نایا بیدار سلطنت حاصل کرنے کیلئے اپنے بھائیوں کو دشمن جان کر ان کے خون سے اپنی تلوار سرخ کر سکتے ہیں تو کیا نجات (موکش) کی دائمی سلطنت حاصل کرنے کی خواہش سے کرم رومی دشمنوں سے جنگ و جدل نہ کروں؟ آپ کی دکتا لینے کی خبر جب آپ کی ماما ہارانی ترشلا دیوی کو لگی۔ تو انہوں نے بھی سمجھایا۔ کہ تم فیری تکالیف برداشت نہیں کر سکتے نرم نرم گدیوں پر سونے والا جسم پتھری اور ناراض زمین کے مصائب نہیں اٹھا سکتا۔ تو آپ نے فرمایا یہ بڑا دنیا میں دیکھ بھوگوں یہ مجھ سے نہیں سکتا + حق تیرے ہاتھ سے کھو گویا مجھ سے ہونہیں سکتا انا دی کال سے چکر لگے کچھ چوراسی تیں + اسی چکر میں پھر گھوموں یہ مجھ سے ہونہیں سکتا یہ گھراک قید خانہ ہے۔ یہ عورت پادنگی بیڑی + کرم بندھن نہ اب کاٹا یہ مجھ سے ہونہیں سکتا مجھے دیش میں جٹا کا ہا کار زوروں پر میں اپنی آنکھ سے دیکھوں یہ مجھ سے ہونہیں سکتا

چنانچہ ۳۰ سال کی عمر میں راج پاٹ کولات مار کر اور موہ دیا کی زنجیروں کو توڑ کر متی بیباک شادی شکی شہر دیں آپ دگر متی ہو گئے اور بارہ سال تک بہت کھو پیٹیا کی۔ قسم قسم کی تکالیف آئیں لیکن سب سخت پیشانی سے برداشت کیا۔ ایک مرتبہ سائیکی روڈ پر آپ کے دھیان کی آزمائش کے لئے تپ کرتے وقت بہت اسپرگ کیا۔ لیکن کیا مجال جو اس دھرم کے مجسم کو ذرا بھی ڈگاسکے۔ میر و پریت کی طرح بے حس و حرکت دھرم دھیان میں سما دھی لگائے رکھی۔ بارش موسلا دھار پانی برس گئی۔ اگلے دن پالے نے جی کھول کر خوب امتحان لیا۔ کڑا کے کی سرک نے بھی پورے طور سے آزمائش کی۔ گری کی تپش سے سورج نے بھی اپنا زور دکھایا لیکن سناری سمندر کی کرم رومی ہریں آپ کے دھیان رومی پریت کو اپنی جگہ سے نہ ڈگا سکیں۔ اس طور کی بارہ سال کی سخت ریاضت کے بعد بیباک شادی دھرمی کو ۲۴ سال کی عمر میں آپ نے میولہ گیان حاصل کیا۔ پھر ۳ سال دیش بدیش گھوم کر ہنسنا اور جیو بلیدان کو بند کرانے اور نفسانی خواہشات کا بلیدان کرنے اور آپس پریم سماد رکھنے کا ایسا عوثر۔ مدلل اور عام فہم اپدیش دیئے۔ کہ انسان تو انسان حیوان چرند پرند تک بھی آپ کی شران میں آکر دیرم اپدیش سکتے تھے۔ اُس وقت سناری میں چاندوں طرف ہنسنا کا ہا کار زور دین پر چا ہوا تھا۔ بھائی کے خون کے بھائی سے تھے۔ ویرم

نام پر مند رول کے مقدس فرش بیٹیا ہوں کے خون سے لال کئے جاتے تھے۔ محبت اور پریم کا نام بھی نہ تھا۔ گھوٹے۔ بلی بھینسوں وغیرہ کی گلیوں میں تر بانیاں کی جاتی تھیں۔ ایسے بھانک سے پر بہادیر بھگوان نے اپنے لاثانی اپدیش سے ایسا پریم رس پلایا کہ شیر بکری کی پوٹا۔ نیزا سناپ وغیرہ اپنے اپنی دشمنی کو بھول کر شانت ہو جاتے تھے۔ اور بہادیر بھگوان کی زبردست تپتی طبیعت سے سناپ لافرت۔ نہ درت۔ بلض۔ دشمنی وغیرہ کا اثر نہ ہو جاتی تھی۔ سمجھنا پریم سے ایک بھگوان

بھیکر سچی روحانی خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ نے ایسے اچھے اور مفید اصول دینا کے سامنے عملی طور پر پیش کیے کہ شخص آپ کا مداح ہو گیا۔

”ایسا پر مودھم“ یعنی سب پر اینوں پر دیا کرنا ان سے پریم بھاد رکھنا *Live and let live* خود جینا اور دوسروں کو جینے دینا۔ یہ آپ کا سب سے بڑا اصول ہے۔ دوسرا اصول آپ کا تپ اور تیاگ ہے۔ چاند کشا سے دہنرا کر دھ یعنی غصہ مہنر ۲۔ مان یعنی غور مہنر ۳۔ مایا یعنی دھوکا مہنر ۴۔ لوبھ یعنی لالچ ۵۔ اور پانچواں پاپ دہنرا ایذا دہنی مہنر ۶ جھوٹ مہنر ۷ چوری مہنر ۸۔ زنا۔ مہنر ۹۔ اسباب دینا کی زیادتی کی تمنا کو تیاگ کر جو جس قدر رشتہ اور تپ کر لیا۔ وہ اسی قدر کمزور کا ناش کر کے موکش حاصل کر سکیگا۔ چنانچہ کیول گیان کے ۳ سال بعد تک اس طرح کے اصول دینا کو سمجھا کر اور ”ایسا پر مودھم“ کا اپدیش دے کر ہمارے سوا می نے ایک دفعہ پھر پریم سے سب کو نکلے دیا۔ آخر کار ۷۲ سال کی عمر میں کاتنگہ بدی چودس کے مبارک دن آپ نے پانواں پور در علاقہ ہارہ سے نردان (مکش بجات) حاصل کی۔

آج بھی سنار کو سچے سکھ اور شانتی کی ضرورت ہے۔ اس وقت بھی ویسا ہی ہمارا کار میا ہوا ہے جو ہمارے بھگوان کے جنم کے وقت تھا۔ اس وقت بھی دنیا میں خود غرضی۔ مطلب پرستی۔ جھوٹ۔ چوری وغیرہ گناہ بہت سے زیادہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اور پریم کی سخت ضرورت ہے۔ ”ادم“ نے ضرورت کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے زر کثیر صرف کر کے آپ کو پریم انگ کا جام پیش کیا ہے۔ آپ اس کی درق گردانی کر کے رومی کی ڈگری میں نہ پھینک دیں۔ بلکہ پریم کیس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں۔ پیغمبروں۔ اوتاروں نے کیوں اور کیسے پریم اپدیش دیا ہے اس کو خوب پڑھ کر سمجھ کر غور کریں اور سوچیں کہ ہم کیاں تھے۔ اور کہاں ہیں کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ جسمی منش جنم پھل ہو سکتا ہے۔ دہنرہم میں اور لپٹو میں کچھ فرق نہیں۔ ادم شانتی! ادم شانتی! ادم شانتی!!!



(شری لالہ پرما شند صاحب ایم۔ اے۔)

سرگن گلے لے مناں برگن گلے لے — ایہی تیرو کا ج ہے  
 اوسر بتی جات ہے رام دھن سچا لے — ایہی تیرو کا ج ہے  
 اکھا شک ہے رام نام ایہی بیسے بسا لے — ایہی تیرو کا ج ہے  
 تس باسر وپ رام رام رام دم دم لے — ایہی تیرو کا ج ہے  
 جھوٹ سب ساچ ہے چت چرن نول لگا لے — ایہی تیرو کا ج ہے  
 پرما شند کہے رکار رام نام نام سا پرما شند لے — ایہی تیرو کا ج ہے



# مخزنِ دیدانت شہر و تری برہم نیشٹ

## نثری سوامی گوراندہ مل جی ہراج کا مختصر جیون چرتر

زرہم شری ملک راج فلاسفر

سوامی جی کے شریہ کا جنم اکال گڈھ ضلع گجراتوالہ میں سر ۱۹۰۵ء بمبئی میں ہوا۔ ادائیں عمر سے ہی اعلیٰ لیاقت کے کرشمے دکھائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اردو، گورکھی اور ہندی زبانوں میں مہارت حاصل کر لی۔ آپ کے اندر دیر آگ شروع ہی سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب عہد میں کسی پرانی کے مرنے پر پیشی جیتیں۔ تو آپ بھی فرماتے تھے۔ کہ اگر پیشی جیتے تو اپنی اس جھوٹی دیہہ کو بیٹھو۔ اپنے اچھے امینکار کو بیٹھو۔ اور منہ سے کہو: "ہائے ہائے جھوٹے امینکار کو" خواہ خواہ پر ماتھے کے حکم میں دولیش دہان نہ کرو جب شادی کا نظارہ دیکھتے تو فرماتے کہ دیکھو کس ڈھنگ سے بچا رہے ہے بھلا لڑکے کو گریہ ہست کے دکھوں میں پھنسا رہے ہیں۔ باجوں کی سُر کی آواز اور راگ رنگ کی مدد سے بچا رہے کو خطر طبع میں اپنے اپنی شادی کے وقت بھی بہت اصرار کیا۔ مگر پھر یہی فیصلہ کیا کہ دیدن شاستر کی ریتی کو توڑنا نہیں چاہیے گریہ ہست میں رہتے ہوئے بھی استنکھا بھاؤ سے دھرنا چاہیے۔ اور گریہ ہست دھرم کا نمونہ دکھانے کے لئے اس آدرش کو دید نظر رکھ کر شادی کر دالی۔

آپ کے بڑے صاحبزادے دیکت ہو گئے اور چھوٹے کی منگنی کسی جگہ سے آنے لگی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اگر اپنی لڑکی کو دیکھا جھٹانائے۔ تو بیشک منگنی کر لو۔ آخر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ لڑکا مر ڈیو گیا۔

آپ پچاس سال کی عمر تک گریہ ہست آشرم میں ہی رہے۔ اور اس کے بعد سیر دنی تیاگ کا جامہ پہنا۔ مگر آپ ساری عمر سفید لباس میں ہی دھرتے رہے۔ آپ کا گریہ ہست کا جیون بنایت ہی پاک تھا۔ ایمان داری کا جذبہ اپنے پورے جیون پر تھا۔ جو کچھ خواہ سے پتا تھا۔ سب کا سب غریب گریہ ہستوں کی بھینٹ بوجایا کرتا تھا آپ شروع سے ہی نیشکام کرم اور سچی بھکتی میں لین رہتے تھے۔ بوقت فرصت بھگوان وشنو کے دیھان میں یگن ریتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو وشنو بھگوان کی مورتیاں کا غنہ پر بنا دیتے تھے۔ اور ان کو وشنو دیھان کرنے کا طریقہ بتاتے تھے۔

گوئیو دھان کرنے کے بعد آپ نے دیدانت میں کمال حاصل کیا۔ اور جلد ہی اپنے واسنوسرپ میں اسحق یوگئے۔ سات سال تک آپ نے کشن گڑھ میں سردا رہا اور سردار بوطا سنگھ رئیس راولپنڈی کی خاص طور پر تعظیم کرائی ہوئی کیٹیا اور گھما میں جیون بھکتی کے ویشیش سکھ کے واسطے ایکانت سہیون کیا

زور آتم ایسا کر کے اپنی آتمک شکتی کو پورن روپ سے جگایا۔ سات سال کا عرصہ آپ نے دیدانت کے گرتھوں کے مطالعہ اور اُن کا خلاصہ نگاہ میں صرت کیا اور دیدانت کے طریقہ، تعلیم میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی۔ آپ نے دیدانت کی ابتدائی پیرکریا کو اسباق کی شکل میں ترتیب دیا۔ اور اپنے شاگردوں کو ہر ایک سبق اپنی قلم جھانک سے نہایت خوشخط طور پر لکھ کر دیا۔ آپ ہر ایک زبان کی تحریر میں اعلیٰ درجہ کے خوشخط تھے۔ اور سارا دن جگیا سوؤں کے لئے اسباق لکھنے اور آتم چنتن کرنے میں ہی لگے رہتے تھے۔ ان ترتیب شدہ تحریری اسباق کی مدد سے بہت سے جگیا سودوں نے نہایت آسان طریقہ سے برہم دیا حاصل کی۔ آپ کا ست سنگ پر مبنی اور کلام از حد پراثر تھا۔ آپ کے حُن سلوک میں دیراگ۔ استگنا اور سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جس قدر مصمم ارادہ کے ساتھ آپ نے اپنی ذات کے لئے مایا کا تیاگ رد رکھا۔ اُسی قدر ہی پُر زور طاقت سے سنساری حیوؤں کے کلیان اور پرمارتھ کے کاموں کے لئے مایا آپ کی قدمبوی کرتی تھی۔ آپ کی پیر پرنا سے بہت سے دھرم استھان تیار ہوئے۔ لالہ موسے میں نام دھاری گوردواہ اور کئی جگہ پر عورتوں کے لئے آزادانہ طور پر ست سنگ کرنے کے لئے آشرم آپ کی ہی پیر پرنا شکتی کی زندہ مثالیں ہیں۔ آپ کے اندر پیشوؤں اور نیکھیوں و چرند پرند کی سیوا کے لئے اس قدر پریم تھا کہ آپ نے مفلوں (دھرمی علاقوں) میں تالاب بنوائے۔ اور ایک کنواں بھی بنوایا۔ جہاں سے مولیشی اور مسافر پانی پیتے ہیں۔ تمام ست سنگیوں کو یہی ہدایت کی جاتی تھی۔ کہ وہ اپنے مکانات کی چھت پر ہر روز دانہ اور پانی رکھا کریں۔ تاکہ پرندوں کو خوراک اور پانی پیشہ ہو سکے۔

آپ کے دل میں سرو آتم بھاد بہت مضبوطی سے درڑھ تھا۔ آپ کراماتوں کے سخت خلاف تھے۔ لیکن بند کمرے میں سے بھی تئیس کا جگمگ کرتا ہوا پرکاش کسی نہ کسی صورتِ راج سے باہر نکل ہی جایا کرتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک سانپ آئے تو انہوں نے چروں پر منسکارتی کی۔ اگر بلی (یا گل) گھوڑی آپ کی جانب دوڑی۔ تو اُسے بھی اپنے سرو آتم بھاد میں رنگ دیا۔ اگر آپ کا کوئی پریمی بلیگ میں مبتلا ہوا۔ تو آپ بلیگ کو بھی اپنا آپ سمجھ کر مریض کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس کے گھر پہنچا رہے۔ اور اپنا دست مبارک مریض کے سر پر رکھ کر اُس کو شفا بخشی۔ آپ کے لئے ست سنگیوں نے مختلف قضیوں مثلاً کوٹنگہ اور سانگلہ میں ایک انت کیلیا میں تیار کروائیں۔ مگر آپ کسی کے ساتھ بھی ہمتا نہ رکھتے ہوئے جنگم تیرتھ بنکر جگہ بہ جگہ دھرتے رہے۔ آپ نے یاس پوجا کے یوہار کو منانے کے لئے جوڑ میل برہم بگیہ قائم کیا جس میں سرنسب دولت کے لوگ بلا در لیخ شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ کا پرچار نہایت ہی سادہ زبان میں مذہب و ملت کے تفریق سے بالاتر تھا آپ کو ہمیشہ نادار و دینا داروں کی مدد کا نکر دامن گیر رہتا تھا۔ اور آپ نہایت ہی انوکھے طریقے سے اُن کو مالی امداد بھیج کرتے تھے۔ آپ نے سیکڑوں روپیہ کشمیر کے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے تقسیم کرائے۔ یہ عورتوں اور یتیم بچوں کی ہمیشہ امداد کرتے تھے۔ یہ سب آپ کے ایک ستھری اصول کا نتیجہ تھا کہ آپ خود کھینٹ یا پوچھا گئے پیسہ کو ہاتھ تک بھی نہ لگاتے تھے۔ سناتن دھرم والی سکول لالہ موسے کے ہال کمرہ کی تعمیر میں آپ نے سنگاپور دینا شروع ہی کیا تھا اور ابھی تقریباً ایک ہزار روپیہ ہی بھجوا یا تھا کہ آپ کی سنسارک یا تراکانگ پورنماشی ستمبر ۱۹۸۹ کو ختم ہو گئی۔ آپ کے سداہنتوں اور اپدیشیوں کو



آپ کے جانشین شری ۱۰۸ سوامی بھگوان سنگھ جی ہمارا ج کی زیر پرستی تقریباً تین ہزار روپیہ خرچ کر کے چھوایا گیا اور مستحق ست سنگیوں میں مفت تقسیم کیا گیا۔ آپ کی پورے زندگی کے تمام حالات اور جوت سمیلے کے نظارے ان کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔

آپ کا زیادہ زور ویدانت کے سیدھا سادوں کو عملی جامہ پہنانے پر تھا۔ آپ کی یکتوں کا خزانہ انسانی زندگی کو باعمل بنانے میں انہی معاون و مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

آپ گوشہ نشینی (ایکانت سیلون) کے بڑے مشائخ تھے۔ اور ست سنگ کے اوقات کے علاوہ سوا خاص کام کے گریہ سیکھوں کے میل جول سے عموماً پر مینری رکھتے تھے۔ آپ کی نگاہ میں ہر خاص و عام کی ایک ہی وقعت تھی۔ ہر ایک میں آتم بھاد دیکھنا تھا۔ غریب گریستوں کو وہ ایسا خاص انگ دیکھتے تھے۔ اور ڈھکھے دلوں کی اساری دادا دادا داران کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مدعا چال کرتے تھے۔ گناہی کی زندگی بسر کرنے میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ گنہگاروں کی سبوا کو اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ اور مختلف گنہگاروں میں ہر سال مالی امداد بھیج دیتے تھے۔ کوٹیکہ ضلع گوجرانوالہ کی گنہگاروں کو آپ کی اور آپ کے جانشین کی ہمیشہ ہی مہنوں رہے گی۔

تھکے کوتاہ آپ عملی ویدانت پریم بھگتی اور برہمنیٹا کے مجسم اوتار تھے۔ آپ کے پیروؤں کے دل میں آپ کے لئے از حد شردھا اور عزت ہے۔ اور وہ ہر سال کار تک پورماشی دالے روز آپ کے جوت سمیلے کا دن بڑی شان و شوکت سے رشی گیش بھگوان بھون میں منایا کرتے ہیں۔

# تتو مہسی

(شری سوامی پری پورناشد جی پورن)

ہے ذات اپنی سے خود تو قائم سمجھنا خود کو وبال کیلئے  
ہیں ہم تعجب میں سن کے جسے نفی خودی کی ہے سخت مشکل  
ہیں نام و صورت جو مختلف یہ نہیں ہیں ایذا وصال یہ ہرگز  
ہوید اہونے کا جو ذریعہ اسے ہی سمجھے ہو تم تو پردہ  
نہ ذات تیری میں کوئی دنیا نہ نیک و بد کا نشان انگ ہی  
لرز نہ ہرگز اجل کے ڈر سے ہے موت کی بھی تو موت تھی  
بھلا یہ دل میں کہ ذات میری ہے محض علم و سرور ہستی  
ہمیشہ قائم تو ذات اپنی سے خود کو دیکھو بہ چشم عرفاں  
اٹھادے پردہ خودی کا خود سے تو خود ہے پورن دھال کیا ہے

نفی کا جس میں دخل نہیں ہے۔ وہ تو ہے اس میں مثال کیا ہے  
عدم کو دل سے عدم سمجھنا بتا داس میں محال کیا ہے  
خودی ہے مودی نہ نام و صورت اجزاں کے جلال کیا ہے  
ہے ذات تیری میں سب نفی حرام کیلئے حلال کیا ہے  
تفنگ تیرا دکان فخر کی جھک کو کاٹے مجال کیا ہے  
تو نور بزدان ہے سب میں روشن نہ نیک تجھ میں مال کیا ہے  
ہیں سبکی شاہد چوں ہر نور خوشی نہ تجھ میں ملال کیا ہے

# حضرت محمد صاحب

پیارے ناظرین! جب سے سریشی کا آغاز ہوا ہے۔ دُنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں۔ ایک نیک خصلت جن کو خدا پرست یا الشور بھگت کہا جاتا ہے۔ اور دوم بد طینت یعنی راکھش جن کی نظر میں ہی بدی ہوتی ہے۔ زمانہ کی رفتار سے کبھی دُنیا میں نیکی بڑھ جاتی ہے۔ اور نیک لوگ عوام کے لئے امن اور راحت کا سبب بنتے ہیں اور کبھی سچائی کا لوپ پونے سے بدی کا زور ہوتا ہے۔ تب بد طینت لوگ اپنے بد اعمال سے دُنیا کو جہنم بنا دیتے ہیں وہ نیک لوگوں کو اپنے مکر وہ افعال سے ناجائز تنگ کرتے ہیں۔ اور اُن کو کئی طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں جس وقت نیک پرشور کی کوئی فریاد سننے والا بھی نہیں رہتا۔ اُس وقت قدرت کی طرف سے اُن کی امداد کیلئے کسی روحانی شکتی کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کہ بدی کو زیر کر کے نیکی کا پرچار کرتی ہے۔

حضرت محمد صاحب ملک عرب میں اُس وقت پیدا ہوئے جب کہ عرب کی حالت نہایت ہی بُری تھی جو اکھیلنا۔ شراب پینا اُن کے معمولی شغل تھے۔ اُن کا اخلاق اتنا گر چکا تھا کہ ایک آدمی سو سو شادیاں کرتا تھا خانہ جنگیاں اس قدر بڑھ چکی تھیں کہ بات بات پر لڑ پڑتے اور خون کی ندیاں بہا دیتے تھے بچے جاہلوں کی طرح آدابہ گردی کرتے اور فحش کھایوں سے بروقت زبان کو ناپاک کرتے تھے۔ اُن کے چلن و چہانہ تھے۔ اُن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ وہ لوگ اتنے جاہل تھے کہ قتل و غارت اور لوٹ مار میں ہی اُن کا زیادہ وقت گزرتا تھا۔ غرض جب کہ عرب کی ناؤ تباہی کے طوفان میں بے طرح پھنسی ہوئی تھی۔ حضرت محمد صاحب <sup>ﷺ</sup> میں شہر مکہ کے قبیلہ قریش میں عبد اللہ کے ہاں پیدا ہوئے جو کہ اُن کی پیدائش سے پہلے ہی راہِ عدم ہوئے محمد صاحب ابھی چھ سال کے ہوئے کہ اُن کی والدہ بھی انتقال کر گئیں۔ گویا بچپن میں ہی اُن کے سر سے والدین کا سایہ اُٹھ گیا۔ اُن کے بعد اُن کے دادا عبد المطلب نے اُن کی پرورش کی۔ لیکن شرمے قیمت کر تین سال بعد وہ بھی فوت ہو گئے۔ پھر اُن کے چچا ابو طالب نے اُن کی تربیت کا خیال رکھا۔

یوں ہمارے بڑا کے چلنے چلنے پات

محمد صاحب کا بچپن گویں میں گذرا لیکن وہ ابتدائی سے تحمل بردبار اور خدا ترس تھے۔ وہ دیانت دار اتنے تھے کہ ہتھوڑے عرصہ میں ہی اُن کے اخلاق کا سیکہ اُن کے لواحقین کے دلوں پر عم گیا وہ گوشہ نشینی میں عرصہ تک خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔ جب اُنہوں نے لگاتار ریاضت سے اپنے نفس پر قابو پا لیا۔ تب اُن کو سچائی اور حقیقت کی



رہنشی پست ہوئی۔ انہوں نے اس سچائی کا تمام لوگوں میں اعلان کیا۔ لیکن عرب کے جاہل لوگ جن کی فطرت میں ہی بدی شامل ہو چکی تھی۔ ان کی مخالفت کرنے پر تل گئے۔ اور محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کو انتہاء درجہ کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن محمد صاحب مصمم ارادہ کر کے ہی اپنے ملک کو راہ راست پر لانے کے لئے میدان میں اترے تھے۔ وہ بھلا ان تکلیفات کی کیوں پرواہ کرتے تھے۔ انہوں نے ان کو خیر مقدم کہا اور بنایت خندہ پیشانی سے اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شرافت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بچھ گیا۔ اور بہت سے لوگ ان کے معتقد بن گئے۔ چالیس سال کی عمر میں انہوں نے نبوت کا اعلان کیا اور اہل عرب کو ہر سے کاموں سے منع کر کے خدا پرستی کی دعوت سنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے ہمسایوں سے برا شکوک نہ کرو۔ مکروروں کا مال نہ کھاؤ۔ بلکہ ان کی امداد کرو۔ یا کہ اس اور ایماندار بنو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ جو اور شراب خوری کو منع فرما دیا۔ نیک بنو اور نیک اعمال سے اپنے اخلاق کا اثر دوسروں کے دلوں پر جاؤ۔

خدا ایک ہے۔ اور اسی کی عبادت کرو اسی کا نور ہر ایک ذی روح میں موجود ہے۔ اس لئے سب کے ساتھ محبت اور اخلاق سے پیش آؤ۔ کسی کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ خدا کی پرستش سے اپنے گناہ الودہ

تالیب کو صاف کرو۔

غرضیکہ محمد صاحب کی تعلیم عرب جیسے جاہل ملک کے لئے بھی راحت ابدی کا سبب بنی۔ انہوں نے شریعت پر پابند کر کے ان لوگوں کو حدود کے اندر سب کام کرنے کا حکم دیا۔ جہاں وہ سونے شادیاں کرتے تھے۔ وہاں صرف چار شادیاں کرنے کی پابندی کر دی۔ ایسے ہی خوراک کے متعلق بھی حد اعتدال قائم کیا۔ ان کا مقصد تو نفس کشی کا سبق سکھانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی ہدایت کی۔ عین ممکن تھا جب کہ وہ اپنے ملک کی حالت کو زیادہ بہتر سمجھتے تو مکمل برہنہ پہنچا دیا کرتے اور چند راین برت کے لئے اپنے ہونٹوں کو تیار کر لیتے لیکن ان وحشی بد مذہب اور غیر مذہب لوگوں کے لئے اس شریعت پر بھی چلنا کوئی آسان نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اسی شریعت پر ہی اکتفا کیا۔

محمد صاحب کی تعلیم نیک اور با اخلاق بننے کی تلقین کرتی ہے۔ لیکن انہوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان میں اکثریت ایسے ہادیان مذہب کی پوری ہے۔ جو کہ ان کی تعلیم کو غلط سمجھنے میں پیش کر کے لوگوں میں نفرت، بغض، کینہ، عداوت، خود غرضی پیدا کر رہے ہیں۔ ظاہر طور پر وہ مذہب اسلام کو تقویت دینے کا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن ان کے افعال ایسے مکروہ ہیں۔ کہ مذہب دنیا میں نفرت کے قابل ہیں۔ اور آخرت میں بھی وہ سنا کے قابل ہو لگے۔ گویا میں اوتار۔ پیر پیغمبر۔ رشی مہر دتتا تو تھا اس کے سدا ہمارے لئے آئے لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ پوچھ کی طرح یہ دنیا ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہی ہے۔

ابدی



# خدا سے دعا

نشری رویشن پبلیکوی!

دعا تجھ سے ہے مالک دو جہاں  
ہیں ہر خوبی میں سینگڑوں خوبیاں  
تیرا ذکر سب کے ہو وردِ زباں  
جہاں بصر میں پھیلا ہو من امان  
تو حاضر ہے ناظر ہے موجود ہے  
تیری یاد میں مست ہوں ہر گھڑی  
تیری ذات پر ہے جنہیں اعتماد  
ہر اک شے سے ہوتا ہے تیرا ظہور  
ملیں جس سے ہم اس سے نیکی کریں  
ہمارے ہوں اعمال نیک آمد بھلے  
تیرا دھیان ہر شخص سے دل میں ہو  
مسلمان عیسائی ہندو و سکھ  
دلوں میں ہو روشنِ مجت کی آگ  
نہ پیدا ہو نفرت کا ہر گز دہو آں

عطا کر ہیں سینگڑوں خوبیاں  
تیری خوبیاں کس طرح ہوں بیاں  
محبت تیری ہو دلوں سے عیاں  
ادھر بھی ادھر بھی یہاں بھی وہاں  
ہر اک درے سے تیرا جلوہ عیاں  
جواں عورتیں بوڑھے خور و کلاں  
انہیں مل گئی دولت دو جہاں  
جہاں ہے خداوند تیرا مکان  
بدی کا دلوں سے مٹا دے نشان  
جہاں جائیں پھیلائیں شہرت وہاں  
بڑائی کے تیری ہوں سب مدح خواں  
رہیں بھائی بھائی کی طرح یہاں



# مذہب اسلام کی قابل فخر ہستی

حضرت موسیٰ علیہ السلام

پہلی عظمت کی زندہ مثال ہونے کے باوجود انسانی انکسار کی ایک جیتی جاگتی صورت تھی۔ آپ اپنی قوم کو آزاد و منظم کرنے والے ایک ہدایت ہی والے شہنشاہ تھے جنہوں نے مظلوم غلاموں کے چوم کو ایک ایسی بلند چال قوم بنادیا گویا اس کے مشترکہ قومی جسم میں ایک ہی روح کا دم گر رہی تھی۔ آپ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اپنی زندگی کو بھی خطرے میں ڈال دیا۔ مصر کے مہر عن کوشت کے پیالوں اور انوار و اقسام کی دیگر نعمتوں کو کمال نفرت سے ٹھکرا کر ایک نئی قوم کو جنم دیا۔ آپ کی زندگی سے ہم سادگی، خود انکاری، عظیمی نیز بہادرانہ سرگرمی اور کوششوں کے شاندار سبق سیکھ سکتے ہیں۔

حضرت علی

آپ حضرت محمد صاحب کے شاگرد رشید تھے۔ اور دہاد بھی۔ آپ مسلمانان عرب کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ نے ۶۵۱ء سے ۶۶۱ء تک حکمرانی کی۔ اسلام کے ابتدائی سوراؤں کی مانند آپ بھی ہدایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ جب آپ پہلے مدینہ تشریف لائے تو اپنی لسراوقات کے لئے خود کام کیا کرتے تھے۔ آپ زیر عامہ کے ایک ہدایت دیانت دار محافظ ثابت ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ نے حکومت کے خزانے سے اپنے بھائی عاتل کو بھی وقت مقررہ سے پہلے کسی طرح کی امداد دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر

آپ حضرت محمد صاحب کے ایک شاگرد اور مسلمانوں کے خلیفہ دوم تھے۔ آپ نے ۶۳۴ء سے ۶۴۴ء تک مسلمانوں کی نئی جماعت پر حکمرانی کی۔ باوجود اپنی کثیرالارادواجی کے سلطنت عرب کی حمایت میں جارہانہ جنگ جوی اور عقیدت اسلامی کے آپ کے شمار نیک فرمانرواؤں میں کیا جاسکتا ہے۔ سٹرائس۔ اسے سالک آپ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ حضرت عمر ہدایت ہی بے غرض تھے۔ آپ اپنی غیر جانبداری زبردست قوت ارادی اخلاقی جرات اور نظام قائم رکھنے کے متعلق سختی کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ آپ نے مالہ زمین مقرر کر کے اسے منصفانہ بنیادوں پر قائم کیا۔ آپ نے ایک ہدایت و وسیع پیمانے پر سڑکیں اور نہریں بنوائیں۔ مسافر خانے جاری کئے۔ انصاف رسانی میں



پاکیزگی کو محفوظ رکھا۔ عوام کو معرفت تعلیم دلوائی۔ بوڑھوں اور اپاہجوں کی پنشنیں مقرر کی۔ مذہبی تہمتوں و برداشت کو ترقی دی۔ اور غیر مسلموں کے حقوق کی بھی حفاظت کی۔ ریاستی سرپرستی کی تقسیم میں آپ نے اپنے رشتہ داروں کی کبھی ذرہ بھی طرفداری نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے ہوئے آپ نے ایک عورت کو دیکھا جس کے ارد گرد کئی بچے رو رہے تھے۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ بچوں کو کسی گھنٹے سے خوراک نہیں ملی۔ آپ فوراً مدینے والپس آ گئے۔ اور آپ نے اپنے غلام اسلم کو حکم دیا کہ میری پیٹھ پر بہت سا سامان خوراک لاد دو۔ اس کے بعد آپ خود بھی وہ سب سامان اس عورت کے پاس لے گئے۔ اسلم نے بہتر عرض کیا کہ حضور میری پیٹھ پر لاد دیجئے۔ میں نے جاؤنگا مگر نیک دل خلیفہ عمر نے یہ درخواست منظور نہیں کی۔ آپ نہایت سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ آپ کی پوشاک اکثر پیرند دار ہوتی تھی۔ اور آپ کی خوراک بھی نہایت سادہ تھی۔ یعنی معمولی روٹی اور زیتون کا تیل آپ کی روزانہ خوراک ہوا کرتی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کئی گھنٹے تک محض اس لئے آپ اپنے گھر سے باہر آ کر ملاقاتوں سے نہیں مل سکے کہ آپ کے کپڑے دھوئے جا رہے تھے۔ اور آپ کے پاس پوشاک کا کوئی دوسرا جوڑا نہ تھا۔ جسے پہن کر باہر چلے آئے۔ یوروشلم نچ کرنے کے بعد جب آپ اس مقدس شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کے گھوڑے کے سم اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ وہ لنگڑانے لگا۔ آپ اپنے گھوڑے کی یہ قابل رحم حالت دیکھ کر فوراً گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگے۔ اس پر کسی شخص نے ایک نہایت بیش قیمت ترکی گھوڑا اور بہت بڑھیا پوشاک کا ایک جوڑا لاکر آپ کے سامنے پیش کیا۔ لیکن آپ نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۸ھ میں شمالی عرب میں سخت قحط پڑ گیا۔ اس لئے آپ نے یہ عہد کیا کہ جب تک قحط دور نہ ہو جائے گا۔ تب تک میں دودھ اور نمک استعمال نہ کروں گا۔

### حضرت عبدالقادر جیلانی

سیرن کارا ڈی دانے آپ کو اسلام کی چند عظیم الشان امتیوں میں سے ایک مانا ہوا ہے آپ ایک درویش منکم تھے۔ اور ایک سلسلہ اخوت کے بانی مہمانی ہیں۔ ساہما سال تک بطور ایک درویش کے بغداد کے قریب رہتے تھے۔ اور ایک کالج میں قانون اور روحانیت کے معلم بھی بن گئے۔ آپ کے بعد آپ سے لڑکوں اور مریدوں نے ہی آپ کے عقائد کا پرچار کیا۔ اور عوام کو خیرات، بردباری، حلیمی، انکسار اور غریبوں کے ساتھ محبت اور پیار کی عظمت سکھائی۔ آپ کے سلسلہ اخوت کے داعط اب بھی جن میں یاے جاتے ہیں۔



## (بدرگاہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

شری ساجن بھارتی

زندگی کی ہے فضا آج ٹکدر آسا! کس میرسی کا ہے طوفاں مری دیناں سیا  
پار طوفاں سے سینے کو نکالے گا تو ہی! کوئی پرساں نہیں ساجن کانرے تیرے سوا

خضر ہے کوئی نہ ہادی نہ کوئی راہ نما! نہ جس ہے نہ کہیں کوس نہ نقش کھنڈ پا  
راہ غریبت میں خبر لیجئے ساجن کی حضور بہر حسنین و علی - بہر نبی - بہر خدا

نظر بھی - دل بھی خدا رکھے ضوید اماں ہے یہ کون آج تصور میں جلوہ افشاں ہے  
کمال حسن عقیدت کہ فیض شاہ جیلاں ہے مری نگاہ میں ہرزہ ہر تاباں ہے  
کسی کی یاد سے روشن ہے میری بزم دل کسی کے ذکر سے محفل میری فروزاں ہے  
جھلک ہے آپ کے گہند میں "سبز گہند" کی! مزار جلوہ گہ حسن شاہ یزداں ہے  
ادھر ہیں آپ - ادھر جلوہ گر ہے والا ہے شمع ایک - مگر دو جگہ فروزاں ہے  
ستم ستم - کہ سعی میری راہ نکال ہراک کرم کرم - کہ تیرا نام شاہ جیلاں ہے

کہیں زباں پہ نہ آجائے واسطہ کوئی  
حضور - آپ کا ساجن بہت پریشاں ہے

۶

## شوک سماچار

رسالہ ادم کے پانچھ گولہ اور حضورؐ کو جہانوالہ کے ست سنگی  
پُریشوں کو یہ خبر پڑ کر افسوس ہوگا کہ لالہ بھاری لال جی دگ صرف  
آف گوجرانوالہ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء کے تین بجے ۵/۷ تک ٹکڑی دہلی میں سو گیاں ہو گئے۔ شریست میں رہتے  
ہوئے وہ کسی یشاگی پہاٹما سے کم نہ تھے۔ وہ عالم باعمل تھے۔ ہندی اور سنسکرت کے ودوان تھے۔ انہوں نے  
تمام زندگی سادگی میں اور دھرم پرچار میں گزار دی۔ گوجرانوالہ کے برہم اکھاڑہ مندر اور اُس سے ملحقہ دھارک  
لایبریری کے انتظامیہ معاملات میں اُن کی لشکام سیوا کو کون نہیں جانتا۔ وہ گوجرانوالہ کے دھارک لیڈر سمجھے  
جاتے تھے۔ رسالہ ہند کے سالنامہ ٹکسی رامائن انک اردو کو شائع کرنے میں انہوں نے اپنی لشکام سیوا دین  
کی تھی۔ اُن کے سپنر شری اندر دیو دگ اور اُن کے داماد شری بی۔ این پوری ٹکڑی ٹکڑی سیوا ٹک انڈیا میٹرو  
دیگر شہر و ان سے اظہار افسوس کرتے ہیں اور ایشور سے پرارتھا کرتے ہیں کہ وہ شری دگ صاحب کی آتما کو سدگتی دیں  
اور ان کے لواحقین کو شانتی پر دان کریں +  
گورکھ ناتھ منندہ ایڈیٹر